ت ص - 307

654

Marfat.com

آخری دیدار کی دو تصویریں

ع ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن

نشان مرد مومن با تو گویم   چوں مرگ آید تبسم بر لب او

Marfat.com

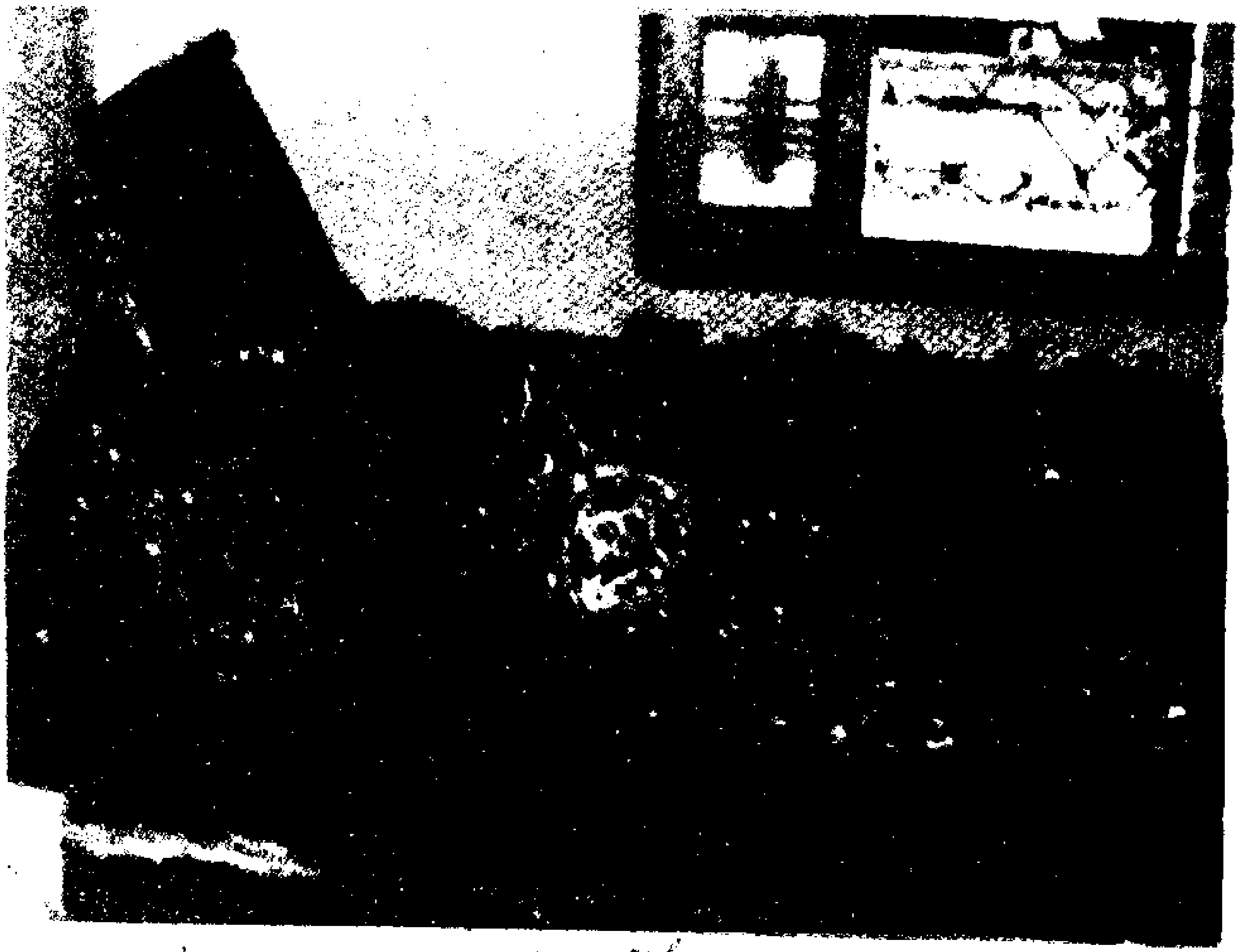

ع نام فقیر تنہاں دا باہُو قبر جنہاں دی جیوے ہُو

شجیر زمینوں ورد سان اللہ

Marfat.com

پیر السید احمد عادل گیلانی بغدادی سجادہ نشین پیر آف وانا جانشین سلطان العصر کی دستار بندی فرما رہے ہیں

ثانی سلطان حامد نواز الآزری جہلم کے موقع پر ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو اکادمی کے قیام کا اعلان فرما رہے ہیں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلطان العصرؒ

بیاد

درخشندہ ترین چراغ خانوادۂ حضرت سلطان باہوؒ غوث زمان

منبع علم و عرفان سلطان العصر

الحاج حضرت صاحب سلطان غلام دستگیر القادری ناشاد

فخر کشمیر قدس سرہ العزیز

مرتبہ۔

سلطان محمد نواز ارشد القادری

ناشر۔ حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی

دستگیر منزل نزد پرانا دربار حضرت سلطان باہوؒ، ضلع جھنگ (پاکستان)

Marfat.com

ضابطہ

یکے از مطبوعات حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی

جملہ حقوق بحق اکادمی محفوظ

صوفیا لڑی نمبر ۲

53357

نام کتاب	سلطان العصرؒ
مرتب	سلطان ارشد القادری
ناشر	حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی
مقام اشاعت	دستگیر منزل، درگاہ حضرت سلطان باہوؒ ضلع جھنگ
سرورق	
پس ورق	
کتابت	غلام مرتضےٰ ڈکوٹہ
مطبع	این آئی اے پریس رائل پارک لاہور
اشاعت اول	بمناسبت اولین عرس سراپہ قدس ۹، ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ بمطابق ستمبر ۱۹۸۸ء
تعداد	گیارہ سو
صفحات	۳۸۸
ہدیہ	۴۵/ روپے

Marfat.com

ترتیب

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
١	ترتیب	٣	١٥	ایک قدآور روحانی شخصیت (ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم)	٧١
٢	انتساب (مرتب)	٥	١٦	حضرت صاحب۔ ایک عظیم سرپرست (سلطان محمد حسین)	٧٥
٣	مناجات (حضرت سلطان العصر ناشاد القادری)	٦	١٧	تیرے نام کا درد (عبدالعزیز چشتی	٨٠
٤	اہم مکتوب 〃 〃 〃 〃	٧	١٨	خانوادہ غوث الاعظم کے وزیر اعظم (ملک غلام سرور خاں)	٨١
٥	ایک غزل 〃 〃 〃 〃	١٠	١٩	نذرانہ عقیدت (صوفی برکت علی	١٠٠
٦	التماس (نظم 〃 〃 〃	١١	٢٠	استعارۂ بہار (ڈاکٹر محمد اقبال)	١٠١
٧	سلطان العارفین کے پیکر معنوی (پروفیسر سلطان الطاف علی)	١٣	٢١	جلوۂ سلطان باہوؒ (حافظ محمد حسین)	١٠٤
٨	تعارف (عزیز حاصل پوری)	٢٨	٢٢	سلطان العارفین ثانی (ملک احمد خاں)	١٠٥
٩	میرے مشفق و محسن بھائیؒ (سلطان عمر دراز)	٢٩	٢٣	عارف باللہ (ملک محمد اکبر اعوان)	١١٣
١٠	نوحہ (نفر عبدالحمید کامل)	٣٦	٢٤	تو ولی ابن ولی ابن ولی (سید ناصر چشتی)	١١٦
١١	راحت دارین (جانشین سلطان العصرؒ)	٣٧	٢٥	علامہ اقبال کے انسان کامل (پروفیسر شاہ برات)	١١٧
١٢	قصیدہ (علامہ صائم چشتی)	٤٦			
١٣	عارف کامل قادری (پروفیسر احمد سعید ہمدانی)	٤٧			
١٤	کرکے ناشاد چل دیئے ناشاد (صوفی خورشید عالم مخمور)	٧٠			

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۶	برصغیر کے روحانی حاکم (کے ایم۔ اعظم خان)	۱۲۱	۴۱	عشق کا سفر (وڈیرہ عزیز اللہ کھوسو)	۱۶۷
۲۷	راہ ہستی کے خضر (حافظ نذیر احمد)	۱۲۲	۴۲	شہباز چراغ ولایت (سید ناصر چشتی)	۱۷۰
۲۸	حضرت صاحب بحیثیت ماہر فن تعمیرات (شجاعت عالم خان)	۱۲۳	۴۳	اقوال زریں (عبدالحق جمالی)	۱۷۱
۲۹	گلہائے عقیدت (صوفی صغر علی اصغر)	۱۲۶	۴۴	ایک سانحۂ عظیم (محمد عاشق فائق)	۱۷۷
۳۰	مرد حق آگاہ (چوہدری محمد حسین)	۱۲۹	۴۵	نیں اریس نن تواوار (بشیر محمد رئیسانی)	۱۸۲
۳۱	جان بجاناں رفت (حاجی محمد ایوب ولسوال)	۱۳۲	۴۶	مقام در خوارق عادات (سلطان ارشد القادری)	۱۸۳
۳۲	عشق و معرفت کے رمز آشنا (ایم عبداللطیف)	۱۳۳	۴۷	میرے آقا دستگیرؒ (سید ناصر چشتی)	۲۳۳
۳۳	ہدیۂ عقیدت (فقیر قادری)	۱۳۸	۴۸	کرسیں داہم سر (محبوب مستقیم)	۲۳۴
۳۴	برصغیر کے اولیاء کرام میں مقام (سلطان محمد محسن)	۱۳۹	۴۹	تاثرات و تعزیتی پیغامات (احباب)	۲۳۵
۳۵	غلام دستگیرؒ تورلیمڈی (خلیفہ محمد اسلم)	۱۴۲	۵۰	رباعی اور قطعہ (حضرت ناشاد القادری)	۲۷۸
۳۶	مرشد کامل (ڈاکٹر حافظ بشیر احمد)	۱۴۳	۵۱	"پیر مغاں" برچند آرار (اہل علم حضرات)	۲۷۹
۳۷	زندہ و درخشندہ آفتاب (محمد وزیر القادری)	۱۵۳	۵۲	ایک نظم (ڈاکٹر منیر رئیسانی)	۲۸۳
۳۸	میرے خواجہ دستگیرؒ (حافظ محمد حسین)	۱۵۷	۵۳	سلطان المشائخ	۲۸۴
۳۹	سلطان العصر نابا دائی (عبدالغنی سرسری)	۱۵۸	۵۴	دریچۂ سخن (سلطان ارشد القادری)	۲۸۵
۴۰	غوث زماں قطب دوراں۔ (صوفی نور احمد)	۱۵۹	۵۵	حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی	۲۸۸

Marfat.com

انتساب

- اُن محترم ہستیوں اور مقدس مقامات کے نام۔ جن سے حضرت صاحبؒ کو عقیدت تھی
- اُن خدارسیدہ برگزیدہ والدین کے نام۔ جن کے ہاں آپ تولد ہوئے۔
- اُن مدارس اور مکاتب کے نام۔ جہاں آپ زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوئے
- اُن ملکی و ملی خدمات کے نام ۔ جن میں آپ نے عملی طور پر حصہ لیا۔
- اُن فضاؤں کے نام ۔ جو آپ کی سانسوں اور خوشبوؤں سے معطر رہیں۔
- اُن تصانیف کے نام ۔ جو آپ کے قلم گوہر رقم کا شہکار ہیں۔
- اُن عمارات کے نام ۔ جو آپ کی مہارتِ فنِ تعمیر کا بین ثبوت ہیں۔
- اُن نومسلموں کے نام ۔ جنہیں آپ نے کلمۂ توحید و رسالت پڑھایا۔
- اُن درویشانِ حق کے نام۔ جنہیں آپنے سلوک و معرفت کی منزلیں طے کرائیں
- اُن دلوں کے نام ۔ جو آپ کی محبت سے معمور ہیں۔
- اُن آنکھوں کے نام ۔ جو آپ کے دیدار سے منوّر ہوئیں۔
- اُن ہاتھوں کے نام۔ جنہیں آپکے دستِ حق پرست پر بیعت ہونیکا شرف حاصل ہوا
- اُن ہونٹوں کے نام ۔ جنہیں آپ کی پابوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔
- اُن یادوں کے نام ۔ جو آپ سے منسوب ہیں۔
- اُن تمام اشیاء کے نام ۔ جنہیں آپ کے لمس کا گداز حاصل ہوا۔

(ناتمام)

Marfat.com

حضرت صاحب سلطان العصر نا شاد القادری

کے غیر مطبوعہ کلام سے

مناجات

یا الٰہی روزِ محشر مصطفےٰ کا ساتھ ہو
رحمت للعالمینؐ نورِ خدا کا ساتھ ہو

عاصیوں کا کون ہے شافی بجز محبوبِ حق
میرے سر پر اس کی رحمت دائما کا ساتھ ہو

"مازاغ البصر" جس کے حق میں ہے نازل ہوا
اس محمد مصطفیٰ صلِ علےٰ کا ساتھ ہو

جس کی شان میں کلمہ لولاک کا فرمان ہوا
اس حبیبِ خالقِ ارض و سما کا ساتھ ہو

توڑ ڈالا جس نے کفر و شرک اک تکبیر سے
کفر کی ظلمت میں اس شمس الھدیٰ کا ساتھ ہو

جس نے پہنچائے تمامی حکمِ رب العالمین
مالغ البیات راجع بالھدیٰ کا ساتھ ہو

(۱۶ - جنوری ۱۹۴۷ء
مدرسہ اسلامیہ چمن سلطانی
نزد دربار حضرت سلطان باھوؒ)

Marfat.com

سالکانِ معرفت و تصوف کے لئے

حضرت صاحب کا ایک اہم مکتوب

پروفیسر شاہ برات خان محسود کے نام

پروفیسر شاہ برات خان صاحب کا تعارف ان کے علیحدہ مضمون "علامہ اقبالؒ کے انسان کامل" کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے اور حضرت صاحب قبلہؒ کے اس اہم ترین مکتوب کے بارے میں بھی میں کیا کہوں؟ پروفیسر صاحب موصوف کے اپنے تاثرات ملاحظہ فرمایئے!

" میرے نام حضرت صاحب سلطان العصر قبلہ غلام دستگیر القادریؒ کا یہ مکتوب معرفت طریقت اور شریعت تینوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ حضرت صاحب نے اس مکتوب میں الفاظ کے جامہ میں لپٹی اپنی نظرِ رحمت اور فیضانِ کرم سے مجھے نوازا تھا۔ اس خط کا میں روزانہ وظیفہ کرتا ہوں جس سے میرے شب و روز اور حالات یکسر بدل گئے ہیں۔ اس مکتوب سے حضرت صاحبؒ کے عالی مقام اور آپ کی اندرونی کیفیات کا بھرپور نظارہ ہوتا ہے۔ اس میں فنا فی الرسولؐ، فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی حسین نقش کشائی ہے۔ اس خط کو شائع کرتے وقت اگر تمام صاحب ورد مریدین کے لئے اس کا باقاعدہ وظیفہ مقرر کر دیا جائے تو فیوض و برکات کی ضوفشانی ہو گی"۔

یہ اہم مکتوب جو حضرت صاحب قبلہؒ کے اپنے دستِ مبارک کا تحریر فرمودہ ہے۔ پروفیسر صاحب نے کمال فراخ دلی سے مجھے عطا فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنا ممنونِ احسان کر لیا ہے اور میں اتنا کم علم ہوں کہ میرے پاس اس احسانِ عظیم کے لئے الفاظ بھی نہیں ہیں۔ اس مکتوب کے مطالعہ کے بعد آپ ہی میری رہنمائی فرمایئے کہ کیا اس کے قابل اظہارِ تشکر کے لئے دنیا کی کسی زبان میں کوئی الفاظ ہیں؟

(مرتب)

Marfat.com

فخر کشمیر

پیر غلام دستگیر القادری

دربار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

24.1.. ۶ع

عزیزم شاہ برات سلمہ ربہٗ

السلام علیکم - آپ کا ۱۰/ ۱۶ کا مکتوب پھر پھرا کر بالآخر مجھے آ ہی ملا ۔ مادی دنیا کے اس قحط زمانہ میں آپ خوش نصیب ہیں جو آپ کو طلبِ حقیقت اور معرفت کی لگن ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت بخشے اور منزل مقصود تک پہنچائے ۔ (آمین)

مندرجہ ذیل باتوں کا ہمیشہ خیال رکھیں ۔ ۱۔ لقمہ حلال کھائیں ۲۔ جسم، جان اور کپڑے ہمیشہ پاک رکھیں ۳۔ ناپسندیدہ اور بری صحبت خواہ وہ ظاہری عیش و عشرت کے متمنی ہوں یا ایسے اسلامی رہنما ہوں جو کہ شانِ رسالت صلعم میں گستاخ اور مشاہدات وعشق ومعرفت سے ناآشنا ہوں ان سے ہمیشہ گریز کریں ۴۔ ہوش کو نرم رکھنے کی کوشش کریں اور نماز روزہ کی پابندی رکھیں ۵۔ حضرت سلطان باہوؒ اور باقی اولیاء اللہ کی کتب کا مطالعہ رکھیں ۶۔ ذکر پاس انفاس اور تصور اسم اللہ ذات کا خاص خیال رکھیں ۷۔ فضول باتیں کم کریں ۸۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی رحمت کو اپنے اوپر ہر وقت موجود سمجھیں ۹۔ دل جس بھی بات کا امر دے اسے امرِ ربی سمجھیں اور وہ کام کریں البتہ اس قدر شناخت ضرور کرلیں کہ آیا یہ آواز دل کی ہے یا نفس وشیطان کی آواز ہے اگر نفسانی خواہش ہو اسے ترک کر دیں ۱۰۔ حسن مجازی خواہ وہ انسان میں نظر آئے یا باقی کائنات میں ۔ اس سے استفادہ کریں لیکن نہ تو اسے منزل مقصود و مدعائے زیست بنائیں اور نہ ہی اسے خواہشات کا ذریعہ بنائیں البتہ اس سے روحانی مسرت حاصل کرکے اس طرف رجوع کریں جو کہ حسن حقیقی کا منبع ہے ۱۱۔ تصورات اسم اللہ ذات رکھنے والا اور آنحضور صلعم کا اپنے اوپر تصور کرنے والا کے قریب وساوس شیطانی نہیں آسکتے البتہ انسان ایک حال میں نہیں ہوتا ۔ جب بھی تصورات میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور شوق میں تنزلزل یا غفلت چھا جاتی ہے تو ایسی صورت میں نفس کے فریب اور شیطان کی ..... سے ہوشیار رہنا ضروری ہے ۔

Marfat.com

۱۲۔ حضرت سیدنا غوث الاعظمؓ کی کتاب فتوح الغیب اور حضرت سلطان باہوؒ کی کوئی نہ کوئی کتاب بالترتیب زیرِ مطالعہ رکھیں۔ ۱۳۔ حتی الوسع رازِ دل چھپا کر رکھیں۔ کسی بھی واردات خواہ وہ مجازی ہو یا حقیقی کا اظہار نہ کریں۔

اپنی خیریت سے ضرور کبھی کبھی آگاہ کیا کریں۔ میرا پتہ ہمیشہ دربار حضرت سلطان باہوؒ ضلع جھنگ کافی ہے۔

سب احباب کو السلام علیکم

ہاں جی حمید صاحب ایبٹ آباد والے آپ کے کیسے واقف بن گئے ہیں

والسلام

(دستخط) غلام دستگیر القادری

ازاہلِ خرد دُور کنارہ خوشتر
با بی سروپا دلق دوپارہ خوشتر
صد سال اگر محوِ تغافل گزرد
ساعت بہ رُخِ خوب نظارہ خوشتر

(حضرۃ ناشاد القادری) "پیرِ مغاں" ص ٦٦

(الدوام - ۵ فوریہ ۱۹۷۰ء)

Marfat.com

حضرت صاحب ناشاد القادری کی آخری سفرِ حج کے دوران مدینہ منورہ میں کہی گئی

ایک غزل

دل کو غمِ حیات سے فرصت ملی نہ تھی
بزمِ مغاں میں زیست کی بگڑی بنی نہ تھی

ایّامِ وصل بیت گئے چار روز میں
بوس و کنار سے بھی تڑپ میں کمی نہ تھی

بڑھتی گئی پیاس بھی چاہت بھی وصل میں
لطفِ وصال میں بھی شگفتہ کلی نہ تھی

اہلِ کرم نے خود ہی گلے سے لگا لیا
ورنہ یہ جان قُرب کے قابل نہ تھی نہ تھی

دامن مری طلب کا ہی کوتاہ و تنگ تھا
ان کے حضور لطف و کرم میں کمی نہ تھی

راہِ مجاز میں شہ بطحا کی بارگہ
عفو و کرم تھا کوئی خفی و جلی نہ تھی

بزمِ عراق و ذوقِ لبِ لعل و شربِ ناب
روحِ حیات تھے وہ کوئی دل لگی نہ تھی

ناشاد زہرِ ناب سے جاں بر نہ ہو سکا
تسکین جو سوز و ساز میں اس کو ملی نہ تھی

(مدینہ منورہ ۔ ۲۰ اگست ۱۹۸۵ء)

Marfat.com

حضرت ناشاد القادری کی ایک خوبصورت نظم

اسلامیہ کالج پشاور - ۲۱ - اکتوبر ۱۹۵۹ء

ایک التماس

میرے محبوب! تجھے اپنے تبسّم کی قسم

پھول کھلتے رہے امید کے مرجھائے بھی ۔۔۔ درد میں کیف بھی تھا درد کلپائے بھی
آبلے دل میں بنے آنکھ میں بھر آئے بھی ۔۔۔ ایسی الجھن میں نہ بیتابیٔ دل جاں کرنا

میرے محبوب! تجھے میری شبِ غم کی قسم
میری خاطر نہ مرے درد کا درماں کرنا

بھول جانا مرا افسانۂ بیتابیٔ دل! ۔۔۔ یاد لانا نہ کبھی قصّۂ بربادیٔ دل
میں فدا کرتا ہوں خواہش پہ تری شادیٔ دل ۔۔۔ میرے غم پر نہ خفا چہرۂ خنداں کرنا

میرے محبوب! تجھے عشق کے ماتم کی قسم
میری ناکامیٔ الفت کا نہ ارماں کرنا

یوں ہوا کرتا ہے انجامِ محبت دائم ۔۔۔ قتلِ عشاق سے ہے رسمِ محبت قائم
میرے مرنے پہ نہ کرنا کبھی نوحہ، ماتم ۔۔۔ دستِ نازک سے نہ مجروح زنخداں کرنا

Marfat.com

میرے محبوب! تجھے رسمِ مُحترم کی قسم
اپنی زلفوں کو نہ حیران و پریشاں کرنا

آرزو ہے تجھے دائم یونہی خنداں پاؤں
نامرادی میں بھی دل تجھ کو نہ حیراں پاؤں
مر کے بھی تیری مسرت پہ میں قربان جاؤں
ہاں! مری مرگ پہ مت چاک گریباں کرنا

میرے محبوب! تجھے اپنے تبسم کی قسم
بھول کر بھی نہ مرے سوگ کا ساماں کرنا

آزمانا ہو اگر جور و جفا میرے بعد
یاد آئے جو کبھی میری وفا میرے بعد
محفلِ حسن میں جب چھائے ضیا میرے بعد
میری حسرت سے بھی بزم چراغاں کرنا
میرے محبوب! تجھے حسن کے محرم کی قسم
مرگِ ناشاد پہ مت بزم کو ویراں کرنا

Marfat.com

حضرت صاحبؒ کی سوانح حیات
پر مشتمل انتہائی اہم مضمون

بیاد سلطان العصرؒ

سلطان العارفینؒ کے پیکر معنوی

حضرت غلام دستگیر القادریؒ

پروفیسر سلطان الطاف علی پرنسپل گورنمنٹ پولی ٹیکنیک کالج کوئٹہ ونگران اعلیٰ بزم باہوؒ بلوچستان

حضرت صاحبؒ کے بھائی اور ایک عظیم
محقق کے قلم گوہر رقم سے

● آپ کی پرخلوص شخصیت کے سامنے ہر کوئی گرویدہ ہو جاتا تھا۔ نہایت سادہ زندگی بسر فرمائی۔ سادہ لباس اور صفائی پسندی آپ کا شعار اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی تو آپکا اوڑھنا

حضرت الحاج پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب، حضرت صاحب قبلہؒ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ خانوادہ سلطان العارفین کے اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات میں آپ کا اسم گرامی نمایاں ترین ہے آپ نے فارسی اور سیاسیات میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کیا اور قانون کی ڈگری (ایل ایل بی) بھی حاصل کی۔ بلوچستان کے مختلف کالجوں میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آج کل گورنمنٹ پولی ٹیکنیک کالج کوئٹہ میں پرنسپل ہیں۔

آپ نے بلاشبہ اپنے جدامجد سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ پر سب سے زیادہ علمی وتحقیقی کام کیا ہے۔ "ابیات باہوؒ" جس میں مختلف پبلشروں کے چھاپنے سے کافی اغلاط تھیں کو نہایت محنت، لگن اور تحقیق سے درست کیا اور ابیات کا آسان اردو ترجمہ اور عظیم الشان شرح لکھی۔ جس کی اندرون وبیرون ملک شاندار پذیرائی کی گئی اور پاکستان رائٹرز گلڈ نے اسے سال اشاعت (۱۹۷۵ء) کی بہترین کتاب کا انعام دیا۔ اس سے قبل ۱۹۷۱ء میں آپ نے پاکستان وایران کے پچیس سالہ

Marfat.com

ثقافتی تعلقات پر مبنی ایک کتاب "بیست و پنج قرن روابط فرہنگی پاکستان و ایران" کے نام سے کی جسے پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک اور خصوصاً ایران میں بہت پسند کیا گیا حال ہی میں آپ نے یعقوب سیف ھروی کی ساتویں صدی ہجری میں تحریر کردہ گراں قدر فارسی کتاب "تاریخ نامہ ہرات" کا اردو ترجمہ لکھا ہے یہ اس عظیم تاریخی کتاب کا پہلا اردو ترجمہ ہے جو کہ سال رواں ۱۹۸۷ء میں کوئٹہ سے شائع ہوا

آپ نے "تحقیق در احوال و آثار فارسی حضرت سلطان باہوؒ و نظری در اذکار وی" کے عنوان سے اپنا فارسی مقالہ ڈاکٹریٹ (پی ایچ ڈی) کے لئے پنجاب یونیورسٹی کو پیش کر دیا ہے جو کہ منظوری کے بعد انشاء اللہ "حضرت غلام دستگیر اکادمی" کے زیر اہتمام اردو میں شائع کیا جائے گا آپ نے اس مقالہ کی تحقیق کے سلسلہ میں اندرون ملک دور دراز علاقوں کے علاوہ ۱۹۷۷ء میں افغانستان کا بھی دورہ کیا۔ امسال (۱۹۸۷ء) میں حکومت پاکستان نے آپ کو دوبارہ حج کیلئے بھیجا۔

آپ نے ۷۶-۱۹۷۵ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے ایران جا کر جدید فارسی میں تربیت حاصل کی ۱۹۷۸ء میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے

آپ انجمن اساتذہ پاکستان کے مرکزی نائب صدر حضرت سلطان باہوؒ اکادمی کے تاحیات ممبر، بزم باہوؒ لاہور، تنظیم الاعوان بلوچستان کے رکن مجلس عاملہ، مرکزی ادارہ منہاج القرآن کے رفیق اور پاکستان رائٹرز گلڈ (کے بلوچستان کے لئے) اور انجمن غلامان مصطفیٰ ﷺ دستہ محمد کے ممبر ہیں آپ نے ۱۹۸۶ء میں "بزم باہوؒ بلوچستان" کی داغ بیل ڈالی اور اس کے تاحیات کنوینر و نگران اعلیٰ منتخب کئے گئے آپ نے مختلف علمی و ادبی موضوعات پر تحقیقی مقالات تحریر کئے۔

حضرت صاحب قبلہؒ کے متعلق پہلی کتاب "سلطان المشائخؒ" میں حضرت صاحبؒ کی سوانح حیات پر مشتمل ایک مضمون "میرے عظیم بھائی۔ حضرت غلام دستگیر القادریؒ" کے زیر عنوان تحریر فرمایا تھا اسی مضمون کو ضروری ترامیم اور گرانقدر اضافے کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے جس کے بارے میں میرے اس دعویٰ کو آپ یقیناً حق بجانب سمجھیں گے کہ "اس سے زیادہ بہتر اور درست مضمون اور کون لکھ سکتا تھا؟

(مرتب)

Marfat.com

دل و دماغ میں خیالات کا ایک طوفان امڈ پڑا ہے۔ حضرت صاحب بزرگوار مرحوم و مغفور پر کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں۔ وہ ایک جامع الصفات انسان تھے۔ ان کی زندگی کا ہر پہلو نہایت بھرپور تھا بلکہ یوں کہیئے کہ حضرت صاحب موصوف کیا کچھ نہ تھے؟ وہ تو ایک کامل انسان تھے، ہر فن کے ماہر اور ہر رمز کے شناسا۔ ایک عارف، عالم، عاشق، خردمند، مدبر، شاعر اور پیر طریقت تھے۔ مزید برآں ایک دردمند، مردم شناس اور ہر ایک کے غمخوار تھے۔ ایسی عظیم شخصیت پر قلم اٹھانا ایک وسیع مضمون یا ضخیم کتاب تیار کئے بغیر کما حقہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ اسکے بارے تفصیلی کتاب لکھنے کے لئے انشاء اللہ پوری کوشش کروں گا۔ تاہم اس وقت حضرت صاحب کی زندگی کا ایک نہایت مختصر سا جائزہ لیا جا سکتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے ــــــ سلطان الطاف علی

نگہ بلند، سخن دلنواز و جاں پُرسوز ؎
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

علامہ اقبال کے اس شعر کے عین مطابق جو شخصیت ہماری نظروں میں پوری طرح جچی وہ حضرت صاحب ہی تھے۔ اولادِ علیؑ میں ہر دَور نے عظیم شخصیات ظاہر کیں اور آج ہمارے زیر نظر حضرت سلطان العارفینؒ سلطان باہوؒ کی نہم پشت سے سلطان غلام دستگیر القادریؒ جیسی عظیم و فعال شخصیت ہیں۔ رشتہ کے لحاظ سے وہ میرے حقیقی بھائی تھے جن پر مجھے بجا طور پر فخر ہے۔ انہی کی شخصیت کے آئینہ میں میں نے تصوف و ولایت کو سمجھا۔ حضرت سلطان باہوؒ کو ظاہری و معنوی پیکر میں پہچانا۔ وہ میرے لئے مرشد تھے کیونکہ میرے لئے ہر مقام پر انہوں نے صاحبِ

Marfat.com

ارشاد کا کام کیا۔ وہ مہربانی و محبت میں میرے لیئے مادرِ مہربان سے بڑھ کر تھے۔ وہ شفقت میں میرے لیئے والد محترم تھے۔ درس و تلقین میں میرے حقیقی استاد بھی تھے۔ ان کے کردار کا ہر پہلو اپنی جگہ پر ہمیشہ مؤثر نظر آیا۔ بقول نظیری نیشاپوری

ے زفرق تابقدم ہر کجا کہ مینگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

(سر سے پاؤں تک جدھر بھی نظر ڈالتا ہوں میرے دامن دل کا کرشمہ اصرار کرتا ہے کہ بس یہی مقامِ کشش ہے) بہر حال حضرت صاحب کی ان عظمتوں اور مہربانیوں نے نہ جانے کتنے ہزار لوگوں کو دل و جان سے فریفتہ کر دیا ہوگا۔ ان کشتگانِ محبت میں ایک ادنیٰ بسمل و جانِ مضطرب تو میں انہی کا بھائی ہوں۔ بقول خواجہ فریدؒ

ے گھول گھتاں جند فخر جہان کنوں

(فخر جہان خواجہ فخرالدینؒ برادرِ بزرگ) پر سے اپنی زندگی قربان کر دوں۔

دیکھیئے میرا قلم پھر میری وارداتِ قلبی میں محو سا ہو گیا ہے۔ آئیے حضرت صاحبؒ کے مختصر حال کی طرف۔

ولادت

آپ کا تولد بروز جمعہ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ بمطابق ۱۴ نومبر ۱۹۱۹ء کو بمقام دربار حضرت سلطان باہوؒ ہوا۔

تحصیلِ علم

دربار شریف پر پرائمری تعلیم کے بعد برہان کے حضرت جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سید شاہ مرادؒ کے توسط سے چھٹی اور ساتویں جماعت. راولپنڈی کے اسلامیہ ہائی سکول میں ۳۲-۱۹۳۱ء میں حاصل کی۔ پھر گورنمنٹ ہائی سکول ملتان میں اینگلو مڈل تک تعلیم مکمل کی تھی کہ والد محترم حضرت سلطان محمد نوازؒ نے یہ فرما کر آپ کو سکول سے واپس بلا لیا کہ

"میری خواہش تھی کہ تم اعلیٰ انگریزی تعلیم حاصل کرو مگر اب چونکہ تمہارے ذمہ میری نظر میں ایسے کام سونپے جانے والے ہیں۔ جن

Marfat.com

کی تیاری کے لئے ابھی سے تمہاری ضرورت ہے اور اب یہ سکول کی تعلیم کافی ہے۔"

یہ پیغام خط کے ذریعے ملتے ہی آپ سکول سے فارغ ہو کر گھر کو آ گئے۔ والد محترم نے آپ کو دو سال برہان شریف (نزد ٹیکسلا) میں فقیر حضرت جیؒ (ف۔ ۱۹۳۵ء) کی صحبت میں علوم دین و معرفت سے آشنا ہونے کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد دو سال تک والد محترم سے تصوف و سلوک میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔

بیعت

اپنے والد محترم حضرت سلطان محمد نوازؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور ان سے فیضان توجہ و عرفان حاصل کیا۔

خانوادہ طریقت کی وسیع ذمہ داریاں

والد محترم کی وفات کے بعد بیس سال کی عمر میں ہی آپ پر اپنے وسیع کنبہ، لنگر خانہ و مریدین کی نگرانی و ارشاد کی ذمہ داریاں سر پر آ گئیں۔ اپنے بھائی سلطان نور حسین (مرحوم) کو لنگر کے امور کے لئے اپنے ساتھ مصروف کار کر لیا۔ آپ کے برادر کبیر حضرت سلطان غلام باہوؒ صاحب تو والد محترم کے وقت سے ہی گڑہ جمعہ شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں سکونت پذیر ہو چکے تھے۔ جہاں پر انہوں نے اپنے خاندان کے معروف بزرگ حضرت سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کی خدمات اور سجادہ نشینی کی ذمہ داریاں لے لی تھیں اور یہ خانوادہ اب تک وہاں آباد ہے۔ آپ کے ایک برادر خرد سلطان محمد اشرفؒ بھی والد صاحب بزرگوار کے وقت میں ہی اپنے ننھیال اور گنڈہ پور خاندان کے ماموں صاحبان کے قرب کے باعث پہلے ٹانک اور پھر کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں بود و باش کرنے لگے تاہم سلطان محمد اشرفؒ کی ابتدائی تعلیم کے لئے بھی اور ان کے شادی بیاہ کے لئے ساری ذمہ داریاں حضرت صاحبؒ نے ہی اٹھائیں۔ یہ گھرانہ اب تک کلاچی میں موجود ہے۔ اور چھوٹے بھائیوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ سلطان عمر دراز نے حکیم حاذق و زبدۃ الحکماء کا کورس کیا اور راقم الحروف

Marfat.com

نے قانون کی ڈگری، ایم اے سیاسیات اور ایم اے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ طریقت کے سلسلہ کو کافی حد تک وسعت اور پیش رفت آپ کی کاوشوں سے حاصل ہوئی۔ طریقہ قادریہ حق باہوؒ کو پورے پاکستان میں پھیلانے میں آپ نے انتھک محنت کا ثبوت دیا۔ آپ کے پیروکار اور معتقدین پورے وزیرستان، سرحد، بلوچستان، سندھ اور پنجاب میں نظر آنے لگے۔

ماہرِ لسانیات

ہر علاقہ کے عوام سے مکمل رابطہ کے باعث آپ ان کی زبانیں بخوبی جاننے لگے بلکہ ہر زبان میں ان کے اہل زبان سے بڑھ کر ماہر وقاری نظر آنے لگے چنانچہ آپ فارسی اور انگریزی کے علاوہ اردو، سرائیکی، پشتو، سندھی، براہوی اور پنجاب کے مختلف علاقوں کی تمام زبانیں بخوبی جانتے اور بولتے تھے۔ عربی زبان میں بھی کافی عبور حاصل کر چکے تھے۔

اسلامی، علمی، ادبی و سماجی بہبود میں شرکت

حضرت صاحب نے ملت اسلامیہ کی بہبود و تہذیبی فروغ کے لئے جدید طریق کار اور ضروریات کے مطابق مختلف انجمنوں اور سوسائیٹوں میں بھرپور دلچسپی لی۔ علمائے اسلام کے جلسوں، اولیائے کرام کے اعراس، طلباء کی انجمنوں، سماجی بہبود کے اداروں اور علم وادب کی محفلوں میں نہ صرف شرکت فرماتے بلکہ ان کی مالی معاونت بھی فرماتے تھے۔ ایسے اداروں کے فروغ کے لئے مفید مشورے بہم پہنچاتے تھے۔ پاکستان کی مختلف زبانوں کے ادب کی نشو و نما میں ہمیشہ دلچسپی لیتے رہے۔ سرحد کے طاہر کلاچوی، پنجاب کے راجا رسالو، سندھ کے رشید احمد لاشاری اور بلوچستان کے عبدالصمد شاہین جیسے پشتو، پنجابی، سرائیکی، سندھی بلوچی اور براہوی کے شاعر اور ادیب حضرت صاحب کی دعا اور مفید مشوروں سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ اس میدان فکر و عمل میں وہ انجمنیں اور مکتبہ فکر جو باقاعدہ حضرت صاحب کی سرپرستی اور تحریک کی مرہون منت ہیں۔ ان میں سے چند کے نام اور ان میں آپ کا

Marfat.com

نظام واضح کیا جاتا ہے۔

مہتمم و متولی خانقاہ حضرت سلطان نور محمدؒ و سلطان محمد نوازؒ نزد

پرانا دربار حضرت سلطان باہوؒ (۱۹۳۸ تا زیست)

بانی و مہتمم مدرسہ اسلامیہ چمن سلطانی غوث والا حضرت سلطان باہوؒ (۱۹۴۵ تا ۱۹۵۳)

مہتمم بانی و صدر جماعت قادریہ سلطانیہ۔ دربار حضرت سلطان باہوؒ (۱۹۴۹ تا ۱۹۵۴)

بانی و مہتمم خانقاہ نگینۃ القادریہ سرو کئی جنوبی وزیرستان (۱۹۵۲ تا زیست)

بانی و مہتمم خانقاہ قادریہ آستانہ دستگیر حق باہوؒ کیچی بیگ،

سرآب کوئٹہ (۱۹۵۹ تا زیست)

صدر مجلس اعوان کانفرنس لاہور (۱۹۶۰ء)

کنوینر و سرپرست سلسلہ مدارس انوار باہوؒ (پنجاب، بلوچستان،

سندھ، سرحد) (۱۹۶۵ تا زیست)

اعزازی ممبر پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور (۱۹۶۷ تا زیست)

سرپرست تنظیم الاعوان بلوچستان کوئٹہ (۱۹۶۸ تا زیست)

بانی و مہتمم خانقاہ قادریہ آستانہ حق باہوؒ، کراچی (۱۹۷۰ تا زیست)

سرپرست بزم باہوؒ، لاہور (۱۹۷۰ تا زیست)

سرپرست انجمن غلامان مصطفےٰ اوستہ محمد بلوچستان (۱۹۸۳ء تا زیست)

صدر محافل حق باہوؒ کانفرنس (سبی۔ کوئٹہ) بلوچستان (۱۹۸۴ء تا زیست)

سرپرست حضرت سلطان باہوؒ اکیڈیمی لاہور (۱۹۸۴ تا زیست)

سرپرست بزم باہوؒ بلوچستان کوئٹہ (۱۹۸۵ تا زیست)

محرک التفادہ ہائے درس قرآن کوئٹہ از پروفیسر

محمد طاہر القادری (۱۹۸۶ سال وصال)

Marfat.com

ملّی خدمات

حضرت صاحب موصوف نے تحریک پاکستان میں پوری دلچسپی لی اور ہر علاقہ کے عوام میں مسلمانوں کے ایک علیحدہ آزاد ملک کے قیام کی اہمیت بیان کرتے رہے۔ بالخصوص صوبہ سرحد میں جہاں کانگریس کا زور تھا وہاں پاکستان کے حق میں لوگوں کو تیار کیا۔

قیام پاکستان کے بعد کشمیر کی جنگ میں ۱۹۴۷ء تا ۱۹۴۹ء تک آپ نے ایک مجاہد کی حیثیت سے بے لوث خدمات سرانجام دیں۔ صوبہ سرحد کے قبائل محسود، وزیر، بھٹنی وغیرہ پر مشتمل چالیس ہزار قبائل کے لشکر کی کمانڈ کی۔ یہ لشکر "پیر آف وانا کے لشکر" کے نام سے مشہور ہے۔ پیر آف وانا سید یوسف الگیلانی بغدادی کا ان دنوں وانا جنوبی وزیرستان میں ہی زیادہ قیام تھا۔ سید یوسف گیلانی پیر آف وانا ایک بلند کردار اور مدبر انسان تھے۔ ان سے حضرت صاحب کو سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی پیران پیر رضی اللہ عنہ کے خانوادہ ہونے کے باعث والہانہ محبت و عقیدت رہی ہے۔ حضرت صاحب نے قبائل کا مذکورہ عظیم الشان لشکر پیر صاحب آف وانا کی سربراہی میں جمع کیا اور ان کے نائب کی حیثیت سے کمانڈنٹ کے فرائض ادا کیے۔ کشمیر میں جب فائر بندی کا حکم ہوا تو اس موقع پر قبائلی لشکر ہی سری نگر تک پہنچ چکا تھا۔ جسے فتح کرنا چند گھنٹوں کا کام تھا۔ حکومت آزاد کشمیر نے آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو "فخر کشمیر" کا خطاب عطا کیا۔ جس کا باقاعدہ اعلامیہ جنرل طارق نے ۲۵ اپریل ۱۹۴۹ء کے نوٹیفکیشن میں کیا۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں آپ نہایت مستعدی کے ساتھ جنوبی وزیرستان سے قبائل کا لشکر سپلائی کرنے میں مصروف ہو گئے۔ چنانچہ اس جنگ میں لاہور اور قصور کے محاذوں پر حکومت نے قبائل کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت دی اور خاطر خواہ کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

۱۹۷۱ء میں ہندوستان سے جنگ کے موقع پر بھی آپ نے اسی طرح قبائل کا ایک عظیم لشکر تیار کیا مگر پاکستان کی حکومت نے اس لشکر کو جہاد کرنے کی اجازت نہ دی۔

Marfat.com

حالانکہ آپ نے اس جنگ کے موقع پر صوبہ سرحد کے فوجی گورنر اور ڈیرہ اسماعیل خان کے کمشنر سے کئی بار رابطہ فرمایا۔ بہرحال قوم پر جب کبھی ضرورت کا وقت پڑا۔ آپ نے اپنی خدمات پیش کیں البتہ سیاست سے تعلق کبھی نہ رکھا۔

معاشرہ کی اصلاح کے لئے خدمات

پیر طریقت ہونے کی حیثیت سے

آپ کا تعلق پاکستان کے ہر علاقہ اور ہر طبقہ کے لوگوں سے رہا ہے چنانچہ ہر مقام پر لوگوں کو اپنے کردار و عمل سے اخلاق کی تعلیم دی۔ لوگوں کو اپنے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے ہمیشہ تاکید فرماتے رہے۔ بالخصوص وزیرستان اور بلوچستان کے قبائل اور سندھیوں کو ہمیشہ آپ نے ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے مستقبل، بہبود اور خوشحالی کے لئے بچوں کو تعلیم دلائیں۔ اکثر یوں بھی ہوا کہ جس گھر میں ناخواندہ بچوں کو دیکھا کہ وہ کسی سکول میں داخل نہیں ہیں تو ناراض ہوکر اس گھر میں بیٹھنا اور ان کی دعوت قبول کرنا پسند نہ کیا۔ جنوبی وزیرستان کے علاقہ محسود میں آپ نے سپنکئی اور سپین تزہ (بدر) کے سکولوں کی خود بنیاد رکھی جنہیں بعد میں گورنمنٹ نے منظور فرمایا اور اب وہاں مڈل سکول قائم ہیں۔ سپنکئی ہی میں حضرت صاحب نے ایک اسلامی یونیورسٹی کی طرز پر ایک جامعہ دینی تعلیمات کے لئے قائم کرنے کا منصوبہ شروع کر رکھا تھا۔ جس کی شاندار مسجد قائم ہوچکی ہے۔ شغیر علاقہ شمن خیل (تحصیل سروکئی) میں بھی آپ نے ایک اسلامی مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں پتھر کی عظیم الشان مسجد تعمیر کرائی۔ بلوچستان میں بھی کئی دینی مدارس انوار باہو کے نام سے قائم فرمائے جن کی ذمہ داری اپنے برادر خرد حاجی سلطان نور حسین کو سونپی۔ حضرت سلطان نور حسینؒ جب اللہ کو پیارے ہو گئے تو ان مدارس کی ذمہ داری اپنے فرزند سلطان حامد نوازؒ کے سپرد کی۔ پنجاب میں مشہور دینی درسگاہ جامعہ انوار باہو بھکر کے بانی حضرت سلطان محمد مشتاق مرحوم تھے۔ اس درسگاہ میں بھی آپ کی سرپرستی و تعاون سے کامیابی کے ساتھ کام ہو رہا ہے۔ حضرت صاحب موصوف نے دربار حضرت سلطان باہوؒ کے مقام پر اپنے والد صاحب مرحوم و دادا صاحب مرحوم

Marfat.com

کے مزارات پر سیاہ پتھر کی عظیم الشان خانقاہ و مسجد کا کام مکمل کر لیا تھا۔ جس کے ساتھ ہی علم و ادب کا ایک مرکز قائم کرنے کا آپ کا منصوبہ زیر غور تھا۔ اس مرکز علم و ادب کے لئے آپ کے پروگرام و منشار کے مطابق انشاءاللہ عمل ہو گا۔

اکثر لوگوں کو دینی و اخلاقی ہدایات کے ساتھ ساتھ ان کو کاروبار کے لئے اقتصادی مسائل کے حل کے لئے مشورے دیتے رہتے تھے جس پر عمل پیرا ہو کر ہزاروں بندگانِ خدا نے کامرانی حاصل کی۔ ایک مرتبہ وزیرستان کے علاقہ زاور کے ایک محسود نوجوان کی اس بات پر سخت سرزنش فرمائی اور کئی روز تک اس سے خفا رہے کہ اس نے جنگل کے چھوٹے چھوٹے درختوں کو کاٹ کر اپنے مکان کی چھت تعمیر کر لی تھی۔ اس سلسلہ میں آپ لوگوں کو ہمیشہ تلقین فرمایا کرتے تھے کہ وہ چیل دیار کے چھوٹے درختوں کو ہرگز نہ کاٹا کریں۔ کیونکہ اس سے قومی نقصان ہوتا ہے۔

قبائلی معاملات اور فسادات طے کرنے کے لئے دور دراز کے علاقوں میں آپ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ ہر طبقہ اور ہر قبیلہ کے لوگوں کے رسم و رواج سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس لئے ان کے مسائل حل کرنے میں اکثر کامیاب ہوتے تھے۔

لوگوں کو ان کے فرسودہ رواجوں کو چھوڑنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ شادی بیاہ، استقبال اور اموات کے مواقع پر فضول اور جاہلانہ رسوم کو اپنے حلقہ میں کافی حد تک ختم کرایا۔ اپنے خاندان میں بھی ایسے رواجوں کو ختم کرنے کے لئے آپ نے پہلے خود عملی طور پر قدم اٹھا کر دکھایا جس سے کئی غلط اور فضول رواج ختم ہو گئے۔

سیرت آپ کی پرخلوص شخصیت کے سامنے ہر شخص گرویدہ ہو جاتا تھا۔ نہایت سادہ زندگی بسر فرمائی۔ سادہ لباس اور صفائی پسندی آپ کا شعار رہا ہے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی تو آپ کا خاصا رہا ہے۔ خوراک ہمیشہ سادہ پسند کی۔ کبھی ایک سے زیادہ قسم کا کھانا رغبت سے نہ کھایا۔ مرغن کھانے سے اجتناب کرتے تھے۔ اکثر دعوتوں میں بھی اگر دال یا ساگ پات میسر آتا تو رغبت سے کھاتے۔ چائے کے

53358

Marfat.com

استعمال کی عادت کثرت سے رہی ہے البتہ جب کبھی احباب کے لیئے دعوت طعام کا بندوبست ہوتا تو انہیں کھلانے کے لیئے زیادہ سے زیادہ گوشت، کباب اور فروٹ کا اہتمام فرماتے۔ انہیں شوق سے کھانے کے لیئے رغبت دلاتے۔ گوشت اور میوہ خود کاٹ کاٹ کر پیش کرتے جس کے باعث کم تعلق رکھنے والے مہمان اکثر یہ سمجھ لیتے کہ حضرت صاحب بڑے خوش خوراک واقع ہوئے ہیں۔ آپ نے زندگی بھر کبھی رات کو جلد آرام نہیں فرمایا۔ ہمیشہ رات کو ۱۲ یا ایک بجے تک کام کرتے اور پھر صرف تین گھنٹوں کے لیئے آرام فرماتے اور چار بجے بیدار ہو جاتے۔ طبیعت میں اکثر درد و کرب کی کیفیت رہتی تھی جس کے باعث اشکبار نظر آتے تھے۔

مقدس مقامات کی زیارت

حضرت صاحب نے متعدد بار حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے اور زندگی میں چار بار کاظمین شریف، کربلا معلیٰ اور سیدنا عبدالقادر جیلانی کے روضہ اطہر پر بغداد شریف میں حاضری دی۔ مشہد میں دو بار حضرت امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دی۔ غزنی میں حکیم سنائیؒ اور حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی زیارت پر گئے اور ہرات میں عبداللہ انصاریؒ کی ایک بار زیارت کا شرف حاصل کیا

شعر و ادب

حضرت صاحب اعلیٰ درجہ کا ذوقِ شعر و ادب رکھتے تھے مثنوی رومیؒ، دیوانِ حافظؒ، دیوان آشکارؒ، دیوان غوث الاعظمؒ، کلام عطارؒ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ ابوالکلام آزادؒ کی کتاب غبار خاطر کو بھی بڑا پسند فرمایا۔ کلام اقبالؒ کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ حضرت صاحب نے فارسی اور اردو میں صوفیانہ رموز سے بھرپور عاشقانہ شعر ہزاروں کی تعداد میں لکھے ہیں۔ شعر لکھنے کا موقع انہیں ہمیشہ کسی سفر کے دوران گھوڑے پر، موٹر پر یا جہاز پر میسر آتا تھا اور فرماتے تھے سفر کے دوران میں جم غفیر میں اپنے آپ کو تنہا پاتا ہوں۔ اور شعر کہتا ہوں۔ ایک شعر میں خود فرمایا۔

82242

Marfat.com

ے مجھے سفرِ بحر و قطار میں کسی منتظر کا بیار تھا
جو جمِ غفیر میں خلوتی کسی سوزِ جان کا شکار تھا

تصانیف

پیرِ مغاں ، دیوان فارسی چھپ چکا ہے ۔

اردو شاعری ، عنقریب اشاعت کے لئے زیرِ ترتیب ہے ۔

سفرنامہ بغداد ، صوفیانہ و عاشقانہ رموز سے معمور سفرنامہ ہے جو تا حال طبع نہیں ہوا ۔

مثنوی روحی (منظوم رسالہ روحی) ، غیر مطبوعہ

سوانح حیات پیر آف وانا ؒ ، غیر مطبوعہ

روزنامچے ، یہ آپ کی خود نوشت سوانح عمری پر مشتمل ہیں جو نہایت تفصیلات کے ساتھ ہیں ۔ اس میں اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ گزرے ہوئے اہم واقعات و شخصیات کا تعارف بھی ملتا ہے ۔ یہ روزنامچے دراصل حضرت صاحب کے اہم قلمی دستاویزات ہیں جو سالانہ تقریباً پانچ سو صفحات پر لکھے گئے ہیں ۔

مکتوبات ، یہ دو لاکھ سے زیادہ تعداد میں مختلف ہاتھوں میں محفوظ ہیں جو آپ کے افکار و حالات پر مشتمل اہم قلمی دستاویزات ہیں ۔

آپ نے شاعری میں ناشاد تخلص اختیار فرمایا ہے ۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو ۔
بغداد شریف میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت کے موقع پر فرماتے ہیں ۔

اے حسنِ عراقی خواب سے اٹھ کچھ داروئے الفت بھی تو پلا
تیرے در پر آنے والا تو ناشاد بھی ہے بیمار بھی ہے

Marfat.com

ایک غزل میں درد و سوز دیکھئے۔

خزاں سے ہو گئی مانوس زندگی ایسی — کہ اب حسین بہاروں میں جی نہیں لگتا

ایک مقام پر فرمایا۔

ناشادؔ ہو چکے ہیں سب زورفان عقل — بحرِ محیطِ عشق کا ساحل نہ مل سکا

قطعہ میں فرماتے ہیں۔

عالم بیخودی ہے وحشت ہے — پھر انہیں دیکھنے کی حسرت ہے
میں بھی کرتا ہوں آج یوں محسوس — زندگی کی ابھی ضرورت ہے

مدینہ منورہ میں گویا ہیں۔

رازِ دل تم سے کہا ہے ورنہ — بات کب کس نے بتائی دل کی
محفلِ حسن میں ناشادؔ آیا — یہ بھی چاہے ہے صفائی دل کی

فارسی میں قطعہ۔

از اہل خرد دور کنارا خوشتر — مابی سروپا دلق دوپارا خوشتر
صد سال اگر محو تغافل گزرد — ساعت بہ رخِ خوب نظارا خوشتر

ایک غزل سے اقتباس ملاحظہ ہو۔

دل نے بیمار کیا ہے دل کو — دل ہی سمجھے گا دوائی دل کی
جس نے چاہا رخِ زیبا پہ نظر — اس نے کب خیر منائی دل کی
مبتلا ہو کے بھلایا سب کو — ہے یہی ایک بھلائی دل کی
عقل کا دور ہے یارو اس میں — کون سنتا ہے دہائی دل کی

فارسی میں قطعہ

از رب حرم شاہد دینا خواہم — لطفی ز شہ سید بطحا خواہم
در محفل رندان بہ حریم کعبہ — با ناب وتب عشق چون سینا خواہم

Marfat.com

از دیر و حرم کار نیامد حاصل — وزدل نرود ہیچ خیالی باطل
ہوسی دانا از تفسیم پاک نگشتنہ — جز پیر مغان قلب نگردد مائل

آپ کا مطالعہ نہایت وسیع تھا۔ اتنی کتابیں پڑھ ڈالیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس قدر مصروف انسان نے مطالعہ کے لئے کب اور کس طرح وقت نکالا ہو گا۔ اردو شاعری میں میر تقی میر، حسرت موہانی، عدم، احمد ندیم قاسمی اور رفعت سلطان کو پسند فرمایا۔ صنف شاعری میں غزل کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ تصوف میں ابن العربی کے قائل تھے۔ حضرت سلطان باہوؒ کے کلام کے رموز سے خوب آشنا تھے۔

وصال

حضرت صاحب نے عارضہ ذیابیطس کی پیچیدگیوں کے باعث ایک ماہ کوئٹہ میں بیمار رہ کر ۹ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ / ۱۲ ستمبر ۱۹۸۶ء کو رات کے سوا گیارہ بجے انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اگلے روز ۱۰ محرم الحرام کو صبح ۹ بجے آپ کو اپنے والد و دادا کی خانقاہ مبارک واقع دربار حضرت سلطان باہوؒ میں دفن کر دیا گیا۔

آخر میں حضرت صاحب قبلہ کے حسب حال ایک صاحب دل کے چار شعر مرقوم کئے جاتے ہیں۔ جن کے زبان شعر میں حضرت صاحب اپنے مزار مبارک پر ہر زیارت کرنے والے سے کہہ رہے ہیں۔

معاشراں ز حریف شبانہ یاد آرید — حقوق بندگیٔ مخلصانہ یاد آرید
چو در میان مراد آدید دست مراد — ز عہد صحبت ما در میانہ یاد آرید
چو عکس بادہ کند جلوہ در رخ ساقی — ز زہد من بسرود و ترانہ یاد آرید

(اے ساتھیو! رات کے دوست کو یاد کرو، مخلصانہ خدمت کے حقوق کو یاد رکھو جب مراد کی کمر میں امید کا ہاتھ ڈالو، اس وقت ہماری دوستی کا زمانہ یاد رکھو جب شراب (معرفت) کا عکس ساقی کے چہرہ میں ظاہر ہو، گیت اور ترانے کے ساتھ میرے زہد کو بھی یاد رکھو۔

اے بزرگی کے صدر نشینو! مرحمت کے وقت، حافظ کے چہرے اور اس آشنا نے

Marfat.com

کو یاد رکھو)

علامہ اقبال کے اس قطعہ پر اختتام کرتا ہوں جس سے حضرت صاحب قبلہ کی تمام زندگی کی غمازی ہوتی ہے۔

نہ پیوستم درین بستا نسرا دل — زبند این و آن آزادہ رفتم

چوں بادِ صبح گردیدم دمی چند — گلاں را آب و رنگی دادہ رفتم

(میں نے اس دنیا کے باغ میں دل نہیں لگایا۔ یہاں کی آلودگیوں سے آزاد رہ کر جا رہا ہوں۔

میں نسیم سحر کی طرح چند لمحے پھرا ہوں۔ پھولوں کا حسن سنوار کر جا رہا ہوں)

تحریک پاکستان اور حضرت صاحب

حضرت صاحب نے ۱۹۸۲ء میں علاقہ دانا جنوبی وزیرستان کے تبلیغی دورے کے دوران وزیر قوم کو افغانستان پر روس کے قبضہ کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیتے ہوئے ۱۹۴۷ء میں تحریک پاکستان کے دوران پیش آنے والا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ کانگریسی لیڈروں اور ملاؤں نے وزیرستان کے سادہ لوح عوام کو اسلحہ اور دیگر اشیاء ضرورت دے کر ان سے اپنے حق میں دستخط کرائے یا انگوٹھے لگوائے کہ عوام کی اکثریت کانگریس کے ساتھ ہے۔ رزمک کے مقام پر ایک عظیم الشان جلسہ میں بہت سے کانگریسی رہنماؤں نے خطاب کیا۔ حضرت صاحبؒ کو بھی اس جلسہ میں مدعو کیا گیا تھا۔ آخر میں حضرت صاحبؒ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ

"لوگو! آپ بے شک اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انیس انگلیوں کے نشان لگا کر اپنے لئے جو کچھ حاصل کرنا چاہتے ہو بے شک کرو۔ لیکن اپنی صرف ایک انگلی پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت میں رکھنا اور وہ کانگریس کو قطعاً نہ دینا اور وہ انگلی ہے جس سے آپ رائفل کا ٹریگر دباتے ہیں۔"

حضرت صاحبؒ کے اس خطاب سے کانگریس کی پالیسی کو سخت نقصان پہنچا اور لوگوں نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا

Marfat.com

تعارف

حضرت عزیز حاصل پوری

ملتان شریف

معروف نعت گو شاعر حضرت عزیز حاصل پوری مرحوم و مغفور کا شمار حضرت صاحب قبلہؒ کے عزیز دوستوں اور عقیدتمندوں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے غالباً ۱۹۷۷-۷۸ میں یہ تعارف لکھا تھا۔ وہ بھی اب ہم میں موجود نہیں۔ ان کا تحریر کردہ "تعارف" تبرکاً پیشِ خدمت ہے ——— مرتب

پیدا کیا خدا نے بڑے اہتمام سے

باہُوؒ کے خاندان میں اک دستگیر بھی — عالم بھی اور عارفِ دوراں فقیر بھی
عرفاں یہ ہوا مجھے ان کے کلام سے

مرکوز ہے نگاہ، ولایت کے بام پر — فائز ہیں آپ فقر کے اعلیٰ مقام پر
ہُو حق کی ہیں صدائیں سحر تک جو شام سے

جاری ہے قلب آپ کا عشقِ رسولؐ میں — رہتے ہیں جیسے آپ دمشقِ رسولؐ میں
اٹھتی ہے گونج روضۂ خیر الانامؐ سے

ہر سال ہے جمالِ حرم آپ کو نصیب — کرتے ہیں یاد آپ کو اللہ کے حبیبؐ
پایا ہے نور جلوۂ نورِ تمام سے

ذات آپ کی ہے یوں ہمہ عرفان و آگہی — ذہن آپ کا ہے فکر و نظر کی سمندری[1]
زینہ لگا ہے دل کا فراست کے بام سے

کنز العلوم اصل میں سینہ ہے آپ کا — علم و ہنر کا شہر مدینہ ہے آپ کا
طے ہو رہی ہے راہ بڑے التزام سے

زیرِ قدم ہے آپ کے منزل سلوک کی — آئی پسند آپ کو محفل سلوک کی
پس نام کیوں نہ ان کا مرید احترام سے

ہیں پیرِ محترم وہ نگاہِ عزیز میں — جن کو نہ ہو یقین وہ خود جا کے دیکھ لیں

۱۔ حضرت صاحبؒ کے آبائی گاؤں کا نام

Marfat.com

میرے مشفق و محسن بھائی

الحاج حکیم سلطان عمر دراز قادری زبدۃ الحکمار
درگاہ حضرت سلطان باھوؒ ضلع جھنگ

...... آپ نے تحریر فرمایا "چونکہ پیر صاحب قبلہؒ بہت بیمار ہیں اور ہیں ان کی خدمت کو اپنے مفاد پر ترجیح دیتا ہوں اگر خدانخواستہ ان کو تکلیف برقرار رہی تو میں حج پر نہیں جاؤں گا۔"

حضرت الحاج حکیم سلطان عمر دراز صاحب قادری، قبلہ حضرت صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ طبیہ کالج لاھور سے زبدۃ الحکمار کی ڈگری حاصل کی۔ دربار حضرت سلطان باھوؒ کے نزدیک اپنے آبائی گاؤں میں آپ کے مطب "دستگیری شفاخانہ" میں ملک کے دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے ہزارھا لوگ صحتیاب ہوئے ہیں۔ گندانہ (تحصیل اوستہ محمد بلوچستان) میں بھی آپ کی زیر سرپرستی "دستگیری شفاخانہ" قائم ہے۔ آپ دو مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت رَوضۂ اقدس کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ ایران، عراق اور دیگر کئی ممالک میں بھی زیارت مقدسہ سے مشرف ہوئے ہیں

زیرِ نظر مضمون کے بارے میں اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ حضرت صاحبؒ کے سگے بھائی نے تحریر کیا ہے۔

مرتب

Marfat.com

درخشندہ چراغ

میرے مشفق و محسن برادرِ بزرگوار الحاج حضرت سلطان غلام دستگیر صاحبؒ فخرِ کشمیر کی عظیم شخصیت سے کون واقف نہیں۔ وہ ہمارے لئے، خاندان کے لئے اور حضرت سلطان باہوؒ کے عقیدت مندوں کے لئے ایک روشن چراغ تھے۔ ہر شخص کی فلاح و بہبود اور دینی و دنیاوی ترقی کے خواہاں رہتے۔ وہ ایک مجسمۂ راحت، پیکرِ شرافت و صداقت، باشرع، حسد و تعصب سے پاک شخصیت کے مالک تھے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت غوث پاک قدس سرہٗ اور حضرت سلطان العارفینؒ سے از عقیدت و محبت رکھتے تھے۔

تاریکی ھی تاریکی

ان کے اس دارِ فانی سے رحلت فرما جانے کے بعد ہر سو تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے حضرت رفعت سلطان صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے۔

قلب و نظر کو، روح کو برباد کر گیا
ناشاد اک زمانے کو ناشاد کر گیا

خدمات جلیلہ

جس وقت ہمارے والد صاحب بزرگوار (حضرت سلطان محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ) نے وصال فرمایا اس وقت حضرت صاحب نو عمر تھے۔ میری عمر تقریباً پانچ سال اور بھائی سلطان الطاف علی کی عمر صرف چالیس دن تھی۔ آپ نے ہماری تعلیم و تربیت اور آرام و آسائش پر اس قدر توجہ دی کہ ہمیں یتیمی کا احساس ہی نہ ہوا۔ بھائی صاحب سلطان الطاف علی کو ڈبل ایم اے کرایا اور وکالت کی تعلیم بھی دلائی اور مجھے طبیہ کالج لاہور سے زبدۃ الحکماء کا کورس کرایا۔ برادرم الحاج سلطان نور حسین مرحوم کا تعاون حضرت صاحب کو حاصل تھا۔ برادرم نور حسین صاحبؒ کے جذبات بھی ہمارے لئے حضرت صاحب کی طرح تھے

Marfat.com

حضرت صاحب نے سب سے پہلے میرے لئے پھر الطاف صاحب اور حاجی صاحب کے لئے رہائشی پختہ مکانات تعمیر کرائے۔ ہماری شادیاں کیں اور اس کے بعد اپنے بچوں کے لئے مکان بنوایا۔

اپنے خاندان میں جن کی مالی حالت کمزور ہوتی آپ ان کی ہمیشہ کھلے دل سے امداد فرماتے اور ان کے تعمیراتی کام بھی کرا دیتے۔ اپنے والد اور دادا صاحبؒ کے دربار اقدس اور اس سے ملحقہ عظیم الشان مسجد جنوبی وزیرستان سے پتھر منگا کر تعمیر کرائی۔ درویشوں اور زائرین کے آرام اور رہائش کے لئے کمرے اور حضرت سلطان باہوؒ کی اولاد کے مزارات (قبرستان) کے لئے بھی کمرے تعمیر کرائے جو تا قیامت ایک یادگار ہیں۔ ساتھ ہی ایک عظیم اسلامی درسگاہ کے لئے جگہ وقف کی اور اس درسگاہ کی بنیادیں بھی رکھیں۔ اللہ تعالیٰ عزیزان سلطان حامد نواز و سلطان محمد نواز ارشد اور ہمیں یہ توفیق عطا فرماتے کہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ اسی طرح جنوبی وزیرستان اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں مساجد اور مدارس قائم فرمائے خصوصاً شنغیر (جنوبی وزیرستان) میں ایک عظیم الشان جامع مسجد تعمیر کرائی وہاں بھی ایک اسلامی مدرسہ قائم کرنے کا منصوبہ تھا جس کے لئے چند کمرے بھی تعمیر کرائے

شفقت

کیا بچے کیا بڑے آپ ہر ایک سے اتنا مشفقانہ سلوک فرماتے کہ ہر شخص یہی محسوس کرتا کہ قبلہ حضرت صاحبؒ کو سب سے زیادہ میرے ساتھ لگاؤ اور محبت ہے۔

اصلاح معاشرہ

جنوبی وزیرستان کے محسود وزیر قبائل پر آپ نے خاص توجہ دی تاکہ وہاں جہالت کا خاتمہ ہو اور ان کے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ ایک وقت تھا کہ وہاں اتنی جہالت تھی کہ یہ لوگ ختنے بھی نہیں کرایا کرتے تھے لہٰذا آپ اپنے ساتھ حجام لے جایا کرتے اور ان لوگوں کے اور ان کے بچوں کے ختنے کرائے۔ کئی لوگ جو کہ اپنے علاقہ میں شرم سے ختنے نہیں

Marfat.com

کرنا چاہتے تھے انہیں اپنے ساتھ دربار حضور لائے اور یہاں انہیں سنت محمدیؐ پر عمل پیرا کرایا۔

اسی طرح سندھ، پنجاب اور بلوچستان میں بھی آپ نے دورے فرمائے اور لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فرمائے ہوئے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلنے کی اور سنت و شریعت کی پابندی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

آپ نے قبائلیوں کے دیرینہ باہمی جھگڑے اور دشمنیاں ختم کرائیں اور سندھی، بلوچی، براہوی اور پٹھان قبائل آپ کے شرعی، منصفانہ، غیر جانبدارانہ اور مخلصانہ فیصلوں سے کبھی انحراف نہ کرتے۔ آپ کے فیصلہ کردہ قبائلی معاملات کی فائلیں محفوظ ہیں۔

جہاد فی سبیل اللہ

قبلہ پیر صاحب السید یوسف الگیلانی پیر آف وانا رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں آزاد قبائلی لشکر کی جہادِ کشمیر میں آپ نے قیادت فرمائی جس کے صلہ میں خان لیاقت علی خان، وزیراعظم پاکستان اور دیگر حکام نے آپ کو اعلیٰ عہدوں، زمین اور نقد رقم دینے کی پیش کش کی لیکن آپ نے یہ سب کچھ قبول فرمانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ یہ خدماتِ فی سبیل اللہ کے لئے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا اور ہماری شان عہدوں میں نہیں، شریعت محمدی کی تابعداری، حضور غوث پاک سے عقیدت اور حضرت سلطان باہوؒ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا ایک فرد ہونے کی حیثیت میں ہے۔ یہ دنیاوی عہدے ہمارے لئے وجہ عزت نہیں۔

حکومت آزاد کشمیر نے آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کو "فخر کشمیر" کا اعزاز دیا جو کہ آپ نے نہایت پس و پیش کے بعد پیر صاحب آف وانا رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر قبول فرما لیا۔

Marfat.com

پیر صاحبؒ آف دانا سے محبت

۱۹۰۲ء میں میری خوش نصیبی اور حضرت صاحب کی مہربانی نے مجھے آپ کے ساتھ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ اقدس، سرکارِ دوجہاںؐ پر حاضری کا موقع عطا کیا۔

قابلِ احترام بھابھی صاحبہ (قبلہ حضرت صاحبؒ کی اہلیہ محترمہ) بھی ساتھ تھیں۔ عرب جانے کے لئے جب ہم کراچی پہنچے اور "سفینہ حجاج" کی روانگی میں چند روز باقی تھے۔ کہ بھلروان سے اطلاع آئی کہ پیر صاحب سید یوسف گیلانیؒ سخت بیمار ہیں لہٰذا حضرت صاحب ہمیں کراچی میں چھوڑ کر فوراً پیر صاحبؒ کی خدمت میں روانہ ہو گئے۔ چند روز بعد آپ کا میری طرف ایک دستی مکتوب آیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا۔

> "چونکہ پیر صاحب قبلہ بہت بیمار ہیں اور میں ان کی خدمت کو اپنے مفاد پر ترجیح دیتا ہوں۔ اگر خدانخواستہ ان کو تکلیف برقرار رہی تو میں حج پر نہیں جاؤں گا البتہ آپ کو اجازت ہے۔ آپ اپنی بہن کو لے کر حج ادا کرآئیں"

اس خط کے پہنچنے پر میں ازحد پریشان ہوا لیکن اسے قدرت کا کرشمہ کہیں یا آپ کی کرامت کہ سفینہ حجاج کے انجن میں کوئی ٹیکنیکل خرابی پیدا ہو گئی اور اس کی روانگی مؤخر (لیٹ) کر دی گئی۔ اس عرصہ میں قبلہ پیر صاحبؒ بھی صحت یاب ہو گئے اور ان کی اجازت سے جس روز حضرت صاحب واپس کراچی پہنچے اسی روز اعلان ہوا کہ اب دو دن بعد جہاز عرب کے لئے روانہ ہو گا۔ یہ حضرت صاحبؒ کی حضور غوث پاکؓ اور ان کی اولاد سے محبت وعقیدت کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔

ہم سفر کا خیال

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قبلہ حضرت صاحب اور محترمہ بھابھی صاحبہ اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔ بازار سے اشیاء خورد و نوش کی خریداری کے لئے میں حضرت صاحب کے ساتھ ہوتا لیکن وہ سامان کے تھیلے اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھاتے اور مجھے نہ

Marfat.com

اٹھانے دیتے۔

حجاج کرام کی خدمت

وہاں اکثر بہت سے لوگ حاجی صاحبان آپ کی زیارت کے لئے آتے تو آپ ان سے نہایت خلوص اور محبت سے پیش آتے اور ان کی ہر طرح خاطر و خدمت کرتے۔

مدینہ کا پودینہ - آپ کا علاج

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں حضرت صاحب نزلہ و زکام میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے عرض کی کہ کسی میڈیکل سٹور سے دوائی لے آؤں لیکن آپ نے مسکرا کر فرمایا "بھائی جان! میرا علاج مدینہ منورہ کا پودینہ ہے"۔ اور پھر آپ نے پودینہ کی چائے بنوا کر نوش فرمائی اور پہلی ہی خوراک سے آپ کی طبیعت ٹھیک ہو گئی۔

بارگاہِ رسالت مآبؐ میں حاضری کے وقت کیفیات

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالم پناہ میں حاضری کے وقت آپ کے چہرۂ مبارک پر ایسی نورانیت چھا جاتی اور آنکھیں ایسی سرخ ہوتیں کہ دیکھنے والے ششدر رہ جاتے اور اکثر غیر ملکی لوگ مجھ سے دریافت کرتے کہ " یہ صاحب کون ہیں"؟ مدینہ منورہ میں رہائش پذیر حاجی عبدالکریم صاحب نے بھی ان کیفیات کو محسوس کیا اور مجھے کہا کہ روضۂ اقدس پر حاضری کے وقت جو کیفیات حضرت صاحبؒ کی ہوتی ہیں ایسی بہت ہی کم صاحبان پر طاری ہوتی ہیں اور یہ صرف انہی بندگان خاص کا حصہ ہیں جنہیں واقعی " زیارت " کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

دولت کا مصرف

آپ کو عقیدت مند بہت نذرانے پیش کرتے لیکن آپ نے کبھی دولت جمع نہ کی۔

Marfat.com

بلکہ ہمیشہ لنگر، تعمیراتی کاموں اور ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنے میں صرف کر دیتے مساجد اور مدارس تعمیر کراتے یا ان کی معاونت فرماتے اور بغداد شریف و عرب شریف کی زیارت پر آنے جانے میں خرچ فرماتے۔ اکثر ہم سب کو نصیحت فرماتے کہ دل میں دنیا کی محبت کو ہرگز جگہ نہ پانے دیں۔ روپیہ پیسہ ہرگز جمع نہ کریں بلکہ جائز اور ضروری امور پر خرچ کرتے رہیں اللہ تعالیٰ کسی چیز کی کمی نہ دے گا۔

خانوادہ سلطان العارفینؒ کے تاثرات

فطری بات ہے کہ ہر خاندان میں ایک دوسرے کے ساتھ تعصب ہوتا ہے اور دوسرے کی نیک نامی کم برداشت کی جاتی ہے لیکن قبلہ حضرت صاحب کے وصال کے بعد ہمارے چچازاد بھائیوں سلطان نور محمد اور سلطان فیض احمد کے الفاظ تھے کہ "آج ہم یتیم ہو گئے ہیں"۔ صاحبزادہ رؤف سلطان نے کہا کہ خدا کی قسم اگر میرا کوئی سگا بھائی فوت ہوتا تو مجھے اتنا صدمہ نہ ہوتا جتنا حضرت صاحب کے وصال سے ہوا ہے۔ سلطان حمید صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہمارے خاندان کی ایک عظیم شخصیت ہم سے جدا ہو گئی ہے جو کہ ہمارے لئے مشعل راہ تھی اور سلطان خضر حیات صاحب (نائب سجادہ نشین دربار حضرت سلطان باھوؒ) نے فرمایا کہ حضرت صاحب کے وصال کے بعد اب تاریکی چھا گئی ہے۔ وہ بہت شوق سے ہم بھائیوں کی دعوتیں کیا کرتے تھے۔ اب اگر کوئی ہمیں مدعو کرے گا تو بھی وہ لطف آفرین اور علم و حکمت سے معمور محفل کہاں نصیب ہو گی۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ اگر ہم خانوادہ حضرت باھوؒ سو بار فوت ہوں اور پھر جنم لیں تب بھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ حضرت صاحب جیسی عظیم شخصیت کا ظہور ممکن ہو۔

Marfat.com

نوحہ

ہدیۂ عقیدت فقیر عبدالحمید کاملؔ سروری قادری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ فقیر نور محمد کلاچوی قادریؒ
کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد

ہوئے رخصت ہمارے پیر و مرشد دارِ فانی سے
کسے فرصت ملے گی عمر بھر اب نوحہ خوانی سے

صفِ ماتم بچھی ہے ہر ارادت مند کے گھر میں
صدائے نالہ و شیون ہے ہر دیوار و ہر در میں

عقیدت مند جتنے بھی ہیں سب فریاد کرتے ہیں
انہیں کا تذکرہ کرتے ہیں ان کو یاد کرتے ہیں

عزیز و اقربا ہیں سب پریشاں شدتِ غم سے
بہے ہے اشکِ خوں جاری ہوا ہے چشمِ پُرنم سے

بہت صدمہ ہوا ہے عاشقوں کو جاں نثاروں کو
عجب بے چینیاں ہیں غم زدوں کو سوگواروں کو

دلوں میں درد ہے آنکھوں سے پیہم اشک جاری ہیں
عقیدت کیش محوِ گریہ ہیں مصروفِ زاری ہیں

غلامِ دستگیرؒ ان کو کہیں یا دستگیر ان کو
بجا ہے گر کہیں ہم بے مثال و بے نظیر ان کو

شریعت اور طریقت کے وہ بن کر آفتاب آئے
وہ لے کر علم و عرفاں کے خزینے بے حساب آئے

وہ اک روشن چراغِ محفلِ رشد و ہدایت تھے
وہ اک یکتا فقیر و رہبر و پیرِ طریقت تھے

ہزاروں گمرہوں کو آپ نے بخشی ہدایت ہے
ہر اک دل میں انہیں کا پیار ہے ان کی محبت ہے

وہ سلطانِ فقر کے تھے اور شاہنشاہِ عرفاں تھے
جنیدِ وقت تھے وہ بایزیدِ بزمِ دوراں تھے

دلوں کو زندہ کر دیتی تھی چشمِ التفات اُن کی
فیوضِ بیکراں کا ایک مرکز تھی حیات اُن کی

وفورِ غم سے الطافؔ علی کی آنکھ پُرنم ہے
مصیبت کا سماں ہے اور پریشانی کا عالم ہے

بہت بے چین ہیں حامدؔ نوازؔ اُن کی جدائی میں
وہ مشفق اُن کو مل سکتا نہیں ساری خدائی میں

منصورؔ دردِ فرقت میں تڑپتے ہیں سسکتے ہیں
یقیں آتا نہیں وہ اب بھی ان کی راہ تکتے ہیں

خدایا صبر کی توفیق دے سب سوگواروں کو
سکونِ دل عطا کر غم کے ماروں بیقراروں کو

الٰہی زندہ و تابندہ رکھ اس آستانے کو
متاعِ فیض و برکت اس سے دے سارے زمانے کو

سدا انوار کا مرکز رہے کاملؔ مزار اُن کا
ہر اک محفل میں ہو ذکرِ گرامی بار بار اُن کا

Marfat.com

جانشینِ سلطان العصرؒ کے قلم گوہر رقم سے

راحتِ دارین حضرت صاحب قبلہؒ

الحاج
سلطان حامد نواز القادری
جانشینِ سلطان العصرؒ
مسند آرا دربار سلطان نور محمد، سلطان محمد نوازؒ، نزد ویرانا دربار حضرت سلطان باھوؒ
(ضلع جھنگ)

آپ ایک زندہ فقیر تھے آپ کو دیکھ کر خدا یاد آ جاتا تھا چونکہ ایسی نورانی اور روحانی ہستیاں صدیوں میں جنم لیتی ہیں لہٰذا مجھے اس پر بجا فخر ہے کہ ہم ایک عارفِ کامل کے ہاں تولد ہوئے اور ان کا دیدار کرتے رہے

برادرِ بزرگوار الحاج سلطان حامد نواز القادری مدظلہٗ حضرت صاحب قبلہؒ کے فرزندِ اکبر جانشین اور حضرت صاحبؒ حضرت سلطان نور محمد سلطان محمد نواز رحمت اللہ علیہما کے سجادہ نشین ہیں خانوادۂ سلطان العارفینؒ سے جن حضرات کے آستانے دربار شریف مذکورہ کے قریب (بستی سمندری میں) ہیں انھوں نے بھی آپ کو حضرت صاحب قبلہؒ کی جگہ اپنا سربراہ مقرر فرمایا ہے، مدارس انوار باھوؒ سندھ، بلوچستان و بہار پنجاب کے آپ مہتمم اعلیٰ ہیں۔

حضرت صاحبؒ کی قربت و شفقت اور روحانی فیض سے جتنا آپ مستفید ہوئے ہیں اتنا اور کون ہوا ہوگا؟ زیرِ نظر مضمون میں آپ کے اپنے تأثرات بھی ہیں اور حضرت صاحبؒ کے فرمودات بھی۔

اس مضمون کی اہمیت کے بارے میں اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ" جانشین سلطان العصرؒ نے تحریر فرمایا ہے۔

—— مرتب

Marfat.com

؏ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

نقیرِظل الٰہ ہے۔ وہ خدا کو اور خدا اسے بہتر جانتا ہے۔ ایک عارفِ کامل، فنافی الرسول دانا وبینا روحانی شخصیت کے بارے میں قلم اٹھانے کی جسارت اور ہمت تو نہیں ہے البتہ برکت حاصل کرنے کے لئے جو کچھ دیکھا یا محسوس کیا جناب کے سامنے ہے۔ آپؒ کی ہستی عقل و فکر کے اس مادی دور میں ذہن کے ترازو میں تولنے سے بالاتر تھی۔ آپؒ کی تمام تر زندگی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور سنت کی مطابعت کی زندہ مثال تھی۔ آپؒ ایک بے مثال شخصیت اور کامل مرشد کے علاوہ مردِ کامل، بہت بڑے اصلاح کار۔ عالم و فاضل۔ ادیب۔ شاعر اور انجنیئر تھے۔ آپؒ سراپۂ خلوص اور مجسمۂ اخلاص تھے۔ غرضیکہ ایک اشرف المخلوقات انسان کے اندر جتنی خوبیاں ہونی چاہئیں بلکہ میں کہوں گا جتنی خوبیاں قدرت نے تخلیق فرمائی ہیں وہ سب کی سب آپ کی ذاتِ پاک میں موجود تھیں اور آپ ان تمام خوبیوں کو بروئے کار لاتے تھے۔ خدمتِ خلق، خیرات۔ جود وسخا۔ حسن اخلاق۔ بزرگوں کا احترام، بچوں سے شفقت فرماتے۔ مختلف علاقوں کے شہروں اور دیہاتوں میں مساجد اور مدارس قائم فرمائے۔ اکثر دربار غوث پاک (بغداد) اور حرمین شریفین کی زیارت نصیب رہی۔ آپ اپنی زندگی میں ہمیشہ دن رات جاگ کر مسلسل اور انتھک محنت کر کے دین و دنیا کے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے رہے ایسا لگتا تھا جیسے آپ کو معلوم ہو کہ میری زندگی کم اور فرائض زیادہ ہیں۔ اکثر دور دراز کا سفر رات کو فرمایا کرتے اور فرماتے تھے کہ دن کام کے لئے ہوتا ہے۔ دن کو لمبا سفر وہ کرے جو فارغ ہو اور اسے اور کام نہ ہو۔ احباب اور مخلصین مریدین کے روزانہ کافی خطوط آتے تھے جنہیں روزانہ ملاحظہ فرماتے اور ان کے جوابات تحریر فرماتے۔ اگر کسی کا زیادہ دن خط نہ آتا تو خود اسے یاد فرما کر خط لکھتے۔

دنیاوی امور میں آپ نے جس طرح محنت و مشقت سے کام لیا۔ اسی طرح جب نماز۔ روزہ، جہاد، حج یا تہجد کا وقت آتا تو سب کچھ چھوڑ کر اپنے مالک و معبودِ حقیقی کے فرائض میں مصروفِ کار ہو جاتے۔ آپ نے اپنی فعال، متحرک اور با اصول زندگی کے معمولات میں کبھی فرق نہ آنے دیا۔

Marfat.com

آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے انتہائی اخلاص اور حلیم الطبعی کے باوجود آپ کی بارعب شخصیت کی وجہ سے ہمیں اپنا مقصود عرض کرنے کی کبھی جرأت نہ ہوئی۔ البتہ آپ چہرہ اور دل دونوں کا اپنی روحانی طاقت سے مطالعہ فرما کر جو کچھ ہم کہنا یا پوچھنا چاہتے اس کا جواب کھلے لفظوں میں خود ہی فرما دیتے۔ آپ کو ہر لمحہ ہر شخص کا حال معلوم ہوتا تھا۔ میرے ساتھ کچھ روحانی مہربانیاں ہوئیں جن کے بیان کرنے کی میں کبھی جسارت نہ کر سکتا لیکن آپ خود ہی وہ باتیں مجھ سے دریافت فرما لیا کرتے تھے۔ مجھے کبھی یہ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی کہ عرض کرتا "جناب کو یہ سب کچھ کیسے علم ہوا؟" میرا ایمان تھا اور ہے کہ آپ ہمیں ہر حال میں دیکھتے ہیں۔ میں اب بھی آپ کی شفقتوں کو اسی طرح بلکہ پہلے سے کہیں زیادہ محسوس کرتا ہوں اور جب بھی کوئی مشکل مرحلہ آتا ہے وہ اب بھی ہماری رہنمائی فرماتے ہیں۔

آپ کو حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، سیدنا غوث پاکؓ اور حضرت سلطان العارفینؒ سے والہانہ عقیدت تھی اور آپ کو ان ہر سہ کی حضوری بھی حاصل تھی۔ کئی بار حضرت سلطان العارفینؒ کے دربار پاک میں اکٹھے حاضری کا شرف ہوا وہاں آپ کی ظاہری کیفیت اتنی بدل جاتی کہ چہرہ مبارک کو حد درجہ پرتوِ جمال و جلال کے باعث دیکھنا مشکل ہو جاتا۔

کبھی کسی مشکل کام کے لئے آپ کی خدمت میں دعا کی التجا کی تو فرماتے "سلطان صاحبؒ کو لاج ہے۔" اور وہ کام بہت جلد مکمل ہو جاتا۔ اکثر فرماتے تھے "ہمت، محنت، توکل اور خلوص ہی کامیابی کا راز ہے۔ اور اسی میں خدا راضی ہوتا ہے۔" فرماتے تھے "نماز ایک راز ہے جو لوگ نماز نہیں پڑھتے انہیں نماز کی شان کا علم نہیں۔ جو پڑھتے ہیں ان میں سے بھی اکثریت اس راز سے ناآشنا ہے۔ البتہ چند لوگ اس راز سے ضرور آگاہی رکھتے ہیں" صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے میں اکثر تاکید فرمایا کرتے تھے (حق باھوؒ کانفرنس کوئٹہ کے موقع پر ۲۹ جولائی ۸۶ء کو) اپنے آخری صدارتی خطبہ میں بھی صلوٰۃ وسطیٰ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "حضرت سلطان العارفینؒ صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ ذکر قلبی جاری رکھو اور باطنی نماز کو قائم کرو۔" آپ فرمایا کرتے "حدیث

Marfat.com

پاک ''نماز مومن کی معراج ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں خدا اور مصطفیٰ ﷺ دونوں سے ملاقات ہوتی ہے اور جن کو یہ ملاقات نصیب ہو وہ اصل معراج کو پا لیتے ہیں۔ آپ کی ذات میں قہاری و غفاری اور قدوسی و جبروتی صفات بیک وقت موجود تھیں۔ آپ انتہائی مشفق ہونے کے ساتھ ساتھ سخت گیر بھی تھے۔ ظاہری اور باطنی سزا دے کر اصلاح فرماتے تھے۔

آپ وقت کی بہت قدر فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ کائنات میں ہر چیز کو قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی چیز کو حقیر نہیں جاننا چاہیے۔ آپ ہر شخص کو اس کی اہلیت کے مطابق اہمیت دیتے اور عزت افزائی فرماتے ہر شخص کے مقام، مزاج اور نفسیات کو فوراً بخوبی جان جاتے حتیٰ کہ چھوٹے بچوں کو بھی ان کی نفسیات کے مطابق مطمئن اور خوش کر لیتے تھے۔ اور ہر بچہ فوراً آپ کی ہدایات پر عمل پیرا ہو جاتا۔

آپ اپنے ہر مرید پر وہ جہاں بھی ہوتا اپنی نظر رحمت رکھتے۔ جو شخص ایک بار آپ کی زیارت سے مشرف ہو جاتا پھر زندگی بھر آپ کی دلکش اور اثر انگیز شخصیت کو فراموش نہ کر سکتا۔ آپ دلوں میں گھر کر جاتے تھے۔ آپ کی محفل میں جو ایک مرتبہ بیٹھ جاتا۔ وہ اس محفل سے اتنی مٹھاس، رنگینی، علم و عرفان اور فیض حاصل کرتا کہ پھر کہیں اور اس کا دل نہ لگتا اور وہ بار بار حاضری دینا رہتا یا کم از کم یہ تمنا ضرور رکھتا۔

ہم جب بھی اپنے تبلیغی دوروں کے سفر سے گھر واپس لوٹتے تو حضرت صاحبؒ اگر گھر سے باہر کہیں تشریف لے گئے ہوتے تو دور ہی سے آستانہ پر ایک خزاں سی چھائی محسوس ہوتی۔ راستے پژمردہ ہوتے اور در و دیوار سے حسرت ٹپکتی نظر آ جاتی اور پھر جب آپ تشریف لے آتے تو در و دیوار، زمین اور درخت، انسان اور حیوان، ہر ایک چیز پر ایک حسن سا چھا جاتا۔ بہار ہی بہار ہوتی۔ ہر بے جان شئے بھی ذی روح لگتی گویا آپ جان جہان تھے اور یہ صرف میرے تخیل یا عقیدت کی کرشمہ سازی نہیں ایک حقیقت ہے۔

آپ کے جسم مبارک سے ایک مخصوص، منفرد اور مسحور کن خوشبو آتی تھی جو کہ اب بھی آپ کے کمرے اور استعمال شدہ اشیاء میں برقرار ہے۔ ایسی خوشبو کسی پھول یا کسی عطر میں

Marfat.com

آج تک نہ پائی۔ آپ کو قدرت نے اتنی تاثیر اور حسن بخشا تھا کہ آپ کسی بد نما چیز کو بھی ہاتھ میں لیتے تو وہ خوبصورت اور خوشنما نظر آنے لگتی۔ ایسا تو عام دیکھا ہے کہ کوئی شخص خوبصورت تراش خراش کا اور اچھے کپڑے کا لباس پہنے اور اپنی زینت و زیبائش کر لے تو وہ اچھا لگتا تھا لیکن آپ کا کمال یہ تھا کہ کسی بھی عام سے کپڑے کا سلا ہوا سادہ لباس آپ کو ایسے جچتا کہ اس کپڑے پر رشک آنے لگتا۔ آپ قراقلی ٹوپی (جناح کیپ) پہنتے یا سر پر صافہ باندھتے آپ کا ہر روپ اتنا دلکش ہوتا کہ دل موہ لیتا۔ آپ سے جو چیز مَس ہو جاتی یا جسے آپ چھو لیتے وہ چیز حسین معلوم ہوتی۔

آپؒ کی یاد روگ بن کر رہ گئی ہے اور آپ کی یادوں کے سہارے ہی زندگی گزر رہی ہے۔ وہ جو دل کا سکون تھے اب وہ دل کی بے چینی اور اضطراب کا سبب ہیں۔ وہ ہماری زندگی تھی۔ حاصلِ حیات تھے۔ ان کے جانے سے ایسا لگتا ہے کہ سب کچھ چھن گیا ہے۔ لکھتا جاؤں تو شائد اس سراپا حسن و کمال شخصیت کے لئے میرے تاثرات سمندر کا پانی سیاہی بن کر بھی پورا نہ کر سکے۔ بقول سلطان ارشدؒ صاحب۔

ے وہ ہماری زندگی تھی رونقیں سب ان سے تھیں
اب تو سناٹا ہے چپ سی ہو گئی ہے زندگی

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنے جوارِ رحمت اور قربت میں رکھے اور ان کا سا جمال و جلال برکتیں، خوبیاں اور عنائتیں نصیب فرما دے (آمین)

آپ کے وصال سے صرف ہمارا نہیں عالمِ اسلام کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے۔ اپنے اعلیٰ اوصاف کی وجہ سے آپ کی شخصیت ہر دور میں مقبول و افضل رہی ہے۔ آپ کی مدبرانہ شخصیت، حلیم الطبعی، حق گوئی سے غیر مذاہب کے لوگ بھی اتنے متاثر ہو جاتے۔ کہ ہمیشہ حضور کی محفل میں کھنچے چلے آتے اور پہروں دنیاوی دھندے بھول کر صحبتِ پاک میں حاضر رہتے اور ایماندار ہو کر واپس لوٹتے۔ آپ ہر مسئلہ چاہے وہ شرعی ہوتا یا قانونی ہر ذہن میں ایک قابل استاد کی طرح بٹھا دیتے۔ سادہ لباس، سادہ کھانا اور سادہ رہن سہن پسند فرماتے۔ متکلف زندگی سے زندگی بھر پرہیز فرمائی۔ البتہ مہمانوں کی عزت افزائی

Marfat.com

اور پر تکلف دعوت فرمانے پر خوش ہوتے۔ اکثر فرماتے کہ خود کھانا، پینا، سونا، جاگنا اور بچے جننا، سب تو حیوانات بھی کر لیتے ہیں۔ انسان وہ ہے جو دوسروں کو کھلائے، خدمت خلق کرے اور دوسروں کے دکھ سکھ میں ان کے کام آئے ورنہ فقط اپنے لئے جینا کیا جینا ہے فرمانے حقوق اللہ کی ادائیگی بھی لازم ہے لیکن حقوق العباد کا اور زیادہ خیال رکھنا چاہیئے اور اس کی زیادہ سختی سے بازپرس ہوگی۔" مذاہب کے بارے میں گفتگو ہوتی تو فرماتے کہ " سچا مذہب صرف اسلام ہی ہے جو قدرت کی طرف سے ودیعت ہوا اور اس سے پہلے کے مذاہب منسوخ ہوئے باقی عقائد و مذاہب تو ذہنی اور عقلی پیداوار ہیں۔ آپ ہمیشہ سنی حنفی بریلوی مسلک کا پرچار فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے کہ باقی جتنے فرقے ہیں سب ہی کسی نہ کسی کی بے ادبی آجاتی ہے لیکن اہل سنت والجماعت واحد مسلک ہے جس میں کہیں بھی بے ادبی کا احتمال نہیں ہے اور حضور کریم ؐ کے وقت سے ہی اسلام کا یہی نظریہ اور طریق کارآرہا ہے۔ باقی سب مسالک اگرچہ ظاہر با تحقیق بھی نظر آتے ہیں لیکن ان کا باطن بے دین ہے۔ آپ کو تمام مذاہب اور مسلک سے بخوبی واقفیت اور آگاہی تھی۔

فقر و استغنا ر آپ کا خاصار ہا۔ انکساری کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عرض کی کہ جناب کے پاس بڑے بڑے نواب، سردار، امیر، وزیر، اعلیٰ عہدے دار اور دنیادار لوگ بھی آتے ہیں اگر اجازت ہو تو بعض بوسیدہ قالینوں اور دریوں کی جگہ نئے قالین لائے جائیں تو فرمایا کہ بیٹا! جس نے ہمارے لئے آنا ہے وہ آتے رہیں گے اور ہمارے ساتھ ان بوسیدہ دریوں اور چٹائیوں پر بیٹھتے رہیں گے اور جنہوں نے قالینوں کے لئے آنا ہے ان کے لئے بڑے بڑے ہوٹل کھلے ہیں۔ وہ وہاں یا اپنے گھروں میں رہیں۔

آپ کو علم لدنی حاصل تھا۔ ہر مکتب فکر کے لوگوں کو ہر موضوع پر گفتگو کے دوران مطمئن فرمالیتے۔ آپ کو حضور غوث الاعظم قدس سرہٗ کی بارگاہ سے جو کچھ حاصل ہوا مستقل اور پایدار تھا۔ آپ نے ہزار ہا طالبانِ حق کی رہنمائی فرمائی اور انہیں بہت جلد روحانیت و معرفت کے مقامات و مراتب تک پہنچایا۔ درویشوں اور فقیروں کو پہلی نظر میں پہچان جاتے اور ان کا نہایت احترام اور عزت فرماتے۔ آپ کاشف القلوب

Marfat.com

اور ماہر نفسیات تھے۔ آپ کا آستانہ ہمیشہ دن رات ہر قسم کے لوگوں کے لئے کھلا رہتا اور ہر ایک کے لئے ہر وقت رہائش و خوراک کا انتظام ہوتا لیکن ایسے لوگوں کا اپنے ہاں قیام پسند نہ فرماتے جن سے مسلک و معرفت کا ماحول آلودہ ہوتا اور وہ درویشان حق کی گمراہی کا سبب بنتے۔ آپ کی بصیرت و بصارت اتنی تیز تھی کہ کسی کو آپ کے حضور غلط بیانی کی جرأت نہ ہوتی۔

آپ نہایت سخی تھے۔ فرماتے تھے کہ مجھ سے جسے جو چیز کی ضرورت ہوتی ہے اسی وہی دیتا ہوں۔ بعض کم فہموں کو مال و دولت کی فراوانی کا اشتیاق ہوتا ہے انہیں اس سے مالا مال کرتا ہوں اور بعض خوش نصیبوں کو روحانی فیض کی دولت مطلوب ہوتی ہے تو ان میں حضور غوث پاکؓ و سلطان العارفینؒ کے خزانہ سے وہ تقسیم کر دیتا ہوں۔

اکثر لوگ (اور ہمیں خود بھی یہ تجربہ بارہا ہوا کہ) آپ کی بارگاہ میں جس قدر بھی رنج والم لے کر جاتے بغیر آپ کو عرض کئے اور دعا کرائے صرف آپ کی محفل میں بیٹھنے سے ہی رنج والم دور ہو جاتے اور دلی اطمینان اور سکون لے کر اٹھتے۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں لیکن آپ اس قدر پرہیز گار، متقی اور منکسر المزاج تھے کہ آپ کی زبان سے کبھی کسی نے آپ کی اپنی تعریف یا کرامت نہ سنی ہو گی۔ بہت زیادہ تعمیری اور تحریری کام کیا لیکن اسے نمایاں یا ظاہر نہ فرماتے۔

آپ کو بارگاہ ایزدی کا وہ قرب حاصل تھا جو کہ ایک فقیر کو حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے دنیا میں رہ کر اکثر مسافر کی طرح وقت گزارا۔ اپنی ذات کے لئے کبھی آسائش کی کوئی چیز حاصل نہ کی۔ اپنے لئے اپنی شان اور مرتبہ کے مطابق کوئی مکان یا کمرہ بھی پسند نہ فرمایا بلکہ مکان کے ایک کونہ میں چھوٹے سے کمرے میں قیام فرمایا جس میں آپ کا ایک پلنگ ایک جائے نماز اور لکھنے پڑھنے کے لئے ایک میز کی گنجائش تھی۔ سادگی، عجز و نیاز، خلوص احترام اور خوش خلقی کے آپ پیکر تھے۔

حضرت غوث الاعظمؓ، حضرت حافظؒ، شیخ سعدیؒ، علامہ اقبالؒ، مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان العارفینؒ کے اشعار اکثر شوق و ذوق سے پڑھتے۔ پشتو کے صوفی شاعر

Marfat.com

رحمان باباؒ کا بھی کافی کلام آپ کو یاد تھا۔

سید عبدالمجید شاہ جنہیں حیات بعد ممات پر پورا یقین نہ تھا۔ بعد وصال حضور کے مزار پر فاتحہ کہہ کر اٹھے تو (بقول ان کے) مزار پاک سے آپ نے آواز دی کہ اچھا شاہ صاحب! آپ جارہے ہیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے اس عملی تجربہ سے یقین ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب لوگ اپنے مزاروں میں زندہ ہیں اور اپنی بارگاہ میں حاضری دینے والے ہر شخص کو جانتے اور پہچانتے ہیں۔

جیسا کہ آپ ظاہری حیات میں ہماری رہبری فرمایا کرتے تھے۔ اب بعد وصال بھی اسی طرح ہماری رہنمائی فرمارہے ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ اگر فقیری کا شوق ہے تو سلطان العارفینؒ کی کتابوں کا مطالعہ رکھیں۔ باوضو رہیں اور پنجگانہ نماز وقت پر ادا کریں۔ محنت، ہمت اور جفاکشی کی زندگی ہی زندگی ہے۔ علم تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "تصوف ہی وہ علم ہے جس سے حق و باطل کی تمیز ہوجاتی ہے۔ علم تصوف کے بغیر دل سیاہ رہتا ہے اور بے دین لوگ علم تصوف کے قائل نہیں ہیں۔ تصوف رحمت الٰہی ہے"۔

ہمیشہ ہمیں درویشوں اور غریبوں کی عزت، محبت اور خدمت کا حکم فرماتے اور فرمایا کرتے کہ "یہی وہ لوگ ہیں جن کے قرب سے اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی حاصل ہوتی ہے"۔

آپ ہمیشہ سوز و گداز میں رہتے۔ جلال و جمال کے پرتو ہر لمحہ چہرہ مبارک پر نمودار رہتے آپ بلند مقام صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ عارف کامل اور عالم باعمل تھے۔ آپ کی فعال زندگی ایک محرک طرز عمل تھی۔ آپ زندہ فقیر تھے۔ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا۔ آپ کی زندگی سراپا فقر تھی چونکہ ایسے نورانی اور روحانی ہستیاں صدیوں میں جنم لیتی ہیں۔ لہٰذا مجھے اس پر بجا فخر ہے کہ ہم ایک عارف کامل کے ہاں تولد ہوئے اور ان کا دیدار کرتے رہے ان کی شفقت، صحبت، تربیت اور خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ نے اپنی زندگی میں اپنے رشتہ داروں، عزیزوں اور خدام کے تمام حقوق پورے فرمائے۔ حق ہمسائیگی بھی بجا طور پر ادا فرمایا۔ کبھی حرص، طمع یا ذاتی مفاد کو قریب نہ آنے دیا

Marfat.com

اس جہان میں ہر کسی کو کچھ نہ کچھ دے کر گئے ہیں لے کر نہیں۔ اگر لے گئے ہیں تو صرف اس ذات کا قرب اور مہربانیاں تھیں جو دونوں جہان میں آپ کے نصیب ہیں۔

مریدوں اور طالبوں کی ظاہری و باطنی اصلاح فرمائی۔ علم و عمل، اتفاق، یکجہتی کا سبق دے گئے۔ ہر جگہ امن و سلامتی کی فضا پیدا فرمائی۔ دینی و ملی خدمات تو آپ کی زندگی کا جزو لاینفک تھے اور آپ کے حصے میں قدرت نے وہ نعمتیں اور خوبیاں لکھ دی تھیں۔ جن کا تصور بھی ایک انسان کو انسان کامل بننے کے لئے کافی ہے۔ آپ کو قدرت نے سراپہ رحمت اور انسانی وجود کے لئے علم و عمل کا زندہ پیکر بنا کر بھیجا تھا جس کی مثال نہیں دی جا سکتی آپ کا وجود ہی مستقل نظام حیات تھا۔

آپ کو ہر بات کا قرینہ اور ہر کام کا سلیقہ اس طرح حاصل تھا جیسے قدرت نے آپ کو اپنی شاگردی میں رکھ کر سب کچھ خود سکھایا ہو۔ مرشد کی بارگاہ میں ایک مودٔب طالب اور طالب کے سامنے ایک کامل و اکمل مرشد کی زندہ مثال تھے۔ آپ ہمارے گھر میں قدرت کا عطیہ، برکتوں اور رحمتوں کا بیکراں سمندر تھے۔

اپنی گفتگو میں اکثر عقیدہ کی پختگی کا تذکرہ اس طرح فرماتے کہ اعمال کا دارومدار نیت اور عقیدہ پر ہے۔ حضورؐ کی محبت، شریعت کی مطابعت اور اولیائے کرام کے احترام اور قرب ہی سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی ظاہری حیات کے آخری ایام میں بھی اپنے بدن اور لباس کی صفائی اور تقدس کا ہمیشہ خاص خیال فرمایا اور نماز پابندی سے ادا فرمائی۔ آپ کی فعال زندگی ہمارے لئے ایک روشن کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی عظمت بھری زندگی کے طفیل ان کے نقش قدم پر زندگی گزارنے کی سعادت بخشے۔

ع روئے گل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد

Marfat.com

قصیدہ

شاعر اہل سنت علامہ صائم چشتی (فیصل آباد)

آپؒ ہیں سلطانِ عالم آپؒ کا ہوں میں فقیر
دستگیری کیجئے میری غلام دستگیرؒ

آپ کے "پیر مغاں" کی دیکھ کر تابانیاں
ہو گیا ہے میرے دل کا گوشہ گوشہ مستنیر

اپنے مرشد کے تصدق ہم کو بھی دیجئے نوازؒ
آستانہ آپ کا ہے مرکز خیرِ کثیر

کیا بتائیں آپ کو ہم حالِ دل اے جانِ جاں
جانتے ہیں آپ سب کچھ آپ ہیں روشن ضمیر

سارے عالم میں ہے جاری آپ کا بحرِ کرم
ہم پہ بھی چشم کرم ہو از پئے پیرانِ پیرؒ

دور کر دیجئے گناہوں کی تپش بہرِ علیؑ
آپ کے الطاف کی ٹھنڈک ہے مثلِ زمہریر

حشر تک دیتی رہے گی طالبوں کو روشنی
کی ہے روشن آپ نے جو فیض کی شمعِ منیر

سروری خواجہ ملی ہے آپؒ کو میراث میں
آپ ہیں سلطان و فاضل آپ ہیں عالم شہیر

قادری نسبت کے صدقے آپؒ ہیں قدرت نما
قادریت میں ہے پنہاں قدرت ربِ کبیر

آپؒ کی ہر اک نظر ہے مثلِ پارس کیمیا
آپؒ کی ہر اک ادا ہے بے مثال و دل پذیر

رسم شبیریؑ ادا کی آپؒ نے کشمیر میں
نو محرم ہے شہادت کی شہادت بے نظیر

ہو گیا دنیا کے سب آلام سے آزاد وہ
آپؒ کی چشم عطا نے کر لیا جس کو اسیر

مہرباں، ہم پہ ہمیشہ جانشیں ہوں آپؒ کے
حمد حامد کا صلہ پائیں ہمیشہ ہم فقیر

خود عطا اس وقت کر دیجے قصیدے کا عوض
قبر میں صائمؔ کی جب جائیں پہنچ منکر نکیر

Marfat.com

عارف کامل قادری بہر قدرتے قادر و بہر مقام حاضر حضرت سلطان باھوؒ

عارفِ کامل قادری دستگیر ما

حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی پرنسپل گورنمنٹ کالج نوشہرہ ضلع خوشاب پنجاب

یہ بتانا مقصود ہے کہ زندگی اور خلقت کی رشد و ھدایت کے بارے میں آپ کا رویہ کس قدر عملی اور مقصدی تھا۔ آپ کی نظر رسوم و قیود اور نام و نمود میں نہیں کھو سکتی تھی بلکہ اصل کام پر جو مطلوب و محمود ہوتا تھا، مرکوز رہتی تھی۔ دمِ آخر تک آپ ہمیں یہی بات سمجھاتے رہے۔ یہ ایک پابند رسوم صوفی کی نہیں فقیر کی نظر تھی جس کے ہاں عمل ہی عمل ہوتا ہے۔

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی عالم با عمل، نیک سیرت، منکسر المزاج اور خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں۔ حضور سلطان العارفین سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ کی تصانیف میں ترجمہ شرح رسالہ روحی شریف، حالات و مقامات حضرت سلطان باھوؒ، تذکرہ غوث و قطب، ترجمہ و شرح حزب البحر، معصر جدید اور مسائل تصوف، ترتیب و حواشی سلوک طریقت، اور حقیقت ابدال جیسی اہم کتب شامل ہیں۔ حضرت سلطان باھو اکیڈمی کے ممبر ہیں۔ حال ہی میں ان کی ایک کتاب حضرت سلطان باھوؒ حیات و تعلیمات، اکادمی ہی کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے۔ جو اپنے موضوع کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کی حامل ہے ———— مرتّب

Marfat.com

مجھ فقیر کو حضرت سلطان غلام دستگیر القادری رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات اور ان کی زیارت کے مواقع بہت کم ملے ہیں مگر اس کے باوجود ان چند لمحات میں حضرتؒ نے مجھ پر جو شفقت فرمائی اور جس محبت کا اظہار فرمایا اس کے پیش نظر کم از کم مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے مجھے حضرت کی بہت قربت حاصل تھی۔

صحبت روشن دلاں یک دم دو دم
آں دو دم سرمایہ بود و عدم

۹۷۰ میں حضرتؒ کے برادر اصغر جناب صاحبزادہ سلطان الطاف علی صاحب گورنمنٹ کالج فورٹ سنڈیمن (بلوچستان) میں فارسی کے استاد تھے۔ اسی سال کے وائل میں تبادلہ کی بنا پر اسی درس گاہ میں انگریزی کے مدرس کی حیثیت سے میں بھی وہاں جا پہنچا اور یوں ہماری ایک دوسرے کے ساتھ آشنائی ہوئی۔ ان دنوں صاحبزادہ صاحب موصوف اپنے جد امجد حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے پنجابی ابیات پر تحقیق کر رہے تھے۔ دو دوسرا کام کر رہے تھے۔ ایک تو ابیات کو مختلف ذرائع سے جمع کرنے میں مصروف تھے اور ساتھ ہی حضرت سلطان العارفین کے رسائل و کتب کے حوالوں کی مدد سے ان کی تشریحات لکھ رہے تھے (یہ کام بعد میں "شرح ابیات (حضرت سلطان باہوؒ)" کے عنوان سے کتابی شکل میں منظر عام پر آیا۔ تمام حلقوں میں اس کی بڑی پذیرائی ہوئی اور پاکستان رائٹرز گلڈ نے اسے انعام یافتہ تصنیفات میں شامل کیا) اس وقت تک میں نے حضرت سلطان العارفینؒ کے چند رسائل پڑھے تھے مگر پھر بھی تصوف کے عمومی مطالعہ کی مدد سے اپنے تئیں اس قابل ضرور سمجھتا تھا کہ جناب صاحبزادہ صاحب سے معقول و موزوں سوال پوچھ سکوں۔ یہ ان کی عنایت تھی کہ وہ مجھے دوستانہ نشستوں میں گفتگو کا شرف عطا کرتے تھے۔

پھر صاحبزادہ سلطان الطاف علی صاحب نے تو بلوچستان میں ہی رہنا پسند فرما لیا مگر میں پبلک سروس کمیشن مغربی پاکستان کے ذریعہ منتخب ہو کر گورنمنٹ کالج جوہر آباد (پنجاب) میں چلا آیا (آج کل صاحبزادہ صاحب بلوچستان میں، گورنمنٹ پولی ٹیکنیک کالج

Marfat.com

کوئٹہ کے پرنسپل ہیں)

جوہر آباد آنے کے ایک دو سال بعد مجھ پر تصوّف کا رنگ چڑھا اور ایک مردِ کامل نے مجھ فقیر کو اپنی توجہ سے نوازا تو میں سب سے پہلے حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کی کتب کی مطالعہ کی طرف مائل ہوا۔ چند کتابیں پڑھ کر ایک مضمون، بعنوان " حضرت سلطان باہوؒ کا نظریۂ تصوّف " بھی لکھ دیا جو رسالہ المعارف (اپریل اور مئی ۱۹۷۳ء ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور) میں چھپا۔ یہ رسالہ میں نے صاحبزادہ صاحب کو بھیجا تو انہوں نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ پھر میں نے ایک اور مضمون بعنوان "سلطان باہوؒ اور اقبال کا نظریۂ فقر" (شائع شدہ رسالہ المعارف اگست ۱۹۷۳ء) لکھا تو اس کی نقل بھی صاحبزادہ صاحب کو بھیجی۔ اس پر بھی انہوں نے تعریف و تحسین کے چند جملے لکھ کر مجھ فقیر کی ہمت بڑھائی۔ اس کے بعد تو سلطان العارفین کی زندہ جاوید روحانیت کا کرم مجھ پر یہ ہوا کہ طبیعت حضرت سلطان العارفینؒ کی تعلیمات کو سمجھنے کی طرف خود بخود مائل ہونے لگی۔ یہاں تک کہ میں نے حضرتؒ کی کتب کے تمام ترجمے جو دستیاب تھے پڑھ ڈالے اور اس دوران میں نے شدت سے محسوس کیا کہ یہ کتابیں آج کے دور کے عام قارئین کی سمجھ سے بالا ہیں۔ لہٰذا کوئی ایسی کتاب تفہیم کے لئے ہونی چاہیئے جو سلطان العارفینؒ کے مطالعہ سے پہلے اگر پڑھ لی جائے تو آپ کی کتب کے مطالعہ میں ممد ہو اور آپ کے روحانی مقام، سلوک اور افکار کے سمجھنے میں معاون ہو سکے۔

صاحبزادہ سلطان الطاف علی صاحب نے مجھے اِذن عطا کیا کہ میں ایسی کتاب لکھوں۔ چنانچہ کچھ مدت میں "احوال و مقامات حضرت سلطان باہوؒ" (اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۸۱ء) لکھی گئی مگر پبلشر کی مہربانی سے اس کے لکھنے اور چھپنے کے درمیان تقریباً پانچ چھ سال گزر گئے۔

اس وقت تک میں دربار میں حاضری نہ دے سکا تھا۔ اب میرے لئے یہ ضروری ہو گیا کہ میں یہ سعادت بھی حاصل کروں۔ چنانچہ اغلباً ۱۹۷۸ء میں عرس کے موقعہ پر

Marfat.com

حاضری دی۔ وہاں پہلی بار حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ کی زیارت سے شرف یاب ہوا۔

مجھے یاد ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ تھی۔ عرس کا یہ آخری دن ہوتا ہے اور سلطان صاحب کی درگاہ کے احاطے میں ایک ازدہام تھا۔ اس روز زائرین کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ بڑی مشکل سے مزار مبارک پر حاضری نصیب ہوتی ہے۔ میں شام کے وقت پہنچا تھا اور اس انبوہ کثیر سے گزر کر مزار تک پہنچنا کم از کم میرے لئے ناممکن تھا میں نے باہر کھڑے کھڑے فاتحہ پڑھی اور سلام عرض کیا۔ پھر کسی سے سلطان الطاف علی صاحب کے ڈیرے کا پتہ دریافت کیا۔ معلوم ہوا آدھ پون میل کے فاصلے پر ان کا ڈیرہ ہے چنانچہ وہاں جا پہنچا۔ دیکھا تو عقیدت مندوں کا منظر مانوس نظر آیا کیونکہ وہاں سب پٹھان بلوچ، براہوئی، سندھی اور سرائیکی علاقوں کے لوگ جمع تھے۔ اور میں بلوچستان میں ان کے درمیان رہ کر آیا تھا۔

ایک برآمدے میں چٹائیوں پر چند سفید ریش لوگ اکھٹے بیٹھے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ پیر صاحب ان میں ہوں گے مگر وہ سب لوگ کچھ اس طرح بیٹھے تھے کہ میں سمجھ نہ سکا۔ ان میں پیر صاحب کون ہیں۔ یہ میرے لئے اچنبھے کی بات تھی کیونکہ عام طور پر بیشتر پیر صاحبان نمایاں جگہ پر بیٹھتے ہیں۔ میں ابھی سنے اور شرف مصافحہ حاصل کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ وہیں چٹائیوں پر عصر کی نماز باجماعت پڑھی جانے لگی۔ ایک کہن سال بزرگ آگے کھڑے ہو گئے اور ان کی اقتدا میں سب نے نماز ادا کی۔ اب بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ پیر صاحب کون ہیں۔ نماز کے بعد میں نے کسی سے جناب صاحبزادہ سلطان الطاف علی صاحب کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ ان کی طبیعت ناساز ہے۔ گھر کے اندر آرام فرما رہے ہیں۔ ایک چٹ لکھ کر اندر بھجوائی۔ جواب آیا کہ میں نے دوائی پی ہے پسینہ آ رہا ہے آپ حضرت صاحب کے پاس بیٹھیں۔ ساتھ ہی جواب لانے والا شخص مجھے برآمدے میں بیٹھے ہوئے سفید ریش بزرگوں میں سے ایک بزرگ کے پاس لے گیا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ یہاں شیخ الرواق یہی ہیں۔ رواق عربی میں برآمدے یا چھپر کو کہتے ہیں۔ چونکہ المغرب میں مشائخ عام طور پر چھپر کے نیچے بیٹھ کر مریدوں کی تعلیم و تربیت

Marfat.com

میں مشغول رہتے تھے اس لئے مرشد کو شیخ الرواق کہا جانے لگا، حضرت اس وقت عام سا لباس پہنے ہوتے تھے۔ جس میں کسی طرح کی کوئی امتیازی بات نہ تھی۔ پھر آپ کسی نمایاں جگہ پر بھی نہ بیٹھے تھے۔ میں اس طرز نشست اور انداز مجلس سے اس لئے بہت متاثر ہوا کہ احادیث کی رو سے نبویؐ نشست کا بھی یہی نمونہ تھا۔ باہر سے آنے والا شخص فوراً نہ پہچان سکتا تھا کہ مجلس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں تشریف فرما ہیں۔

حضرتؒ سے میں نے مصافحہ کیا۔ آپ نے کچھ دیر پاس بٹھایا پھر اپنے ایک صاحبزادے سے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے کھانا لائیں۔ یہ حضرت کے کرم کا ایک خاص انداز تھا جس میں اپنی اولاد کی تربیت کی حکمت بھی مضمر تھی ورنہ دربار میں خدام کی کمی نہ تھی جو ہر طرف کام کرتے پھر رہے تھے۔ اس موقع پر میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کے بڑے صاحبزادے سلطان حامد صاحب لنگر کی نگرانی کر رہے تھے۔ مشائخ کرام یہ کام اسی کے سپرد کرتے تھے جسے وہ خلافت خاصہ کا اہل اور سزاوار سمجھتے تھے۔

بعد کی ملاقاتوں میں بھی حضرتؒ کو مجلس میں بیٹھے دیکھا تو یہی انداز نظر آیا۔ کئی لوگ آپ کے ساتھ مل کر یوں بیٹھے ہوتے تھے کہ گھٹنوں کے ساتھ گھٹنا ملا ہوتا تھا۔ آپ کے ہاں نشست و برخاست کے انداز میں کسی قسم کا تصنع نہ تھا۔ اپنے تئیں نمایاں کرنے کا کوئی تکلف نہ تھا۔ بس ایک سادگی اور بے ساختگی تھی جو مرد فقیر کے ہر عمل میں در آتی ہے۔

اس پہلی ملاقات میں مجھے آپ سے کچھ سننے یا آپ کے پاس بیٹھنے کا موقع کم ملا۔ بس یہ دیکھتا رہا کہ آپ مختلف کمروں میں عرس پر آئے ہوئے عقیدت مندوں کے ہاں تشریف لے جاتے تھے اور ان سے کلام فرماتے تھے۔ بعد کی ملاقاتوں میں دیکھا کہ آپ، دور سے قبائلی علاقوں سے آنے والے ان لوگوں کے جھگڑے بھی نبٹایا کرتے تھے۔ الصلح خیر۔ شاید میرے پاس بھی ایک دو بار آئے ہوں گے۔

رات کو سلطان الطاف علی صاحب افاقہ ہونے پر باہر تشریف لائے اور دیر تک بیٹھے رہے۔ دوسرے روز میں ان سے اجازت لے کر چلا آیا تھا۔

Marfat.com

پھر دسمبر ۱۹۷۸ء میں پاکستان نیشنل سنٹر لاہور میں بزم باہوؒ کی طرف سے ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں دوسرے مقررین کے علاوہ میں نے بھی حضرت سلطان باہوؒ کے مقامِ فقر پر تقریر کی۔ حضرت سلطان غلام دستگیرؒ القادری نے صدارت فرمائی۔ جناب صاحبزادہ سلطان حمید صاحب مہمان خصوصی تھے۔ خانوادۂ حضرت سلطان العارفینؒ کے دیگر سرکردہ افراد بھی موجود تھے۔ اختتام مجلس پر جب آپ صدارتی خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو مغرب کی اذان ہونے والی تھی مگر مجمع کا یہ عالم تھا کہ لوگ دروازوں اور دیواروں کے ساتھ تک جمے کھڑے تھے۔ اس موقع پر آپ نے ایک بزرگ کا قول دہرایا تھا کہ نماز کی تو قضا ہو سکتی ہے مگر ذکر کی کوئی قضا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اب مزید تقریروں کی ضرورت نہیں خاص طور پر جناب ہمدانی صاحب کی تقریر کے بعد کسی تقریر کی کوئی گنجائش نہیں۔ کچھ اور جملے ارشاد فرمائے اور دعا پر یہ مجلس ختم ہوئی۔

اسے میری انا کی تسکین کہیے یا کچھ اور مگر میرے لئے یہ کلمات اس وقت بھی باعثِ فخر و انبساط تھے اور آج بھی ہیں۔ مجھ گوشہ نشین پر محض ان کا کرم تھا کہ میری دلجوئی اور حوصلہ افزائی کے لئے تحسین کا اظہار فرمایا۔

اس کے ایک دو سال بعد جناب صاحبزادہ سلطان حمید صاحب نے شرف باریابی عطا فرمایا تو انہوں نے ازراہِ کرم مجھ فقیر سے حضرت سلطان باہوؒ اکیڈیمی کے بارے میں مشورہ کیا۔ میں اس معاملے میں بہت پر جوش تھا مگر جناب صاحبزادہ صاحب موصوف اس معاملے میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہتے تھے۔ کیونکہ ان کے خیال میں خانوادہ حضرت سلطان باہوؒ کے اراکین کی حمایت و رضا کا حصول ضروری تھا۔ ابتدائی مجلسوں کی گفتگو میں حضرت سلطان غلام دستگیرؒ کو اس اکیڈیمی کا سرپرست بنانا قرار پایا تھا۔

آپؒ اکیڈیمی کے سلسلہ میں بہت سنجیدہ و آرزومند تھے۔ میرے پاس ان کے جو خطوط ہیں۔ ان میں بار بار اس امر کی تاکید ہے کہ جلد اس کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اور کام شروع کیا جائے۔

۱۹۸۱ء میں "احوال و مقاماتِ حضرت سلطان باہوؒ" چھپی تو جہاں خاندان کے

Marfat.com

سب حضرات نے مجھے مبارکباد دی وہاں حضرت سلطان غلام دستگیرؒ نے خاص طور پر میری اس کوشش کو بنظرِ تحسین دیکھا۔

انہی دنوں پھر جناب صاحبزادہ سلطان حمید صاحب نے چند احباب کو لاہور میں اپنے دولت کدہ پر جمع کیا اور سلطان باہوؒ اکیڈیمی کے بارے میں تجاویز طلب کیں۔ اس مجلس میں حضرت غلام دستگیرؒ بھی مدعو تھے۔ مگر بروقت نہ پہنچ سکے تھے البتہ سلطان الطاف علی صاحب نے شرکت فرمائی تھی۔ اس موقع پر حضرتؒ کو سرپرست اعلیٰ بنانے کے بارے میں طے ہوا اور مجھے ارشاد ہوا کہ اکیڈیمی کے رجسٹرڈ کرانے کے بارے میں درخواست کا مسودہ تیار کروں۔ یہ بھی قرار پایا کہ سلطان العارفینؒ سلطان باہوؒ کے رسالہ روحی کی تحقیق و ترجمہ و شرح کا کام شروع کر دیا جائے۔

چونکہ آپ کی غیر حاضری میں آپ کو اکیڈیمی کا سرپرست بنایا گیا تھا اس لئے میں نے آپ کو اس بارے میں اطلاع دی۔ ویسے سلطان الطاف علی صاحب نے بھی کارروائی کے بارے میں آپ کو مطلع کیا۔ خط ملنے پر آپ نے کوئٹہ سے مجھے لکھا۔

" جناب کے دونوں گرامی نامے دربار شریف سے پھر پھرا کر پنڈی ہی میں ملے۔

" میں بغداد شریف اور عمرہ کے ویزوں کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ البتہ سلطان الطاف علی اور سلطان حمید سے فون پر رابطہ قائم تھا۔ اور مصمم ارادہ تھا کہ باہو اکیڈیمی کی میٹنگ میں حاضری دوں۔ مجھے ایسے وقت (تقریباً پانچ بجے شام) ۵ جون کو پنڈی میں فراغت ملی کہ لاہور پہنچنا محال تھا، باہوؒ اکیڈیمی نے مجھے اکیڈیمی کا سرپرست ہونے کا جو اعزاز بخشا ہے اپنی کافی خامیوں کے باوجود اس پر فخر کرتا ہوں اور اراکین اکیڈیمی کا مشکور ہوں۔

" برادرم سلطان الطاف علی نے اکیڈیمی کی میٹنگ کے بارے میں بتایا جس سے معلوم ہوا کہ ابھی تک رجسٹریشن اور باقی کافی مراحل

Marfat.com

تشنۂ تکمیل ہیں۔ یہ تو ہوتے رہیں گے۔ اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ اصل مقصد کی طرف کوئی عملی قدم اٹھایا جائے اور حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب کو ایڈٹ کیا جائے اور اس کی تصحیح، ترجمہ اور شرح وغیرہ پر قلم اٹھایا جائے۔ یہ کام رجسٹریشن کا محتاج نہیں ہے۔ اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط آرام سے مرتب کرتے رہیں انشاء اللہ جناب اور برادرم سلطان حمید صاحب اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے۔۔۔۔۔"

آپ کے خط سے نسبتاً یہ طویل اقتباس نقل کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ زندگی اور خلقت کی رشد و ہدایت کے بارے میں آپ کا رویہ کس قدر عملی اور مقصدی تھا۔ آپ کی نظر رسوم و قیود اور نام و نمود میں نہیں کھو سکتی تھی بلکہ اصل کام پر جو مطلوب و محمود ہوتا تھا مرکوز رہتی تھی۔ دمِ آخر تک آپ ہمیں یہی بات سمجھاتے رہے یہ ایک پابندِ رسوم صوفی کی نہیں فقیر کی نظر تھی۔ جس کے ہاں عمل ہی عمل ہوتا ہے۔

گرمیاں آپ عام طور پر کوئٹہ میں ہی گزارتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۸۲ء میں جب یہ فقیر کوئٹہ گیا تو آپ آستانۂ دستگیر کلی کیچی بیگ میں قیام فرما تھے۔ اکبر اعوان صاحب جو آج کل کوئٹہ میں ہی بلوچستان پبلک سروس کمیشن کے سیکرٹری ہیں۔ اس وقت محکمۂ تعلیم میں ڈپٹی سیکرٹری تھے۔ میں پروفیسر وقار احمد صاحب کے ساتھ ان سے ملنے گیا۔ کیونکہ نوشہرہ (وادی سون) کے رہنے والے ہیں لہٰذا ہم وطن ہیں تو ان سے معلوم ہوا کہ تھوڑی دیر بعد ان کے دفتر میں ہی حضرت صاحبؒ اور صاحبزادہ سلطان الطاف علی صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے چنانچہ چند لمحے بعد ہم وہیں ان کے حضور حاضر تھے۔ اس وقت جو گفتگو ہوئی اس کے چند نکات ضمبند کرتا ہوں۔ ان سے بھی حضرت کے اہلِ نظر اور عارفِ کامل ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

اکبر اعوان بہت زاہد اور راسخ العقیدہ صوفی ہیں۔ انہوں نے دوران گفتگو تبلیغی جماعت کی سرگرمیوں پر تنقید کرتے ہوئے مجھے مخاطب کرکے کہا "ہمدانی صاحب!

Marfat.com

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے اہل سنت و الجماعت حضرات بھی ایک تبلیغی نصاب مرتب کریں جو اہل سنت کے عقائد کے مطابق ہو اور جس میں ان کا جواب موجود ہو"۔

میں نے عرض کی "اعوان صاحب! یہ تبلیغی نصاب وغیرہ لکھنا علماء کا کام ہے۔ ہم نے نہایت عاجزی کے ساتھ ایک کام اپنے ذمہ لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ کی تعلیمات کو پڑھے لکھے طبقے کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ اسے بآسانی سمجھ سکیں۔ اگر ہم سے یہ کام ہو سکے تو ہم سمجھیں گے کہ ہم مراد کو پہنچے۔"

حضرت نے فوراً فرمایا! "بے شک، بے شک! یہ بہت بڑا کام ہے اور یہی مطلوب و مقصود ہے"۔

حضرت نے پھر اکیڈمی کے قیام کے بارے میں سرگرمیاں تیز کرنے کو کہا اور فرمایا کہ سلطان حمید صاحب کو اس معاملہ میں زیادہ مصلحتوں سے کام نہیں لینا چاہیئے۔

ع عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

یہ بھی فرمایا کہ اس نیک کام میں خاندان کے سارے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے۔

انہی دنوں میں نے فقیر محمد دین گجراتیؒ کا رسالہ "سلوک طریقت" مقدمہ و حواشی کے ساتھ چھپوایا تھا۔ اس کی چند کاپیاں پیش کیں۔ آپ نے ان کے حالات زندگی کے بارے میں کچھ معلومات بہم پہنچائیں۔ پھر فقیر نور محمد کلاچویؒ کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ وہ جن دنوں دربار میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے تو ہم ان کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکَافِ وَالْبَانِ (میں گان اور بان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔) ہر وہ اسماء جن کے جمع بنانے میں گان اور بان لگانا پڑتا ہے جیسے صاحبزادگان، شہزادگان، شتربان، گاڑی بان وغیرہ۔ ان سے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔

اس لطیفہ پر ہم بھی ہنستے رہے اور حضرت بھی مسکراتے رہے۔

مجھ فقیر سے "روحی" پر کام کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کی کہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ اب کتابت کے بعد پروف پڑھے جا رہے ہیں۔ فرمایا کیا ہی اچھا ہوتا

Marfat.com

آپ کی یہ کتاب اکیڈمی کی طرف سے چھپتی۔

اسی نشست میں نفیئہ نے آپ سے پوچھا: "حضرت، میرے لئے آپ دعا کیا کرتے ہیں؟"

حضرتؒ نے کچھ توقف فرمایا اور پھر کہا۔" ہاں، میں تو سب کے لئے دعا کرتا ہی ہوں۔"

تب میں نے اپنے سوال کا پس منظر آپ کی خدمت میں بیان کیا۔ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا تھا کہ میں درگاہ حضرت سلطان العارفینؒ کی مسجد کی شمالی جانب مسجد کی دیوار اور حجرات کے درمیان کھڑا ہوں۔ حضرت سلطان عدم دستگیرؒ قریب ہی احاطۂ مسجد کے اندر ایستادہ ہیں۔ مگر رخ دوسری طرف ہے۔ ناگاہ آپ نے رُخ پھیرا اور مجھے کھڑا دیکھ تو قبلہ رخ ہو کر میری خاطر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

حضرتؒ نے سن کر فرمایا۔" اچھا، اب میں سمجھا۔ بات یہ ہے کہ میرے والد صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ مجھے سکول اور کالج میں جدید تعلیم دلائیں اور گھر میں دینی تعلیم بھی دیں تاکہ میں جدید تعلیمیافتہ لوگوں میں بیٹھ کر ان کو دین کی طرف راغب کر سکوں۔ ایک بار والد صاحبؒ کے پاس کچھ پٹھان علماء بیٹھے تھے کہ میں وہاں آ گیا۔ اس وقت میں سکول میں پڑھتا تھا۔ بال انگریزی طرز پر کٹے ہوئے تھے اور ننگے سر تھا۔ ایک عالم نے والد صاحبؒ سے پوچھا۔" حضرت! یہ آپ کا لڑکا ہے؟" فرمایا۔" ہاں، سکول میں پڑھتا ہے"۔ عالم موصوف نے کہا۔" حضرت، اس کو دینی تعلیم دیجئے۔ اس کا حلیہ اسلامی بنائیے۔ یہ صاحبزادے نے کیا فرنگیوں کے طور طریقے اختیار کر رکھے ہیں!" اس پر والد صاحب نے فرمایا۔ "ملا صاحب! ایک بات بتایئے، آپ عالم دین ہیں ماشاء آپ کے طور اطوار، لباس، حلیہ وغیرہ اسلامی شعار کے عین مطابق ہیں۔ آپ ایک خاص گروہ میں جاتے ہیں تو آپ کی بات سنی جاتی ہے اور آپ کا ادب بھی کیا جاتا ہے۔ مگر مسلمانوں میں ایک اور بڑا گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ انہوں نے فرنگیوں کے مدرسوں میں تعلیم پائی ہے۔ جب آپ اس روپ میں ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ آپ کو دیکھ کر آپ سے

Marfat.com

دور بھاگتے ہیں اور آپ کی بات نہیں سنتے۔ کیا آپ کے خیال میں کوئی ایسی تدبیر نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ بھی ہدایت پا سکیں"

سب مُلا حضرات نے کہا: "کیوں نہیں! ضرور کرنی چاہیئے"

والد صاحب نے فرمایا "اس کی ایک ہی صورت ہے کہ انہی جیسا کوئی آدمی ان کے درمیان بیٹھے جو ظاہر میں انہی جیسا ہو مگر اندر سے وہ آپ کی طرح ہو جسے دیکھ کر انہیں بھاگنے کی نہ سوجھے۔ آپ جو باتیں ان تک پہنچانا چاہتے ہیں وہ ان سے بات کر کے ان تک پہنچائے گا۔ تو وہ سنیں گے اور شاید ان میں سے کچھ ہدایت پا جائیں۔

سب نے کہا "حضرت! یہ بالکل درست ہے۔"

والد صاحب نے کہا" اسی خاطر میں اس لڑکے کو سکول میں پڑھا رہا ہوں"

فرمایا، والد صاحبؒ کا جلد ہی وصال ہو گیا۔ مجھے تعلیم ادھوری چھوڑ کر یہ کام سنبھالنا پڑا۔ مگر میرے دل میں یہ بات جمی رہی۔ اب یہ الطاف علی میرے قابو آ گیا ... اسے یونیورسٹی تک تعلیم دلائی۔ اور ساتھ ساتھ اسے کہتا رہا کہ تو نے یہ کام کرنا ہے ... کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اسے توفیق دی۔ اس نے ابیات پر کام شروع کیا اور جدید تعلیم ... لوگوں کے سامنے ابیات کی شرح و تحقیق پیش کی

حضرتؒ نے میرے خواب کے حوالہ سے بات ختم کی۔ اور فرمایا کہ جو شخص بھی جدید تعلیم یافتہ حضرات میں سے اس کام پر لگا ہوا ہے وہ میری دعاؤں میں شامل رہتا ہے اور میں اس کے لئے ہمیشہ دعا گو رہتا ہوں۔

(اس گفتگو کے بعد جب بھی حضرت نے کبھی مجھے خطوط لکھے تو ... سے فرمایا کہ وہ میرے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

کوئی پون گھنٹہ یہ نشست رہی۔ عام گفتگو میں دوسرے لوگ بھی شریک رہے ... نے دوسرے دن آستانے پر حاضری کی اجازت چاہی اور رخصت ہو گئے۔

دوسرے روز میں پروفیسر ذوالفقار احمد صاحب اور ایک وارثی سلسلے کے صوفی منش بزرگ کے ساتھ آستانے پر حاضر ہوا تو آپ ایک چھپر کے نیچے مجلس میں تشریف فرما تھے

Marfat.com

وہیں دور نزدیک سے آنے والے لوگ آپ سے مل رہے تھے۔ اس موقع پر بھی آپ نے بڑی مہربانی فرمائی۔ حضرت سلطان العارفینؒ کے ایک پنجابی بیت میں بیان کردہ نکات معرفت کی تشریح کی۔ حافظ کے کچھ اشعار دہرائے اپنی ایک فارسی غزل سنائی (حضرت کا منظوم فارسی کلام [illegible] کے عنوان سے منظر عام پر آ چکا ہے۔

پروفیسر ذوالفقار احمد صاحب نے خاص طور پر اس وقت بھی حضرت کی نشست کا انداز نوٹ کیا۔ آپ کے پیچھے تکیہ رکھا تھا مگر آپ دانستہ طور پر اس سے ہٹ کر بیٹھے تھے لکڑی کے سہارے کو سہارا لیے بیٹھے تھے مگر تکیہ سے پیٹھ دور رکھتے تھے۔

ان دنوں آپ کی آنکھوں میں موتیا اتر رہا تھا۔ نظر کمزور پڑ رہی تھی۔ اس لئے ہر آنے والے سے پنجابی میں پوچھتے تھے "دنا مارہیں" (کس کے لڑکے ہو؟) وہ جب بتاتا تو ذرا [illegible] کا یہ عالم تھا کہ اس سے والدین اور واحقین تک کا حال پوچھتے۔ یہ بات خاص طور پر دیکھی گئی کہ آخر تک نظر کی کمزوری میں سوائے اس قسم کے سوالات کے آپ کی حرکات و سکنات سے ہرگز ظاہر نہ ہوتا تھا کہ آپ کی بینائی کمزور ہے۔ آپریشن کے بعد نظر کچھ بحال ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد کھانے کے لئے دوسرے کمرے میں جانے کو فرمایا تو معلوم ہوا کہ ہماری تو باقاعدہ دعوت کر دی گئی ہے۔ حضرت وہاں بھی تشریف فرما رہے۔ اب کے چارپائی پر بیٹھے تو کسی نے تکیہ لا کر پیچھے رکھ دیا۔ وہاں پھر پروفیسر ذوالفقار احمد صاحب کی تنقیدی نظر نے دیکھا کہ آپ نے تکیہ کے ساتھ پیٹھ نہیں لگائی۔ اس نشست میں اکبر اعوان صاحب کو کسی مدرسہ کے بارے میں ہدایات دیتے رہے۔

جب ہم وہاں سے لوٹے تو میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ واقعی آج ایک بزرگ ہستی سے ملاقات ہوئی ہے۔

کچھ دنوں کے بعد رسالہ "روحی" بمعہ ترجمہ و شرح چھپا تو لاہور سے حضرت نے مجھے مہربانی نامہ لکھا:

" برادرم محترم پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب! سلامت باشید

Marfat.com

السلام علیکم۔ رسالہ روحی کا ترجمہ و شرح چھپ کر بازار میں آجانے سے دلی خوشی ہوئی۔ آپ کی محنت اور حضرت سلطان العارفینؒ سے والہانہ عقیدت کے نتیجہ میں کافی عارفانہ نکات اور فیوضات منظر عام پر آئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذوق و شوق میں مزید اضافہ بخشے اور اسی طرح دیگر تصانیف حضرت سلطان العارفین میں غور و خوض کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین

"آج برادرم سلطان الطاف علی سے ترجمہ بھی پڑھا کر سنا جو کہ پیارا لگا اور سابقہ تراجم سے کافی مختلف اور معیاری پایا جو کہ آپ کے اپنے ترجمہ ہونے کا ثبوت ہے۔ .... چونکہ سلطان باہو اکیڈمی قائم ہے اور اکیڈمی نے ہی رسالہ روحی کے ایڈٹ کرنے کا کام ذمہ لگایا اور آپ نے اس عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ کتاب کے سرورق پر اکیڈمی کا بھی نام آجاتا تو اسے اور زیادہ اہمیت حاصل ہوتی۔[1]

"مجموعہ کلام حضرت سلطان محمد نوازؒ کے بعض اقتباسات کے کتاب میں اندراج سے بہت خوشی ہوئی[2] جس سے آپ نے ان کے کلام اور نام پاک کو مزید شہرت دی اور منظر عام پر لائے۔ کتاب میں آپ نے مجھے جس خوبصورت انداز میں یاد فرمایا ہے۔ اس کا بھی دلی مشکور ہوں۔"

جیسا کہ عرض کیا گیا۔ آپ چاہتے تھے کہ جلد از جلد اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا جائے چونکہ جناب صاحبزادہ سلطان حمید صاحب نے ان ایام میں کام میرے سپرد کر رکھا تھا۔ اس لئے آپ بار بار مجھے تاکید فرماتے تھے اور اس تاکید کے پیچھے ایک ہی خیال آپ کو

---

[1] اکیڈمی کی زیر نگرانی یہ رسالہ نہ چھپ سکا تھا لہٰذا جناب شیخ عبدالروف صاحب روکفر نے مکتبہ رسالت لاہور سے ۱۹۸۲ء میں اسے چھپوایا اور شائع کیا۔

[2] رسالہ روحی کی شرح میں بعض مقامات پر آپ کے والد بزرگوار حضرت سلطان محمد نواز رحمتہ اللہ علیہ کے کلام سے کچھ اشعار نقل کئے تھے جنہیں آپؒ نے پسند فرمایا۔

Marfat.com

یہ فرار رکھا تھا کہ آپ کے جد امجد سلطان العارفین سلطان باہوؒ کی تعلیمات و افکار پر کام جدید تحقیقی و علمی انداز میں جلد از جلد شروع کیا جائے۔

ایک ماہ بعد آپ نے بھر مجھے دربار سے لکھا۔

"..... کل دربار شریف واپس پہنچا تو آپ کا مکتوب موصول ہوا ..... تحقیق کا ..... آپ ..... کے ..... تھے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور خدا کرے سلطان العارفینؒ کی مزید کتب کا بھی اسی طرح ایڈٹ ہونے کا سلسلہ جاری رہے۔ مجھے ..... الطاف علی کی زبانی مجر اکیڈمی سلطان باہوؒ کے رجسٹرڈ نہ ہو سکنے کی تاخیر کے بارے میں یہی کچھ معلوم ہوا جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

عقل جو کام بھی کرتی ہے اسے ہمیشہ خیر و شر، نفع و نقصان اور اس کے مختلف پہلوؤں پر غور و خوض کرنا پڑتا ہے البتہ عشق ان رسومات سے بے نیاز ہو کر "آتش نمرود میں بھی چھلانگ لگا دیتا ہے۔ مقصد تو بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سلطان باہوؒ) کے کلام کی تصحیح و تشریح اور اشاعت عام ہے جس کے لئے اکیڈمی کے قیام کی ضرورت ہے۔

برادری کے بزرگ (خانوادۂ حضرت سلطان باہوؒ کے اراکین) جو چاہتے ہیں یا جس چیز پر وہ خوش ہوتے ہیں۔ اسے اپنا لیا جائے اور یہ کام جلد پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے۔ سرپرست اعلیٰ یا جو بھی اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ ہو انہیں اس پر فائز کیا جائے تو یقیناً ان کی اجازت اور معاونت حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی رکاوٹ نہ ہو گی۔ خدا کرے میرے برادرانِ محترم کے دلوں میں جذبۂ عشق اجاگر ہو ...... آمین۔"

اس اقتباس سے آپ کی بے لوثی، بے غرضی، بے نیازی نیز مقصد کے بارے میں شدید لگاؤ کی خصوصیات ظاہر ہو رہی ہیں۔ آپ نام و نمود کی خواہش سے مستغنی تھے اور صرف یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح جلد از جلد حضرت سلطان العارفینؒ کی تعلیمات

Marfat.com

کی اشاعت کا انتظام ہو جائے۔

انہی دنوں مجھے خیال آیا کہ بعض امور سے فارغ ہو کر "عین الفقر" (تصنیف حضرت سلطان باہوؒ) کا کوئی صحیح نسخہ سامنے رکھ کر اس کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ میں نے حضرت کو اپنی اس نیت کے بارے میں مطلع کیا تو آپ نے مجھے خط لکھا۔ اس سے متعلقہ اقتباس اس لئے بھی نقل کیا جا رہا ہے کہ اس سے حضرت سلطان العارفین کی تصنیفات میں کتاب "عین الفقر" کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے لکھا۔

"گرامی نامہ ملا۔ کتاب عین الفقر پر کام کرنے کا پروگرام بہت پسند آیا۔ میرے والد صاحب اور ہمارے دیگر بزرگ سلطان العارفین کی کتابوں میں عین الفقر اور نور الہدیٰ بطور درس پڑھنے اور پڑھاتے بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو باحسن طریق اس کے اصل متن کو قائم کرنے اسے ایڈٹ کرنے، ترجمہ اور شرح کی تکمیل کی ہمت اور سعادت عطا فرما دے۔ اور معرفت کے ان بیش بہا جواہر کو آپ کے قلم سے اجاگر فرما دے جو کہ ہماری آنکھوں سے روپوش ہیں۔ آمین۔ برادرم سلطان الطاف علی کو آپ کا مکتوب دکھایا۔ وہ انشا اللہ آپ کو عین الفقر کا نسخہ مہیا کریں گے۔"

صاحبزادہ سلطان الطاف علی صاحب نے مطلوبہ نسخہ کی نقل بھجوا دی تھی۔ گو اب تک مجھ فقیر کو فرصت نہ مل سکی کہ اس کام کی طرف توجہ دے سکوں۔ اللہ نے توفیق دی تو اس پر انشا اللہ کام کروں گا۔

مذکورہ خط سے ایک اور اقتباس یہاں نقل کر رہا ہوں۔ اس تحریر سے اس دور میں صحیح عقائد سے نئی نسل کی روگردانی یا کمی کے بارے میں ایک صاحب ارشاد شیخ کی تشویش کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرتؒ نے لکھا:

"۔۔۔۔۔۔ میرا ذہن آج کل عقائد سے واقف ہونے پر مائل ہے

> نو قت سے روشناس ہونے یا اس پر گامزن ہونے سے پہلے ہی ہماری نئی
> پود کے ذہنوں کو دہریت اور وہابیت کے گمراہ کن لٹریچر سے گمراہ کیا جا
> رہا ہے اور ان کو بھی گمراہی اور بے ادبی عین اسلام نظر آنے لگی ہے۔"

آگے آپ نے علامہ رشید قادری اور دوسرے جماعت اہل سنت کے اکابرین مثلاً حضرت سید احمد سعید کاظمی، مولانا محمد عمر اچھروی، مفتی احمد یار خان گجراتی، مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں والے کی کتب منگوانے کا مشورہ دیا۔ ساتھ ہی دو کتابچے "الحق المبین" اور "قرآن مجید کے غلط ترجموں کی نشاندہی" پر مشتمل رسالہ ارسال فرمائے۔ آپ چاہتے تھے کہ مذہب و تصوف پر لکھنے اور بولنے والوں کے پیش نظر یہ صورت حال رہے اور وہ عوام تک صحیح تعلیم پہنچانے کی سعی کرتے رہیں۔

میں نے جو خط اس کے جواب میں لکھا اسے پڑھ کر آپ نے ۳ فروری ۱۹۸۵ء کو پھر گرامی نامہ مجھے ارسال فرمایا اور از راہ کرم اس بار بھی میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ میں گو اپنے تئیں اس سے ایک اقتباس نقل کرنے پر مجبور پا رہا ہوں۔ مجھے یہ چھپانے کی ضرورت نہیں کہ مجھے آپ کی تعریف و تحسین سے بہر حال خوشی ہوتی تھی۔ مگر یہاں یہ سطور اس لیے نقل کر رہا ہوں کہ اس سے خلقت خدا کی بھلائی اور رشد و ہدایت کے معاملہ میں آپ کی شدید خواہش اور بے نفسی کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ چاہتے تھے کہ آپ کے جد امجد حضرت سلطان العارفین سلطان باہو کی تعلیمات کی اشاعت کا کام جلد از جلد، وسعت پذیر ہو اور خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ حضرات اس سے روشناس ہوں۔

آپ نے لکھا

> "عزیز محترم ہمدانی صاحب، سلامت باشید
> السلام علیکم۔ گرامی نامہ بغیر تاریخ کے ملا۔
> میں نے پہلا کام یہی کیا کہ برادرم سلطان الطاف علی صاحب
> سے جلد از جلد کتاب 'عین الفقر' کی ایک کاپی آپ کی خدمت میں بھجوائی
> امید ہے پہنچ چکی ہوگی۔ خدا کرے، آپ جلد اس کے لئے قدم اٹھائیں

Marfat.com

اور سلطان العارفین کے کلام کی نئی کیفیات سے اس راہ کے پیاسوں کے دل و دماغ کو معطر اور سیراب کریں۔

رسالہ "روحی" کی شرح اس لئے زیادہ پسندیدہ ہے کہ یہ صرف علم اور عقل کے بل بوتے پر تحریر نہیں ہوئی بلکہ اس میں حقیقی ذوق اور عشق نے رہبری کی ہے اور ان کے الفاظ میں دل کی آواز ہے جو کہ یقیناً ہر پاکیزہ دل پر اثر رکھتی ہے بقول حضرت علامہ اقبال ؒ۔

دل سے جو بات نکلتی ہے ، اثر رکھتی ہے
پر نہیں ، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
قدسی الاصل ہے ، رفعت پہ نظر رکھتی ہے
گرد سے اٹھتی ہے گردوں پہ نظر رکھتی ہے

"انشاالله : آپ کی مزید تالیفات اس سے بھی زیادہ اچھا اثر رکھنے والی ہوں گی۔"

آخر میں آپ نے تاکید مزید فرمائی کہ اہل سنت والجماعت کے علماء کی کتب کتب خانوں اور لائبریریوں میں منگوائی جائیں۔

اب جو میں آپ کے خطوط کی فائل کھول کر بیٹھا ہوں تو ایک خط آپ کا محررہ بتاریخ ۲۰ رجون ۱۹۸۵ء سامنے پا رہا ہوں۔ یہ آپ نے "روضۂ اقدس غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی باب الشیخ بغداد سے لکھا ہے جس کی مہر لگی ہے۔ اس میں آپ نے مجھے اطلاع دی کہ آپ روضۂ اقدس مکتبہ قادریہ کے لئے کتب لے گئے تھے۔ جو آپ نے وہاں پیش کیں آپ نے لکھا" ۸۵-۶-۱۱ سے بغداد شریف میں حاضری نصیب ہے۔ پرسوں ادھر مکتبہ قادریہ میں حاضر ہوا جو کہ ایک عظیم الشان لائبریری زیر غوث پاک میں ہے اور آپ کی یاد بہت زیادہ اجاگر ہوئی اور دعائیں عرض کیں۔"

اسی سفر میں آپ مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں سے ۱۵ - ۸ - ۱۲ کو خط میں لکھا۔

"....... بغداد شریف میں اور ادھر مدینہ پاک میں آپ کی یاد تازہ

Marfat.com

ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقاصد میں کامیابی بخشے اور حضور سلطان العارفین" کی کتب کی خدمت کے لئے تادیر حیات بخشے اور اپنی اور اپنے حبیب پاکؐ کی محبت میں روز افزوں اضافہ بخشے۔

والسلام المخلص غلام دستگیر

کچھ مدت کے لئے چند ذاتی حالات و واقعات مثلاً اہلیہ کی وفات وغیرہ نے مجھے مجبور کیا کہ اپنی لکھنے پڑھنے کی سرگرمیوں کو محدود رکھوں۔ آپ نے یہ جانتے ہوئے بھی مجھے خط میں اطلاع دی کہ جناب صاحبزادہ سلطان حمید کے دولت کدے پر میٹنگ ہوئی ہے اور اکیڈمی کے دستور العمل کو آخری شکل دے دی گئی ہے۔ کچھ تجاویز بھی لکھیں جنہیں شاید [illegible] عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا۔

[illegible] لازم تھا کہ ان حالات میں جب میں گھر کو سنبھالنے کی فکر میں [illegible] آپ نے باخبر رکھنا ضروری سمجھا۔ یہ صرف آپ کی نظر عنایت [illegible] اور حضرات بھی تھے جنہوں نے مجھے یہ صدمۂ بہم پہنچانا بھی ضروری خیال کیا کہ خدانہ اکیڈمی میں مجھے عہدیدار بھی بنایا گیا ہے۔

اسی سال عرس پر گیا تو محرم کی نویں تاریخ تھی۔ ڈیرے پر حاضر ہوا۔ آپ برآمدے میں تشریف فرما تھے۔ لوگ قطار میں گزر کر آپ سے مل رہے تھے کیونکہ وہی ایک جگہ خالی تھی ورنہ آپ کے گرد مریدین اور عقیدت مند گھٹنے سے گھٹنا جوڑ کر بیٹھے تھے۔ معلوم ہوتا ہے آپ کی آنکھوں میں بدستور موتیا کی شکایت تھی۔ اس لئے دور سے کسی کو پہچان نہیں پاتے تھے۔ چنانچہ یہ فقیر بھی قطار میں لگ گیا۔ باری پر مصافحہ کا شرف حاصل کیا تو نام بتایا۔ آپ نے معانقہ فرمایا اور خیر مقدم کے طور پر کچھ جملے ارشاد فرمائے اور گو جگہ نہ تھی مگر کھینچ کر پہلو میں بٹھا لیا۔ چند منٹ بعد آپ نے صاحبزادہ سلطان الطاف علی صاحب کو میری آمد کے بارے میں کہلا بھیجا اور ان کو تشریف لانے کو کہا وہ بھی آئے تو از حد مہربانی سے پیش آئے۔

دوسرے دن دسویں محرم کو جب آپ کے زیر قیادت قافلہ مزار مبارک حضرت

Marfat.com

سلطان العارفینؒ کی زیارت و سلام کے لئے چلا تو جناب سلطان علی نے مجھ فقیر کو کار میں ساتھ بٹھایا، درگاہ پر پہنچے تو حسب معمول ایک ازدہام تھا۔ اندر جانا مشکل ہو رہا تھا مگر آپ نے مضبوطی سے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اس وقت چھوڑا جب ہم محل کے اندر پہنچ گئے۔ اطمینان سے فاتحہ پڑھی اور سلام عرض کیا۔

میری آخری ملاقات حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ سے آپ کی وفات کے ایک دو ماہ پہلے نوشہرہ (وادیٔ سون) میں ہوئی۔ میں گرمیوں کی تعطیلات ۱۹۸۰ء میں کالج کے دفتر میں اکیلا بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا کہ باہر کار کے رکنے کی آواز آئی۔ کسی نے میری موجودگی کے بارے میں ملازم سے پوچھا اور یک لخت نظر اٹھا کر دیکھا تو حضرت علیہ رحمۃ دروازے سے کمرے کے اندر داخل ہو رہے تھے۔ اٹھ کر دست بوسی کی۔ فرمایا:

"آج میں پنڈی سے سیدھا ادھر چلا آیا۔ آپ کے پاس آنا تھا[1] اور دوسرے ہمارے عزیز یہاں رہتے ہیں۔ ان کے ہاں بھی جانا ہے[2]"

دعا و فاتحہ پڑھی اور تعزیت کے چند الفاظ فرمائے۔

پروگرام کے بارے میں فرمایا کہ آج ہی دربار پہنچنا ہے۔ ساتھ آپ کے بھتیجے تھے۔ (یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا۔ اس وقت یہی سمجھا کہ کوئی عقیدت مند نوجوان ڈرائیور کے طور پر چلا آیا ہے۔ اس غلط فہمی پر آج تک افسوس ہے۔)

آپ تقریباً ایک گھنٹہ تشریف فرما رہے۔ میں ان دنوں "سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ۔ حیات و تعلیمات" تالیف کر رہا تھا۔ مسودہ میرے پاس میری دراز میں رکھا تھا۔ اس کی ترتیب کے بارے میں آپ نے مجھے بعض اہم مشورے دیئے (اب یہ کتاب حضرت سلطان باہوؒ اکیڈیمی کے زیر اہتمام چھپ رہی ہے) پھر تمام وقت آپ حضرت سلطان العارفینؒ کی تعلیمات کی اشاعت اور آپ کے فیض کو عام کرنے کے

---

[1] میری اہلیہ کی وفات پر تعزیت کے لئے

[2] حضرت سلطان عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان

Marfat.com

بارے میں ہدایات دیتے رہے۔

وہاں سے آپ اپنے اعزا کے ہاں گئے اور پروگرام کے مطابق دربار پہنچے۔

اس فقیر کی خوش عقیدگی سمجھئے یا کچھ اور مگر فقراء کا ایک طریق رہا ہے کہ جب ان کے وصال کا وقت قریب آتا ہے تو وہ ہر محب اور نیازمند کو شرف ملاقات و زیارت ضرور بخشتے ہیں۔ مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ وصال سے پہلے اس فقیر کو زیارت سے محروم نہ رکھنا چاہتے تھے نیز اپنے جد محمدؐ کے فیض کو عام کرنے کی تلقین و ہدایت فرما کر اپنی طرف سے حجت تمام کرنا چاہتے تھے۔

چند ہفتے کے بعد ایک عقیدتمند نے بتایا کہ حضرت سلطان غلام دستگیر قادریؒ علیل ہیں۔ اور کوئٹہ ہسپتال میں داخل ہیں۔ میں نے ایک عریضہ عیادت کے لئے لکھا جو بعد میں معلوم ہوا مل گیا تھا۔

پھر کچھ دنوں (۱۹۶۰ء ستمبر) میں عرس پر گیا تو جناب سلطان صفدر علی[1] اور ان کے بھائیوں کے ڈیرے پر ٹھہرا۔ حضرت سلطان غلام دستگیرؒ کے ڈیرے پر گیا تو صرف آپ کے بڑے صاحبزادے سلطان حامد صاحب وہاں تھے جو عرس کے انتظامات میں مصروف تھے۔ حضرتؒ کے بارے میں معلوم ہوا کہ بدستور ہسپتال میں داخل ہیں۔

دوسرے دن محرم کی نویں تاریخ تھی۔ دوپہر کے وقت صاحبزادہ سلطان صفدر علی (علیہ رحمتہ) نے مجھے الگ بلا کر مطلع فرمایا کہ حضرت کا وصال ہو گیا ہے اور پیغام ملا ہے کہ نعش مبارک کوئٹہ سے دربار لا رہے ہیں۔

یہ بھی آپ کی کرامت ہے کہ دسویں محرم کو حضرت کی نعش کوئٹہ سے پہنچی جبکہ تمام عقیدتمند و زائرین اور تمام اراکین خانوادہ حضرت سلطان باہوؒ کی درگاہ پر موجود تھے۔ پوری فضا سوگوار تھی۔ آپ کی نعش مبارک فجر کے وقت دربار پہنچی۔ جناب صاحبزادہ سلطان

---

[1] دو ماہ بعد حضرت سلطان صفدر علی بھی عین عنفوان شباب میں ایک موٹر کے حادثہ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

Marfat.com

الطاف علی ملے ۔ حضرت کی باتیں کرتے رہے اور مجھ فقیر پر حضرت سلطان العارفینؒ کے رسالہ" روحی" کا یہ جملہ بڑے زوروں سے القا ہوتا رہا۔" عارف کامل قادری ۔ بہر قدرتے قادر و بہر مقام حاضر" (عارف کامل قادری ہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر دستگیری کے لئے حاضر و موجود ہوتا ہے۔

عارف کے بارے میں حضرت شیخ ابو المواہب شازلی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ

" جب دنیادار کے پاس بیٹھو تو اس سے ایسی باتیں کرو جن سے وہ مال و متاع سے دل برداشتہ ہو جائے اور آخرت کی عظمت اس کے دل پر بیٹھے اور جب اہل آخرت کے ہم نشیں ہو تو قرآن کی نصیحت اور آداب سنت اور دار البقاء کی عظمت کی باتیں کرو اور جب بادشاہوں کی صحبت میں بیٹھنے کا اتفاق ہو تو ان کا ادب ملحوظ رکھ کر اور ان کے مال و دولت سے پارسائی اختیار کر کے انصاف وروں کی سیرت اور عقلاء کی سیاست کی گفتگو کرو اور جب علماء کی مجلس میں بیٹھو تو ان سے کلام کرنے میں مذاہب معلومہ کے متعلق صحیح روایتوں اور مشہور قولوں سے کام لو اور حق پر مبنی بات کرو، ہوا و ہوس سے نہیں ۔ اور جب صوفیوں کی صحبت میں بیٹھو تو ایسی باتیں کرو جو ان کے احوال حقانیہ کی شاہد ہوں اور ان سے انکار کرنے والوں کے مقابلہ میں حجت ہوں اور اس کے ساتھ ظاہر سے پہلے باطن کے آداب کا پاس کرو ۔ اور جب تم عارفوں کے جلیس بنو تو جس قسم کی باتیں چاہو کرو کیونکہ ان کے پاس ہر چیز میں معرفت کا ایک رخ موجود ہے لیکن ان کے کلام کرنے کی دو شرطیں ہیں ۔ پاس حرمت اور پاس ادب اور ان کی بارگاہ رنگریز کی دکان ہے جو معنی لے کر ان کے پاس جاؤ گے وہی لے کر ان کے پاس سے باہر آؤ گے ...."

حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ ایسے ہی عارفوں میں سے تھے جو ہر ایک سے بات کر سکتے تھے اور ہر ایک کو اس کے علم اور ظرف کے مطابق راستہ دکھا سکتے اور اس کی دستگیری کر سکتے تھے۔

حضرت کی شخصیت بھری ہوئی داڑھی ، سفیدی مائل گندمی رنگ اور قد و قامت کے لحاظ سے بڑی بارعب تھی مگر آپ کا ذہنی افق بہت وسیع تھا۔ طبیعت میں ہیومر

Marfat.com

بھی تھی۔ اس لئے پاس بیٹھنے اور باتیں سننے والا جلد آپ سے مانوس ہو جاتا تھا اور آپ ایک عارف کی طرح زائر یا ملاقاتی کے میلانات و رجحانات کے مطابق گفتگو فرماتے تھے

بالآخر خانوادہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے اس عارفِ کامل کو اپنے بزرگوں کے پہلو میں اسی روضے میں دفن کیا گیا جسے آپ نے نہایت خوبصورت مسجد کے متصل خود تیار کرایا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں ان پر نازل ہوں۔ اس فقیر نے یہ سب باتیں اپنے تعلق کے حوالہ سے لکھی ہیں۔ اس لئے کہ موضوعی بیان میں کیسی ہی خامیاں کیوں نہ ہوں۔ مگر اس سے زیادہ کوئی بیان مستند نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ انسان کی اپنی ذات کے حوالہ سے سچی اور پکی گواہی ہوتی ہے۔

حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ مرشدِ کامل تھے اور ایک عارف کی طرح سب مریدوں کی تربیت کے الگ الگ طریقے جانتے تھے۔ میری دستگیری اور طرح کی اور کام پر لگایا۔ دوسروں کو کسی اور طرح سے فلاح کے راستے پر لگایا ہوگا۔ فقر و درویشی میں طالبوں کی اہلیت دیکھ کر ان کی تربیت کی جاتی ہے اور انہیں کام تفویض کیا جاتا ہے

آپؒ اپنے جدِ امجد سلطان العارفینؒ اور والد محترمؒ کی شعری روایت سے وابستہ اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے۔ آپ کا ایک مجموعۂ کلام بعنوان "پیر مغاں" شائع ہوا تھا جو احباب میں تقسیم ہوا۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید عرفانی نے اپنے تبصرہ میں ان کے اشعار کے متعلق بہت سچی بات لکھی ہے۔

> "پیر مغاں" کے ارشادات ایک پیشہ ور شاعر کی خوبصورت عبارت سے سوائے چند الفاظ کے کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ یہ شعر نہیں واردات ہیں۔"

آپ صحیح معنوں میں فقیر تھے۔ " فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی "۔ فقیر جو مجاہد بھی ہوتا ہے۔ آپ نے کشمیر کے جہاد میں شامل ہو کر " فخرِ کشمیر" کا لقب پایا جہاد کو اس قدر اہمیت دیتے تھے کہ جب نوشہرہ کالج میں تشریف لائے اور کالج

Marfat.com

کی زیرِ تعمیر مسجد دیکھی تو فرمایا۔

"اسے کسی ملا کے حوالے نہ کرنا بلکہ سامنے جہاد کی آیت لکھ دینا۔ جہاد سے مُلا گھبراتا ہے۔"

آپ کی خوبیاں بے شمار ہیں۔ آپ بہت بڑے منتظم بھی تھے۔ کئی مدرسوں اور مکتبوں کے بانی اور سرپرست تھے۔ سب سے بڑھ کر آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنے اسلاف کے صحیح جانشین اور وارث اور اس دور میں فقر و معرفت کا ایک کامل نمونہ تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

احمد سعید ہمدانی

۴ر جولائی ۱۹۸۷ء

محنت میں عظمت

ایک مرتبہ ایک شخص اونٹنی پر سوار حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر گویا ہوا کہ "میں نے سنا ہے آپ بہت بڑے ولی اللہ ہیں مجھے بھی فیض دیں۔" آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میرے پاس رہو۔ لنگر کی خدمت کرو۔ دربارِ اقدس پر بیٹھ کر وظیفے کرو۔ تمہیں فیض مل جائے گا۔" کہنے لگا "جی نہیں! میری والدہ بیمار ہے اس کو میں لے جا رہا ہوں جو کچھ دینا ہے ابھی ابھی دیں۔" آپ نے فرمایا "چلو ایک سال خدمت کرو۔" اس نے کہا "نہیں ابھی۔" پھر فرمایا "چلو چھ ماہ خدمت کرو۔" کہنے لگا "نہیں ابھی نہیں ابھی پھر "ایک ماہ۔" "ایک ہفتہ۔" "ایک دن۔" اور بالآخر ایک گھنٹہ" ٹھہرنے کو فرمایا کہ پھر فیض دوں گا۔ مگر وہ بالکل نہ مانا تو آپؒ نے فرمایا کہ بیٹا! ہر چیز میں محنت لگتی ہے کچھ حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ محنت کرو۔ جتنی آسانی سے تم فیض حاصل کرنا چاہتے ہو اتنی آسانی سے تو شاید ہمیں بھی نہیں ملا۔"

از صاحبزادہ سلطان محمد بازید بن
حضرت الحاج سلطان حامد نواز القادری

Marfat.com

کر کے ناشاد، چل دیئے ناشاد

صوفی خورشید عالم مخمور سدیدی (معروف و ممتاز خوش نویس) لاہور

زندگی ہو کے رہ گئی برباد
کر کے ناشاد، چل دیئے ناشاد

کر کے ویران گلشنِ عالم
خلد میں جا کے ہو گئے آباد

حُسنِ تخلیقِ شعر پر ان کے
سر گریباں تھے مانیؔ و بہزادؔ

ان کی رندانہ شعر گوئی سے
ہر قدم پر تھے میکدے آباد

قدِ بالا کو دیکھ کر ان کے
رقص کرتے تھے باغ میں شمشاد

بیٹھ جاتا ہوں تھام کر دل کو
جب بھی آتی ہے مجھ کو ان کی یاد

طائرِ زیست بچ نہیں سکتا
گھات میں جب ہو موت کا صیاد

فخرِ کشمیر تھے وہ اے مخمورؔ
زندگانی تھی ان کی وقفِ جہاد

Marfat.com

ایک صوفی شاعر

پروفیسر ڈاکٹر کے بی نسیم
صدر شعبہ فارسی و رئیس کلیۂ ادبیات شرقی، پشاور یونیورسٹی و جنرل سیکرٹری حضرت سلطان باہوؒ اکادمی (لاہور)

ایک عظیم اور روحانی شخصیت

ان کے فیضان سے ہزاروں راہ گم کردہ بندگان خدا نے ہدایت اور سکون کی منزل پائی۔ اس عظیم روحانی مرشد نے اس دور میں نہ صرف تبلیغ دین اور اصلاح معاشرہ کی خدمات جمیلہ انجام دیں بلکہ دین کے خلاف بعض سرگرم عناصر کی بھی نہایت جرأت اور دلیری سے سرکوبی کی

جناب ڈاکٹر کے بی نسیم صاحب حضرت سلطان باہوؒ کے سلسلہ عالیہ سے منسلک ہیں۔ آج کل پشاور یونیورسٹی میں تشنگان علم کی پیاس بجھا رہے ہیں۔ شعبہ فارسی کے صدر اور کلیہ ادبیات شرقی کے ڈین (رئیس) ہیں۔ ممتاز ادبی اور علمی شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

حضرت سلطان باہو اکادمی لاہور کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ حال ہی میں حضرت سلطان باہوؒ کی تصنیف لطیف "رسالہ روحی شریف" پر آپ کا خوبصورت ترجمہ اور شرح شائع ہوئی ہے۔ جس میں آپ نے حضرت سلطان باہوؒ کے ۲۲ ملفوظات پر مشتمل علیحدہ باب بھی شامل کیا ہے۔

مرتب

Marfat.com

کائنات جن بے شمار اور گوناگوں مظاہر کا مجموعہ ہے۔ ان میں انسان اور اس کی شخصیت سے زیادہ پیچیدہ شاید کوئی چیز نہیں۔ انسان جس لمحے عالمِ وجود میں قدم رکھتا ہے اسی لمحے سے اس کا ماحول اس پر اپنا عکس ڈالنا اور رنگ چڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ آگے آنے والا ہر لمحہ اس عکس میں گہرائی اور اس رنگ میں پختگی پیدا کرتا ہے اور انسان کی بے نقش اور بے رنگ فطرت آہستہ آہستہ عکس اور رنگ کے ان پردوں کے اندر چھپتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ان پردوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ بلکہ اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ ان پردوں میں سے چند دکھائی دیتے ہیں۔ باقی وقت اور زمانے کے ڈالے ہوئے چند در چند پردوں میں چھپ کر رہ جاتے ہیں اور ان سب پردوں کی آڑ میں وہ چیز ہوتی ہے جسے ہم انسان کی شخصیت کہتے ہیں اور یوں انسان کی شخصیت کی تشکیل، تعمیر اور تکمیل کا عمل گویا تہ در تہ حجابات میں چھپنے کا عمل ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر انسان ایک معمّہ بن گیا ہے کہ دنیا برابر اسے حل کرنے کی کوشش میں مصروف ہے اور یہ معمہ حل نہیں ہوتا۔

لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سلطان العصر الحاج حضرت غلام دستگیر القادریؒ فخرِ کشمیر کی ذات ستودہ صفات کوئی معمّہ نہ تھی بلکہ ان کی شخصیت ایک کھلی کتاب کی طرح تھی۔ میری ان سے پہلی ملاقات ان کے انتقال پُرملال سے چند سال پیشتر کریم پارک لاہور میں حاجی محمد اشفاق صاحب کے مکان جسے "نشیمن غوثیہ" کہتے ہیں پر ہوئی۔ راقم الحروف آپؒ کے برادرِ اصغر جناب صاحبزادہ سلطان الطاف علی جو میرے نہایت ہی عزیز اور مخلص دوست ہیں کو ملنے کے لئے گیا تھا جو ان دنوں وہاں پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہے تھے۔ جناب سلطان الطاف علی نے میرا آپ سے تعارف کرایا۔ آپ کی شخصیت میں بڑی کشش اور جاذبیت تھی۔ پہلی ہی ملاقات میں وہ مجھ سے ایسے گھل مل گئے تھے جیسے ہم برسوں کے شناسا ہوں۔ شاید اس لئے بھی کہ ہم دونوں میں ایک گونہ بڑی ذہنی اور روحانی ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ انہیں ایران کے مشہور صوفی غزل گو شاعر حافظ شیرازیؒ سے بہت گہرا لگاؤ تھا اور انہیں اس کے سینکڑوں

Marfat.com

اشعار از بر یاد تھے اور وہ ان اشعار کو بڑے پر لطف انداز میں موقع و محل کے مطابق سنایا کرتے تھے۔ لسان الغیب حافظ شیرازیؒ سے ان کے لگاؤ کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو انہوں نے خود مجھے سنایا۔ فرمایا "میں جب پہلی مرتبہ ۱۹۵۰ء میں عراق کے شہر بغداد شریف گیا تو وہاں ایک پرانی کتابوں کے سٹال پر ایک چھوٹا سا "دیوان حافظ" پڑا ہوا پایا۔ میں نے کافی دنوں حافظ کا مطالعہ نہ کیا تھا۔ دکاندار سے قیمت دریافت کی تو اس نے چند فلوس (عراقی سکہ) بتائے۔ اس کے بتانے کی دیر ہی تھی کہ میں نے جھٹ مطلوبہ رقم اس کے ہاتھ میں تھما دی اور "دیوان حافظؒ" لے کر چل دیا۔" فرمانے لگے "اگر وہ اس کی دوگنی قیمت بھی طلب کرتا تو میں انکار نہ کرتا اس لئے کہ "دیوان حافظ" مجھے بہت پسند تھا۔" اور انہوں نے فوری رقم اس لئے ادا کی کہ مبادا دکاندار دیوان دینے سے انکار کر دے۔

ہماری دوسری ہم آہنگی سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ سے دونوں کی شدید محبت تھی۔ حضرت غلام دستگیر القادریؒ نے اپنے جدّ امجد حضرت سلطان باہوؒ کے مسلک کی پیروی میں مسلمانوں کے اتحاد کے فروغ اور تبلیغ دین کے لئے اپنی پوری زندگی وقف رکھی۔ اور ان کے فیضان سے ہزاروں راہ گم کردہ بندگان خدا نے ہدایت اور سکون کی منزل پائی۔ اس عظیم روحانی مرشد نے اس دور میں نہ صرف تبلیغ دین اور اصلاح معاشرہ کی خدمات جلیلہ انجام دیں بلکہ دین کے خلاف بعض سرگرم عناصر کی بھی نہایت جرأت اور دلیری سے سرکوبی کی۔

حضرت غلام دستگیر کا یوں تو پورا خاندان ہی بہت سخی اور مہمان نواز ہے مگر آپ کی ذاتِ گرامی مہمان نوازی کی صفت سے پوری طرح متصف تھی۔ کئی دفعہ جب بھی آپ کے آستانہ اقدس پر جانے کا اتفاق ہوا۔ حاتم طائی کی مہمان نوازی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

آپ کی محفل، آپ کی پُر بہار شخصیت کی وجہ سے سمن زار بن جاتی تھی۔ وہ ملنے والوں سے بہت جلد گھل مل جاتے تھے اور یہ احساس ہی مٹ جاتا تھا کہ آپ کسی

Marfat.com

بڑی روحانی قد آور شخصیت کے سامنے بیٹھے ہیں۔

آپ کو شہد اور سیب بہت مرغوب تھے۔ اکثر صبح سویرے کا ناشتہ کرتے تو یہ دونوں اشیاء دسترخوان پر ضرور ہوتی تھیں اور لطف کی بات یہ کہ دسترخوان پر بیٹھے ہوئے سب اشخاص کو یہ چیزیں پیش فرماتے تھے اور بڑے مزے لے لے کر ان کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

میں خاکسار بہت زیادہ خوش قسمت واقع ہوا ہوں۔ مجھ سے خصوصی محبت فرماتے تھے اور مجھے بھی ان سے مل کر معتدبہ ذہنی اور روحانی حظ حاصل ہوتا تھا اور دل کرتا تھا کہ گھنٹوں ان کی صحبت میں بیٹھ کر تمتع اندوز ہوں۔ عارفِ روم مولانا جلال الدین رومی نے سچ کہا ہے۔

ے یک زمانہ صحبتی با اولیا

بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

آج وہ بظاہر ہم میں نہیں ہیں لیکن وہ مدتوں ہمارے ذہنوں اور روحوں میں اپنی یادوں کی جوت جگائے رکھیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور جنت الفردوس میں مقامات اولیٰ عنایت کرے۔ (آمین)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

حضرت صاحبؒ

ایک عظیم سرپرست

الحاج سلطان محمد حسین، آستانہ دستگیر، کچھی بیگ سریاب کوئٹہ

بغداد شریف میں سلوک طریقت میں مختلف مراتب و مقامات
پر فائز درویش حضرت صاحبؒ سے ملنے آتے اور مودب بیٹھے آپ سے
تصوف و معرفت کی روشن باتیں سماعت کرتے

صاحبزادہ سلطان محمد حسین صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے بھائی حضرت الحاج سلطان نور حسین رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اکبر اور جانشین ہیں۔ بولان میڈیکل کالج کوئٹہ میں ایم بی بی ایس کے سال چہارم کے طالب علم ہیں۔ ۱۹۸۲ء میں حضرت صاحب کی خدمت میں بغداد شریف، کربلا معلی، نجف اشرف (عراق) اور مدینہ منورہ حاضری دی اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ بغداد شریف میں حضور غوث پاک قدس سرہٗ العزیز کے روضہ اقدس میں حضرت صاحبؒ سے ہی سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی سعادت بھی حاصل کی۔

دیکھیے! انہوں نے حضرت صاحبؒ کو" ایک عظیم سرپرست" کی حیثیت میں کیسا پایا؟

مرتب

Marfat.com

ان دنوں میں دسویں جماعت کا طالب علم تھا جب میرے والد بزرگوار حضرت الحاج سلطان نور حسینؒ کا انتقال ہوا۔ میرے والد صاحب، حضرت صاحب قبلہؒ سے تقریباً دو سال چھوٹے تھے۔ جب والد صاحب کا انتقال ہوا تو حضرت صاحب ان دنوں بھی حج و زیارت کے لئے سعودی عرب گئے ہوئے تھے۔ والد صاحب کی وفات سے مجھ پر مایوسی سی طاری ہوگئی اور زندگی بے معنی نظر آنے لگی اور کئی مرتبہ یہ سوچا کہ دنیا ترک کر دوں اور جنگلوں کو نکل جاؤں یا پھر اپنی زندگی ہی ختم کر لوں اور شاید میں یہ انتہائی اور بزدلانہ قدم اٹھاتا کہ ایسے میں میرے شفیق اور مہربان چچا حضرت صاحبؒ حج سے واپس تشریف لے آئے اگرچہ ان کی صحت بھی ٹھیک نہ تھی اور پیارے بھائی کی جدائی نے بھی اندرونی طور پر انہیں انتہائی پژمردہ کر رکھا تھا اور پہلی مرتبہ دیکھنے والوں کی چشم حیرت نے آپ کی آنکھوں میں بے اختیارانہ آنسو چھلکتے بھی دیکھے تھے۔ لیکن اس موقع پر آپ نے ہمیں جو ہمت، برداشت، صبر اور راضی برضا ہونے کا عملی نمونہ پیش کیا اور ہمیں جو سبق دیا اور جتنی شفقت و محبت سے نوازا اسی کے باعث مجھ میں اور میرے چھوٹے بھائی (محسن سلطان) اور بہنوں میں جینے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ حق بات ہے کہ حضرت صاحب کی مہربانی، محبت، خلوص، حق شناسی اور غم خواری ہی اتنے عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی وجہ بنی اور تھوڑے عرصہ میں ہی میں اس سانحہ کو بھلانے پر قادر ہو گیا کہ حضرت صاحب نے ہمیں کبھی ہمارے والد کی کمی محسوس نہ ہونے دی بلکہ باپ سے بڑھ کر محبت دی اور ہماری تعلیم و تربیت میں سرپرستی فرمائی۔ ان کی شخصیت میں ماں کی ممتا اور باپ کی شفقت دونوں بیک وقت موجود تھے۔ ایک میں ہی نہیں ہر ملنے والا یہ محسوس کرتا تھا کہ آپ سب سے زیادہ اسے چاہتے ہیں۔

حضرت صاحب نے جس محبت سے ہماری تربیت اور سرپرستی فرمائی وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ ان کی شفقت اور مہربانی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جو بات ہم اپنے بھائیوں اور باقی چچا صاحبان سے نہیں کہہ سکتے تھے وہ بلا جھجک حضرت صاحب کو عرض کر دیتے۔

Marfat.com

آپ نے ہمیں تعلیم کے لئے گھر سے باہر بھیجا اور اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ہمیشہ ہمارے معمولات پر نظر رکھی۔ ہمارے امتحانی نتائج معلوم کئے۔ کامیابی پر حوصلہ افزائی فرمائی اور انعامات سے بھی نوازا۔

قبلہ حضرت صاحب نے اپنے ہر بھائی، بیٹے، رشتہ دار اور مرید کی سرپرستی اور تربیت فرمائی اور زندگی گزارنے کے طریقے بھی سکھائے۔ لاکھوں مریدوں کے گھریلو حالات درست فرمائے۔ ان کی شادیوں، غموں اور خوشیوں کے مسائل میں دلچسپی لی اور سرپرستی فرمائی۔ انہیں زیور تعلیم اور لبادہ تربیت سے آراستہ فرمایا۔

مجھے حضرت چچا صاحب کے ساتھ حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ اور بغداد معلیٰ کی سعادت حاصل ہوئی۔ قبلہ حضرت صاحب کی جو کیفیات بغداد شریف اور مدینہ منورہ میں دیکھیں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ اکثر آپ کی حالت غیر ہو جاتی اور آپ کے چہرہ اقدس کی طرف نظر بھر کے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔

قبلہ چچا حضرت صاحب کا مقام و مرتبہ اتنا بلند ہے کہ احاطۂ تحریر و تقریر میں نہیں آ سکتا۔ مجھ پر ہی کیا موقوف وہ بیسیوں تذکرہ نویس جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا وہ بھی حق مضمون ادا کرنے پر کما حقہٗ قادر نہیں ہو سکے۔ آپ کے بارے میں جو کچھ تحریر کر رہا ہوں وہ بھی تو عشر عشیر کیا ہزارویں حصہ سے بھی کم ہے۔ بغداد شریف میں مختلف ممالک سے درویش آئے ہوئے تھے جو کہ کئی کئی سالوں سے دربار حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ میں قیام پذیر تھے۔ ہر ایک سلوک طریقت میں کسی مقام و مرتبہ پر فائز تھا۔ وہ سب حضرت صاحب سے ملنے آتے اور مودب بیٹھے آپ سے تصوف و معرفت کی روشن باتیں سماعت کرتے۔ اپنے اطمینان قلب کے لئے کئی مسائل کی وضاحت چاہتے اور آپ انہیں اتنی جامعیت سے جواب عطا فرماتے کہ وہ بالکل مطمئن ہو جاتے۔

حضرت صاحبؒ کی غیر معمولی دلگیر اور عظیم روحانی و علمی شخصیت نے (بغداد شریف میں بھی) ہر ایک دل میں گھر کر لیا تھا۔ ہر ایک کی خواہش ہوتی کہ آپ اسے زیادہ سے زیادہ وقت عطا فرمائیں لیکن آپ اپنا زیادہ وقت روضہ اقدس حضور غوث الاعظم رضی

Marfat.com

اللہ عنہ میں گزارتے۔

مجھے یہ ایک انفرادی فخر حاصل ہے کہ میں نے بغداد شریف میں حضور سیدنا غوث الاعظم رضہ کے دربار پاک میں قبلہ حضرت صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضرت صاحب نے مجھے سیدنا غوث الاعظم رضہ کے حوالے کر دیا۔

غالباً ۲۱ روز بغداد شریف میں قیام رہا اور روز بروز حضرت صاحبؒ کے پرستاروں اور عقیدت مندوں کا سلسلہ بڑھتا رہا۔ جن میں پاکستانی نژادوں کے علاوہ مقامی عرب لوگوں کی بھی خاصی تعداد شامل تھی۔ کئی اعلیٰ تعلیم یافتہ، دانشور، تاجر اور بڑے سرکاری عہدوں پر فائز حضرات جن کو مرشدِ کامل کی تلاش تھی۔ آپ کی محفل میں حاضر ہوئے اور پہلی ہی ملاقات میں آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔

حضرت صاحب کو عربی اور انگریزی زبان پر بھی کافی عبور حاصل تھا۔ جس کے باعث آپ غیر ملکیوں کو بھی اچھی طرح رشد و ہدایت فرماسکتے تھے۔ مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں بھی کئی سعودی، ایرانی، کویتی اور عمان وافریقہ کے باشندوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت صاحب مقدس مقامات پر ہمیشہ بیعت کرنے سے احتراماً گریز فرماتے لیکن لوگ جب انہی مقدس ہستیوں کا واسطہ دیتے جن کے باعث وہ مقامات مقدس ہو گئے ہیں تو آپ انکار نہ فرماتے۔

آپ دوران سفر ساتھیوں کے آرام و سکون، خورد و نوش اور ضروریات کا پوری طرح خیال رکھتے اور اکثر ضرورت مند مسافروں کی مالی معاونت بھی فرماتے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ

" مراتب فقر کے لئے زندگی موت ہے 'مرنے سے پہلے مر جاؤ'

اور مراتب موت فقر کیلئے حیات ہے"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

" خلقت جسے موت سمجھتی ہے وہ عارف کے لئے وصال ہے۔"

Marfat.com

مجھے یقین ہے کہ حضرت صاحبؒ قبلہ وصال کے بعد بھی ہماری سرپرستی فرماتے رہیں گے۔

مولانا عبدالرحمان جامی لکھتے ہیں کہ

"پہلی رات جب اس سراپا تحقیر، فقیر اور ایک ادنیٰ ترین مرید نے (حضرت) غوث الاعظمؓ کا تذکرہ سپرد تحریر کرنا شروع کیا تو فی الحقیقت کچھ ایسا محسوس کیا کہ حضرت موسیٰ کاظمؓ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزارات کا طواف کر رہا ہوں۔"

تو میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری بھی کچھ ایسی ہی کیفیت ہے۔ پہلے حضرت صاحبؒ کے ساتھ روضہ اقدس حضرت غوث پاک و حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور بیت اللہ شریف کا طواف کر چکا ہوں اور اب دوسری بار پھر طواف کر رہا ہوں۔ یوں کہنا چاہیئے کہ ان چند الفاظ کے صدقہ پیر و مرشد حضرت صاحب کی طرف سے اس حقیر کو یہ شرف حاصل ہوا ہے۔

اقوال زرین

از حضرت الحاج سلطان محمد حامد نواز القادری جانشین سلطان العصرؒ

ایک بار حضور حضرت صاحبؒ نے مجھے فرمایا کہ "فقر حاصل کرنے کا شوق ہے تو حضرت سلطان باھوؒ کی کتابیں پڑھو۔ اور اسم اعظم شریف کا تصور کرو۔ سوز و گداز اور عشق کے رموز سے آشنا ہونا ہے تو خواجہ حافظ شیرازیؒ کے دیوان کا مطالعہ کرو۔ شاعری کرنے کو جی چاہتا ہے تو "مثنوی رومی" پڑھو۔ ادیب بننا ہے تو میرا "سفر نامہ بغداد" کا مطالعہ کرو۔ ہر مسئلہ کے لیئے حاضر جواب ہونے کا اشتیاق ہے تو ابن العربیؒ کی کتب زیر مطالعہ رکھو اور اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہونا چاہتے ہو تو خدمت خلق کو شعار بناؤ یہی صدقہ جاریہ ہے اور یہی زندگی کا حاصل و مقصود ہے۔

Marfat.com

تیرے نام کا ورد

عبدالعزیز چشتی سب ایڈیٹر "جاگو" امریکہ، صدر پاکستان مسلم لیگ شورکوٹ شہر جھنگ

تو فخرِ کشمیر ہے آقا اونچا تیرا نام ہے پیارے
ہم دکھیوں سے پیار ہے تجھ کو الفت کا تو جام ہے پیارے
حق باہو سلطان نے تجھ کو عظمت بخشی عزت بخشی
یاد آئے تو رو لیتا ہوں رونا میرا کام ہے پیارے
تو مرشد اور پیر ہے میرا مجھ کو اپنے پاس بلا لے
قدموں میں اب آن گرا ہوں یہ میرا انجام ہے پیارے
میں تو اپنی سدھ بدھ کھو کر تیرے نام کا ورد کرونگا
تیرے درشن کر لیتا ہوں جلوہ تیرا عام ہے پیارے
نگری نگری بستی بستی تیرے نام کے چرچے دیکھے
"میری بھی تقدیر بنا دے" عرض یہ صبح و شام ہے پیارے
پھول اور کلیاں تجھ سے واروں جان تجھے نذرانہ دے دوں
تیرا سندر مکھڑا پیارا میرے لئے گلفام ہے پیارے
جوگن بن کر تیرے آنگن ناچوں تو کچھ چین ملے
اے سلطان، سخی اور رہبر ٹھیک ہوں اب آرام ہے پیارے
مجھ کو اپنے پاس بلا لے، نیند گئی آرام گیا
یہ چشتی تیرا دیوانہ دنیا میں بدنام ہے پیارے

Marfat.com

خانوادۂ غوث الاعظمؒ کے وزیر اعظم

ملک غلام سرور خان چک اللہ یار خان تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا

میں نے دیکھا کہ ایک آراستہ و پیراستہ شہر میں عظیم الشان دربار منعقد
ہے اور اعلان عام ہو رہا ہے کہ وزارت عظمیٰ کا چناؤ ہونے والا ہے۔ تھوڑے
وقفہ بعد دوبارہ اعلان ہوا کہ "حضرت غلام دستگیر صاحب القادری مدظلہ
حضور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ) کے وزیر اعظم منتخب ہو گئے ہیں پھر
اعلان ہوا کہ جناب وزیر اعظم صاحب اپنی کابینہ کا اعلان فرمائیں گے اور
پھر آپ نے اپنے آٹھ وزراء کی وزارتوں کا اعلان فرمایا۔

ملک غلام سرور خان صاحب مدظلہ۔ حضور پیر صاحب السید یوسف محمود فیض اللہ الکیلانی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے انتہائی مخلص مرید اور بااعتماد قریبی ساتھی رہے ہیں۔ ان کا شمار ان معدودے چند صاحبان میں ہوتا ہے جنہیں حضرت صاحب قبلہؒ اپنا عزیز ترین دوست فرماتے تھے اور انہیں ہمیشہ خطمیں "برادرم ملک غلام سرور خان" کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ ملک صاحب اپنے علاقہ کے معزز زمیندار اور محترم و ہر دلعزیز شخصیت ہیں۔ حضور پیر صاحبؒ اور پھر حضرت صاحب

Marfat.com

قبلہؒ کے بعد ملک صاحب نے گوشہ نشینی اختیار کی ہوئی ہے اور دنیاوی امور و مسائل میں دلچسپی لینا قریباً ترک کر دیا ہے
ملک صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ان کا حضور پیر صاحب و حضرت صاحب قبلہؒ سے بالمشافہ ملاقاتیں گو کہ بہت کم رہی ہیں لیکن انہیں دعویٰ ہے کہ وہ دونوں عظیم شخصیات کے بہت قریب رہے ہیں۔ بیعت قربت اور مکتوبات کے ذریعہ انکی رہنمائی و شفقت انہیں اور شاید ہی نصیب ہوئی ہو اور ان کا یہ دعویٰ (میں سمجھتا ہوں) بالکل بجا ہے۔
ملک صاحب بہت باریک اور طویل مکتوبات تحریر فرماتے ہیں لیکن ان کا انداز تحریر اتنا دلکش ہے کہ آدمی ایک ہی نشست میں پورا مکتوب پڑھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ ہمیشہ ملک صاحب کا خط باقی کام چھوڑ کر یا بہت ضروری ہوتا تو نپٹا کر تسلی سے ان کا خط ملاحظہ فرماتے یا سنتے اور اسی طرح فراغت اور تسلی سے جواب تحریر فرماتے۔ اکثر ملک صاحب کا خط پڑھنے یا انہیں جواب تحریر کرنے کے لئے میں گھر پر ہوتا تو مجھے حکم فرماتے
حضرت صاحب کے متعلق مضمون/تاثرات تحریر کرنے کے بارے میں نے جب ملک صاحب کو بار بار عرض کیا تو انہوں نے بہت دنوں بعد اپنے تاثرات ایک طویل مکتوب کی صورت میں میرے نام ارسال فرمائے۔ انہی کی ہدایات کے پیش نظر اس مکتوب سے کچھ باتیں حذف کر لی ہیں اور اسے مضمون کی صورت میں تحریر کرنے کی بجائے مکتوب ہی کی

صورت میں پیش کر رہا ہوں۔ بہ گزارش ہے کہ ملک صاحب کا اسے اہم ترین مکتوب کو فرصت میں ایک ہی نشست میں مطالعہ فرمائیں کہ یہ حضرت صاحب کی سنت بھی ہے ——— مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب میرے ہمراز، سلمہٗ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کو جناب حضرت صاحبؒ کی سوانح حیات مرتب کرنے کا اشتیاق ہے اور اسی سلسلہ میں آپ نے میرے غریب خانہ کو بھی زینت بخشی اور اسی سلسلے میں خط و کتابت کی ابتدا "تاخیر" کی لطیف شکایت سے کی۔ جو میرے لئے "نسبت" کے سبب عتاب سے کسی طرح کم نہیں۔ اسی لئے وا یسی جواب کے لئے پیرائیہ بیان میری محدود اور ناقص سوچ کے مطابق "عتاب نامہ" بنتا ہے۔ اور اسی سے خط کا آغاز کرتا ہوں ـ عالی قدر! عتاب نامہ موصول ہوا لیکن مجبوری ملاحظہ فرمائیں کہ "اسے عتاب کہنا بھی کفرانِ نعمت ہے۔ اور تاب بھی نہیں۔" عدم علم کا علم بھی بڑی بات ہے مگر صرف خاکسار تشکر کے رسمی الفاظ سے احسان مندی کے ان جذبات کی توہین نہیں کرنا چاہتا جو آپ کے لئے جناب حضرت صاحبؒ کی نسبت سے میرے دل میں ہیں۔ میرے اس نظریہ اور مجبوری پر ذرا غور فرماویں کہ "خاکسار کہاں؛ در حضرت صاحبؒ کے اوصافِ حمیدہ کا ادراک کہاں؟" اس طرح گستاخی اور ترکِ ادب کا ارتکاب ضرور ہوگا۔ ہوسکتا ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ اوصافِ حمیدہ بیان کرنے کا شعور نہ ہونے ہوئے انداز بیان میں مقام حضرت صاحبؒ کا صحیح ادراک نہ ہونے ہوئے آپ کو میرا پیرایۂ بیان غبار خاطر اور گراں گزرے۔ جس کے لئے خلوص دل سے معذرت خواہ ہوں۔ اپنی المناک اور حسرتوں سے لبریز (زندگی)، اور ان کی مجھ پر خصوصی کرم نوازی کا اعتراف اور تزکیۂ نفس میں ان کے کردار اور رہنمائی کا اظہار اگر ایسے خصوصی موقع پر کروں تو یہ ایک رسمی سی چیز ہو جائے

Marfat.com

گی۔ طوالت کی ناگواری تو اتنی وجہ پریشانی نہیں کہ یہ تو "معذرت" کے تیر بہدف علاج سے دور ہو جائے گی مگر ان "نو وارد" جملوں کو جو دماغ سے نکل کر نوکِ قلم تک آ پہنچے ہیں سپردِ قلم نہ کیا گیا تو تلخی کبھی کم نہ ہوگی۔ اس لئے ابتدا کرنے سے قبل "حلفاً" تحریری گذارش کرتا ہوں کہ دروغ گوئی سے ہرگز کام نہ لوں گا۔

کلیجہ تھام لو پہلے ۔ سنو پھر داستاں میری

میں ۵ اپریل ۱۹۵۲ء کو حضور پیر صاحب سید یوسف محمود فیض اللہ الگیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ جبکہ حضور پیر صاحبؒ مبارک علاقہ سون سکیسر کے دورہ پر تھے۔ موضع اوگالی تھی۔ بیعت کے بعد پتہ چلا کہ حضور سلطان العارفینؒ کی اولاد سے ایک صاحبزادے حضور کے ہمراہ آئے ہوئے ہیں۔ اور بس یہیں ابتدائی تعارف پر مختصر تعارف ہوا۔ پھر گاہے بگاہے پھلروان شریف حاضری پر اکثر حضرت صاحبؒ کو پھلروان شریف دیکھا کرتا اور ہم نو واردوں میں یہ احساس عام تھا کہ جب حضرت صاحبؒ پھلروان شریف تشریف فرما ہوں تو حضور پیر صاحبؒ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دربار مبارک کا کمرہ اکثر بند رہتا اور عام زائرین پر اندر داخل نہ ہونے کی پابندی لگا دی جاتی۔ رفتہ رفتہ یہ سلسلہ بڑھتا رہا اور میرے دل میں ان کے اعلیٰ مخلوق ہونے کا عقیدہ راسخ ہوتا گیا۔ حضور پیر صاحب مبارکؒ کے ساتھ حضرت صاحب کی عام گفتار میں اپنائیت، احترام، عقیدت، بیباکی اور اتنا قرب دیکھنے میں آتا جس کی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہوں۔ اور حضور پیر صاحبؒ حضرت صاحبؒ کی گفتگو سے اتنے محظوظ ہوتے کہ اکثر تبسم فرماتے ورنہ عموماً سنجیدگی ہوتی تھی۔

حضور پیر صاحبؒ بمعہ اپنے نور چشم سید انتصار غالب اور حضرت صاحبؒ ۸ فروری ۱۹۵۷ء بغداد شریف پہنچے اور پہلا مکتوب مبارک ب۔ ۳۰۱ مورخہ ۲۴ فروری ۵۷ء بغداد شریف سے میری طرف آیا جس میں تحریر تھا کہ "دربار مقدس سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں سید غالب اور حضرت صاحب غلام دستگیر کو ساتھ لے جا کر آپ کے لئے اور تمام مخلصین کے لئے دعا کی گئی۔"

Marfat.com

اس مکتوب مبارک سے حضرت صاحبؒ کی خصوصی اہمیت کا احساس پہلے دن میرے دل میں ہوا۔ بغداد شریف سے دوسرا مکتوب مبارک یکم اپریل ۱۹۵۷ء کو حضرت صاحبؒ کے دستِ مبارک کا تحریر کردہ پہنچا جس کی تفصیلی نقل درج ذیل ہے۔

السید پیر یوسف الگیلانی، کرادہ مریم، شارع الشواف

بغداد۔ ۱۷ مارچ ۵۷ء خط نمبر ب ـــ ۱۰ م

خدا اگر دل فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر

(اقبال)

مخلص با خلاص ملک غلام سرور خان سلامت باشد و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ آپ کے متواتر خطوط نمبر ۳۸ اور نمبر ۳۹ موصول ہو کر کاشانۂ احوال ہوئے۔ ہم اس سے قبل آپ کی طرف دعا نامہ ارسال کر چکے تھے جو کہ آپ کو موصول ہو چکا ہے۔ آپ کو یہ ذوق شوق مبارک ہو اور غوث پاک کی یہ الفت اور عقیدت ہمیشہ قائم رہے۔

ع شاد باش اے عشق خوش سودائے ما　　اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما　　اے تو افلاطون و جالینوس ما

آپ کے محبت اور عقیدت سے لبریز الفاظ ہمارے دل میں ایک نئی بہار پیدا کرتے ہیں۔ ایام رفتہ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ خط کو بار بار پڑھ کر سرور حاصل ہوتا ہے اور دل دعا کرتا ہے۔ جس طرح آپ اپنے دل میں کسی یاد کی تڑپ محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح دلی دعا کے لئے اجابت بھی بے قرار ہوتی ہے۔

ع ذرّہ عشق از ہما آفاق بہ　　ذرۂ درد از ہما عشاق بہ
قدسیاں را عشق ہست و درد نیست　　درد را جز آدمی درخورد نیست
ہر کہ را درد ست درمانش مباد　　ہر کہ درمان خواہد و جانش مباد

جدّم اعلیٰ حضور پُر نور غوث الاعظم قدس سرہٗ کے حضور میں فرزندم سید غالب اور حضرت صاحب غلام دستگیر کو ساتھ لے جا کر آپ کے لئے، آپ کے سب خاندان اور تمام

مخلصین کے لئے۔ رطب دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو سکون بخشے۔ حضرت غلام دستگیر صاحب سے دعا سلام۔ مزید دعوات۔

والسلام (دستخط) السید یوسف فیض اللہ الگیلانی

نوٹ۔ آپ کی عقیدت اور ارادت کے متعلق فارسی کے اشعار اور یہ خط ہمارے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے حضرت صاحب غلام دستگیر نے تحریر کئے ہیں پھر بغداد شریف سے حضور پیر صاحب اپنے مکتوب نمبر ب۔ ۶۶۱/ ۶۶۲ محررہ ۵ مئی ۱۹۵۷ء میں تحریری اطلاع فرماتے ہیں کہ

"حضرت صاحب غلام دستگیر صاحب ہمارے دادا پیر پیر دستگیر محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ' کے دربار سے کامیابی اور ظفریابی کے ساتھ فیوضات بابرکات کے خزانہ سے مالا مال ہو کر پاکستان واپس چلے گئے ہیں۔ ان سے بھی ضروری خط و کتابت کیا کریں اور آپ نے جو شعر حضرت صاحب غلام دستگیر صاحب (کے) واسطے سرے پر لکھا تھا وہ ہم نے ان کو بذریعہ خط لکھ دیا ہے یعنی

ے نگاہ مست ساقی نے کیا ہے جب سے مستانہ نظر آتا ہے ہر سُو مجھ کو میخانہ ہی میخانہ

مگر خدا شاہد ہے کہ

ے حسرت دید کا ہے غم عالم انتظار میں بیٹھا ہے سرنگوں کوئی ذوق فراق یار میں

کیونکہ یہ دونوں شعر اس وقت ان کے واسطے برمحل اور برموقع آپ نے تحریر کر دیئے ہیں۔ جس سے انشا اللہ آپ کے لئے بھی کوئی نرالے آثار معلوم ہو رہے ہیں۔ حضرت صاحب کا پتہ یہ ہے۔ ان سے ضروری خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھیں۔

"حضرت غلام دستگیر صاحب فخرِ کشمیر القادری خلیفۂ غوثیہ، معرفت غلام یٰسین ٹھیکیدار ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (صوبہ سرحد) پاکستان"

گرامیٔ من! مرشد کامل رحمتہ اللہ علیہ و برکاتہ' کے اس حکم کے بعد خط و کتابت

Marfat.com

کا ایک ایسا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جو آج تک آپ سے بھی جاری ہے۔ (اور قرب اتنا کہ شائد آپ کو بھی روحانی طور پر اتنا عطا نہ ہوا مگر کوتاہ بین ہوں۔ شائد خوش فہمی ہو)

میں چاہتا ہوں اور دلی آرزو ہے کہ آپ کو ایسے مستند حالات و واقعات تحریر کر کے بھیجوں جو نا قابلِ تردید ہوں۔ اسی لئے تو دانستہ تحریر ہٰذا کو طوالت دیئے جا رہا ہوں میں ایسا عریضہ تحریر کرنے کے حق میں دانستہ نہ تھا۔ اسی لئے تو کافی تاخیر واقع ہوئی۔ مگر اب آپ کے ذوق شوق کے آگے سرنگوں ہو گیا ہوں کہ کتابی شکل میں شائع ہو کر ہمیشہ کے لئے محفوظ اوراق ہو جائیں گے۔ اور شائد اسی توسّل سے مجھے بھی کوئی یا آپ خود اچھے لفظوں میں یاد کریں جو میری بھی نجات کا باعث ہو۔ درحقیقت حضرت صاحب زمانہ حاضر کے "باہُوؒ ثانی" ہیں۔ شائد ان کے ملفوضات میں میرے یہ چند جملے حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری میں بوڑھی عورت کی سُوت کی اٹی کا کام کر جائیں۔ اور باعث نجات بنیں۔ ورنہ تہی دست ہونے میں یکتائے زمانہ ہوں مگر پھر بھی حقیقی فخر ہے کہ جیسا شہادت کے بعد شہید کو نصیب ہوتا ہے۔ آخر کیوں نہ ہو۔ "غلام شاہِ جیلانؒ" بلکہ "سگِ شاہِ جیلانؒ" ہوں۔ اور بخدا اس سے زیادہ کچھ چاہیئے بھی نہیں!!

حضور پیر صاحبؒ بمعہ حضرت غلام دستگیر صاحبؒ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۵۷ء زندگی میں پہلی مرتبہ چک اللہ یار خان غریب خانہ پر تشریف لائے اور رات یہیں قیام فرمایا۔ میں ان دنوں سخت بیمار تھا۔ صبح ناشتہ کے بعد حضور، عرفِ شاہ حضرت بشیر احمد سلطانیؒ کی التجا پر عرس مبارک میاں اللہ جوایا رحمۃ اللہ علیہ کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے۔ رات خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک آراستہ و پیراستہ شہر میں عظیم الشان دربار منعقد ہے اور اعلان عام ہو رہا ہے کہ وزارت عظمیٰ کا چناؤ ہونے والا ہے۔ تھوڑے وقفہ بعد دوبارہ اعلان ہوا کہ "حضرت غلام دستگیر صاحب القادری مدظلہ، حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وزیرِاعظم منتخب ہو گئے ہیں۔" پھر اعلان ہوا کہ "جناب وزیرِاعظم صاحب اپنی کابینہ کا اعلان فرمائیں گے۔ آپ نے اپنے آٹھ وزراء کی وزارتوں کا اعلان فرمایا۔ جن کو میں نہیں جانتا تھا۔ اس عجیب و غریب خواب سے بیداری کے بعد میں حضور پیر صاحب

Marfat.com

مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کے لئے بیقرار ہو گیا اور مجھے ان کی خدمت میں بوجہ بیماری تانگہ پر پہنچایا گیا۔ خلوت میں خواب کی روئیداد عرض کی رجب میں خواب عرض کر رہا تھا پیٹ کر دیکھا تو حضرت صاحبؒ بھی وہاں موجود تھے، حضور پیر صاحبؒ نے بڑی سنجیدگی سے فرمایا۔

"ملک صاحب! یہ خواب نہیں تھا بلکہ ایک سچا واقعہ اور علامت تھا۔ حضرت صاحب غلام دستگیرؒ یقیناً حضور غوث پاک کے گھر کے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں اور اس وقت جناب سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی تمام اولاد سے افضل ہیں اور حضور غوث پاک قدس سرہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مقبول و منظور ہیں۔ اس لئے ملک صاحب آپ تازیست ان سے استفادہ کریں۔"

بغداد شریف میں قیام کے دوران پیر صاحب مبارک نے حضرت صاحبؒ سے جو خط و کتابت جاری رکھنے کا مجھے حکم فرمایا تھا اس کی اہمیت اور حکمت دراصل میں سمجھ ہی نہ سکا۔ حضور پیر صاحبؒ مجھے تزکیۂ نفس کے کٹھن مراحل طے کرانے کے لئے جناب حضرت صاحب غلام دستگیر اللہ دری کے حوالے کر رہے تھے جس کا انکشاف حضور پیر صاحب نے وصال سے ایک برس چند ماہ قبل اپنے مکتوب مبارک نمبر ۱۴۴۔ مرسلہ ۵ جنوری ۱۹۷۷ حضرت صاحب علیہ رحمت کے قلم سے بڑے لطیف پیرایہ میں فرمایا۔ مجھے مخاطب ہو کر تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ کا ۳۱ دسمبر ۱۹۷۶ء کا تحریر کردہ خط ملا اور اسے دو تین بار پڑھا۔ اسی دن حضرت غلام دستگیرؒ کا خط بھی آیا کہ وہ عنقریب ادھر آ رہے ہیں۔ لہٰذا میں نے آپ کے خط کا جواب لکھنے کے لئے ان کا انتظار کیا کیونکہ ایک تو میں خود عینک کی خرابی کی وجہ سے لکھ نہیں سکتا تھا۔ دوسرا

Marfat.com

آپ کا راز ہر کاتب کے سامنے بھی افشا نہ کرنا چاہتا تھا۔ حضرت غلام دستگیر صاحب میرے ہر حال اور ہر راز کا محرم ہے۔ جن کا میری اولاد کو بھی شاید علم نہ ہو۔ اس لئے یہ راز بھی اس کے لئے محفوظ رکھا۔"

حضرت صاحب غلام دستگیر مدظلہ' کا ۳۰ جون ۱۹۵۵ء کا ایک دعا نامہ موصول ہوا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں۔

"حضور پیر صاحب کا گرامی نامہ کافی روز پہلے موصول ہوا۔ جن میں آپ کے اشعار تحریر تھے۔ یہ سب اس ذاتِ گرامی کی اپنی رحمت ہے ورنہ یہاں سوائے وحشت اور حسرت کے اور ہے ہی کیا؟

ے ان کا کرم کہ مجھ کو گلے سے لگا لیا — ورنہ میں ہجر و وصل کے قابل نہیں رہا۔

بغداد شریف سے واپس آ کر ان پہاڑوں میں دوڑ رہا ہوں۔ تعمیل حکم ہے جو کہ سرانجام دینا لازمی ہے۔ کوئی تڑپ ہے جو کہ بیقرار کر رہی ہے۔ انہیں دیکھنا چاہتا ہوں مگر کہیں نظر نہیں آتے۔

ے جو ہے نا آشنا ہنوز مرا — اس ستمگر سے آشنائی ہے۔"

حضرت صاحب علیہ رحمت مجھے ۵ مارچ ۱۹۵۸ء کے گرامی نامہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"نیکی، عبادت اور ادب و عقیدت نہایت ہی اعلیٰ چیزیں ہیں مگر محض شکل و شباہت اور رنگ ڈھنگ کا میں قائل نہیں۔ اقتدار کی کہن سالہ جلالت کو بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ بات صرف نیت اور خلوص پر ختم ہوتی ہے۔ بقول اقبال؟

ے بلندی چاہیئے انسان کی فطرت میں پوشیدہ — کوئی ہو بھیس لیکن شان سلطانی نہیں جاتی

نیک ہو کر بھی انسان زندگی کو سمجھ سکتا ہے۔ ہاں اگر زندگی کو سمجھ کر کوئی نیک ہو جائے تو میں اس انسان کو اشرفِ نوع بشر سمجھتا ہوں اور آپ ماشاءاللہ از حد سمجھ دار ہیں۔ یہ چند سطریں محض تحفتہً لکھ دی ہیں۔ حضرت سلطان

Marfat.com

بہُو" فرماتے ہیں۔" انسان کی فطرت خدا کی ایک ایسی معلق کتاب ہے جسے فرشتے بھی نہیں سمجھ سکتے۔" تو عرض یہ ہے کہ سطحی نظریات، عام عقائد اور فرسودہ روایات سے بلند ہو کر ہر چیز کا مطالعہ کیجئے اور بس۔"

۱۹ مئی ۱۹۵۸ء کو حضور پیر صاحبؒ کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں حضرت صاحبؒ کا ذکر خیر ہوا ہے۔

" قبلہ عالم! چند روز قبل حضرت غلام دستگیر صاحب مدظلہ' کا مکتوب مبارک بھی دربار حضرت سلطان باہو صاحبؒ سے موصول ہو کر فخر قلب ہوا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ" اک حسرت بھری عید حضور پیر صاحب کی خدمت اقدس میں گزار کر اب دو تین روز سے دربار پر حاضر ہوا ہوں۔ عید کیسی گزری؟ یہ نہ پوچھیے!! البتہ اتنا تحریر کرتا ہوں کہ اپنی تمام مسرتوں کے ساتھ عید کی خوشی بھی ان پر قربان کر دی اور پھر بھی انجام نامعلوم ہے!!" آگے چل کر میرے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ" آپ کے جذبۂ دل کے بارے میں اس قدر ہی کہہ سکتا ہوں اور میرا پرخلوص مشورہ ہے کہ

ے فدائے حسن کر دو راحتِ جاں انہیں پھر بھی پیار آئے نہ آئے"

کیا عرض کروں حضرت صاحب کی خط وکتابت مجھے اس مقام پر لئے جا رہی ہے جہاں کی مجھے سدھ بدھ ہی نہیں۔ حضرت صاحب کے ارشادتِ لطیف اور دل کو مسرور کر دینے والی بانگِ درا مجھے کشاں کشاں اس وادی محبت کی طرف لئے جا رہی ہے۔ جہاں کا ہر خار ایک شگفتہ گلزار نظر آتا ہے۔ جنت کی ہوائیں کتنی ہی عطر بیز کیوں نہ ہوں لیکن یہاں کی عشق انگیز اور کیف آور فضاؤں کا مقابلہ کہاں؟ محبوب کا حسین تصور اور اس کی محبت کی پیاری یاد ایک ایسی گراں مایہ نعمت ہے جس کو کسی بہشت کے بدلے بیچا نہیں جا سکتا۔ ہواؤں میں محبوب کی آواز اور فضاؤں میں اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے۔ عشق کی شیریں یاد ایک نورانی دنیا میں

Marfat.com

لاڈالتی ہے۔ حضرت صاحبؒ کی راہبری کی بدولت اپنے خیالات و خواہشات میں نمایاں تبدیلی محسوس کرتا ہوں۔ اور پناہ لینا چاہتا ہوں جہاں نہ مزدور اور سرمایہ کی جنگ ہو۔ نہ بیماری اور تکلیف کے قصے ہوں۔ جہاں کی صبح راحت زا، جہاں کی شام فرحت افزا، جہاں کی ندی میں برکت، جہاں کے پانی میں امرت، از زندگی مطمئن اور آسودہ۔"

اس کے جواب میں حضور پیر صاحبؒ کے خط نمبر ۶۲۵ محررہ ۳۰ مئی ۱۹۵۹ء میں حضور فرماتے ہیں کہ

"آنجناب حضرت صاحب، سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں اور اب تو وہ دربار غوثیہ رضا بغداد سے بھی لطف اندوز اور فیض یاب ہو آئے ہیں اور یہ فضیلت حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تمام اولاد سے عہد حاضر میں بلند تر ہے۔ آپ ضرور ان سے خط و کتابت رکھیں۔ ان سے آپ کو فیض اور درجات ہوں گے۔"

مورخہ ۳ اپریل ۱۹۶۲ء بوقت شام حضور پیر صاحبؒ پھلروان شریف سے سرگودھا تشریف لا رہے تھے۔ جب چکیاں (موجودہ حیدرآباد ٹاؤن) کے نزدیک پہنچے تو آپ کی جیپ ایک تیز رفتار ٹرک سے ٹکرا گئی۔ جیپ میں حضور پیر صاحبؒ، شہزادہ السید احمد عادل صاحب حضرت غلام دستگیر صاحب، خلیفہ میاں نور الٰہی آف تخت ہزارہ اور ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک مستری سوار تھے۔ حادثہ میں حضور پیر صاحبؒ، شہزادہ صاحب مدظلہ، ڈرائیور اور مستری تو بال بال بچ گئے مگر حضرت صاحبؒ اور میاں خلیفہ نور الٰہی شدید زخمی ہوئے۔ زخمیوں کو ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا داخل کرایا گیا اور حضور پیر صاحبؒ اپنے ذاتی مکان واقع بلاک نمبر ۱۵ سرگودھا تشریف لے گئے۔ حضرت صاحبؒ کے داہنے ہاتھ کی دو انگلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ اور تمام جسم پر خفیف ضربات آئیں۔ میاں نور الٰہی کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ جو چند روز بعد لاہور میں انتقال کر گئے اور امر ہو گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) دوسرے روز صبح سویرے حضور پیر صاحبؒ، حضرت صاحبؒ کو دیکھنے ہسپتال تشریف لے

Marfat.com

گئے اور انگلیوں کا ایکسرے کرا کے حضرت صاحبؒ کو اپنے ہمراہ مکان پر لائے جہاں میں گنہگار حضرت صاحبؒ کی تیمارداری کے لئے شفایاب ہونے تک خدمت میں حاضر رہا۔ دیگر خدمات کے علاوہ حضرت صاحبؒ کی روزانہ ڈائری بھی رات ۱۲ بجے لکھا کرتا تھا۔ حضور پیر صاحب [illegible] اور حضرت صاحبؒ علیہ رحمت کی چارپائی کی پائنتی پر معمولاً تشریف فرما رہتے۔ صبح کا ناشتہ اور دونوں وقت کا کھانا اپنے دستِ مبارک سے لقمے بنا کر کھلاتے [illegible] تا وقتیکہ حضرت صاحبؒ اپنے ہاتھ مبارک سے خوراک نہ کھانے لگے۔ تب حضرت صاحبؒ کو حضور اپنے ہمراہ کھلروان شریف لے گئے۔ محب اور محبوب کے ناز ک لطیف اور پراسرار مکالمات اس گنہگار نے اپنے کانوں سے سنے اور آنکھوں سے دیکھے۔ خدا شاہد ہے کہ حضور پیر صاحبؒ کو اس واقعہ کے علاوہ زندگی بھر کسی اور کی مسہری پر بیٹھے۔ ان گنہگار آنکھوں نے نہ دیکھا جبکہ کسی کو نوالے اپنے دستِ مبارک سے کھلانا تو دور کی بات ہے۔ یہ میری زندگی کا ایک یادگار اور حسین ترین واقعہ ہے۔ جس سے حضرت صاحبؒ کی شخصیت کا عین الیقین ہوا اور ان کے اعلیٰ و ارفع مقام کا ادراک ہوا۔ (کیونکہ مجھ گنہگار سے کچھ بھی تو پوشیدہ نہ رکھا گیا مگر انکشافات پر سخت قدغن لگا دی گئی۔ یہ تو میں آپ کی ابتدائی رہنمائی کے لئے کسی غیبی طاقت کے حسبِ منشا تھوڑا بہت منکشف کرتا آرہا ہوں۔)

حضور پیر صاحبؒ اپنے مکتوب مبارک محررہ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۵ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

> "حضرت صاحبؒ کافی دنوں سے ہمارے ساتھ ہیں۔ اس وقت ہماری ہی مصروفیات میں گومل (درہ۔ صوبہ سرحد) کے علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ ان سے بھی آپ کے لئے دعا کرائی گئی۔ ہمارے مجاہدین تیار ہیں۔ حکم ملنے پر جنگِ جہاد میں جائیں گے۔ اس واسطے ہم اپنے ہیڈ کوارٹر ڈیرہ اسماعیل خان میں مقیم ہیں۔"

(وسنہ تحد (بلوچستان) سے مورخہ ۹ رجون ۱۹۷۳ء کو حضرت صاحبؒ کے تحریر کئے گئے گرامی نامہ کا ایک اقتباس۔

Marfat.com

"آپ نے اپنے اس خط میں جس آزمائش کا ذکر کیا ہے۔ یہ واقعی درست ہے۔ تخلیقِ آدم سے پہلے اللہ جل جلالہٗ نے مجلس شوریٰ سے دریافت فرمایا تو انہوں نے بھی یہی بتایا اور یہ سب کچھ عرض کیا کہ یہ فساد پھیلائے گا۔ سرکشی کرے گا۔ خون خرابہ کرے گا اور اپنے بارے میں کہا کہ " ہم تسبیح و تحلیل اور حمد و ثنا کرتے ہیں"۔ لیکن بارگاہِ الٰہی میں ان کا عذر قبول نہ ہوا۔ ان کے محض تقدس و حمد و ثنا کی کوئی قدر نہ تھی بلکہ فرمایا " تم نہیں سمجھتے میں بہتر جانتا ہوں" اور حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ بنی نوعِ انسان کا جدِ امجد پہلے پہل ہی نعمت و اکرام اور حور و غلمان پا کر بھی فطرتِ ایزدی کے، تقاضا کے مطابق ممنوعات کی طرف مائل ہو گئے اور بہشت سے نکال دیئے گئے۔ آہ و زاری کی اور اس انداز و کیفیت کا اظہار کیا جسے وہ ذات پاک دیکھنا چاہتی تھی۔ پھر منیٰ و عرفات میں توبہ قبول ہوئی۔

؎ ترا صفی تو بنا توبہ و ندامت سے   گناہِ دانہ گندم کا اک بہانہ سہی

(حضرت ناشاد القادری)

...... اگر نیکی سے کام نہیں بنتا تو غلطی کریں کیونکہ اسے ہمارے غلطی اور اس پر ندامت پسند ہے۔"

دربارِ مقدس سے مورخہ ۱۶ / مارچ ۱۹۷۷ء کو ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

" میں نے پھلروان میں بھی عرض کیا تھا کہ آپ کو خط لکھنے کے لیے طبیعت میں روانی اور کافی فراغت چاہیئے ہوتی ہے۔" فنا فی الشیخ" کا تصور فنا فی الشیخ کے لیے بمنزلہ سلوک ہے۔ پہلے اپنے آپ کو مرشد کے سامنے سمجھنا اور پھر مرشد کو اپنے اوپر حاضر ناظر جاننا اور پھر اپنے جسم کے اوپر مرشد کا تصور کرنا تاکہ اپنا جسم بھی عین مرشد کا جسم معلوم ہونے لگے لیکن ان سب امور میں محض مرشد کا فضل و کرم ہی ہے۔ کسب کرنا ضروری ہے لیکن کسب، حصول کی شرط نہیں۔"

Marfat.com

کوئٹہ سے مورخہ ۲۶ اگست ۷۳ء کے گرامی نامہ کی جھلکیاں۔

"..... آپ کے تاثرات صحیح ہیں۔ جو کچھ آپ نے ملاحظہ کیا، درست ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ بھی فطرتِ ازلی ہے وہ نہیں بدل سکتی۔ اس لئے جو کچھ بھی کسی کی فطرت یا ضمیر میں ہوتا ہے وہ اجاگر ہو کر رہتا ہے لیکن سب سے بڑا کام "نسبت" ہے اور ہمیں صرف "نسبت" دیکھنی چاہیئے۔ گدا ہر حال میں گدا ہے وہ گھوڑا ہرگز نہیں بن سکتا لیکن پٹہ ڈالنے کے بعد کتنے کی عظمت بڑھ جاتی ہے۔ فطرت وہی سابقہ قائم رہتی ہے۔ ہماری بھی یہی کیفیت ہے۔ میں نے آپ کو صوفی سلطان خلیفہ جہلمی کے بارے میں ذکر کیا تھا کہ اس کی ناشائستہ حرکات مجھے پسند نہ تھیں اور میں اسے "صوفی شیطان" کہا کرتا تھا۔ ایک دن مجھے قبلہ پیر صاحب مبارک نے فرمایا کہ "حضرت صاحب! کیا آپ کے پاس میرے ایک شیطان کی گنجائش نہیں ہے"۔ چنانچہ اس کے بعد مجھے صوفی پیارا لگنے لگا اور یہی سمجھا کہ جو کچھ بھی ہے "ہے تو مالک کا" دراصل گناہ و ثواب دونوں کی کوئی حقیقت و اصلیت نہیں ہے بلکہ سب کچھ اس کے فضل و کرم پر منحصر ہے میرا فلسفہ تو یہ رہا ہے کہ

ثباتِ رشتۂ الفت نگہ دار — ثوابے گر نہ راس آید خطا کن" [1]

میں یہ اقتباسات تفصیل سے اس لئے تحریر کرتا آ رہا ہوں تاکہ آپ پر یہ ثابت ہو کہ حضور پیر صاحبؒ کے توسّل سے حضرت صاحبؒ کا مجھ گنہگار پر کتنا ظاہری اور باطنی تصرّف تھا اور کہاں تک ان کی نگاہِ کرم نے میرا احاطہ کیا ہوا تھا جس کو میں ایک مخصوص وقت سے قبل اپنی بدقسمتی کی وجہ سے نہ سمجھ سکا۔ اور بے بہرہ رہا۔ اور مجھ گنہگار کی زندگی میں ٹھوس ہدایات و تصرّفات سے کیا کیا تغیرات رونما ہونے گئے۔ ثانیاً خدا

[1] پیر مغاں ص ۲۰۳ از حضرت صاحب ناشاد القادری

Marfat.com

کرے! آپ بھی کماحقہ استفادہ کر کے اپنی راہ متعین کر لیں۔ (آمین)

تزکیۂ نفس کے سلسلہ میں ایک مکتوب محررہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۳ء میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

ے چیست دنیا از خدا غافل بُدن   نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی عارف کی نظر میں ہر وہ چیز دنیا ہے جو خدا سے غافل کرے اور اگر اس کی محبت سے دل غافل نہ ہو تو مال و متاع، سونا چاندی اور بیوی بچے دنیا نہیں ہیں بلکہ رضائے الٰہی کی تکمیل ہیں۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ دنیا دریا ہے اور ایمان کشتی ہے دریا میں جس قدر پانی زیادہ ہو کشتی اتنا اچھا تیر سکتی ہے اور وہ دریا کشتی کی پشتی ہے اور اگر کشتی کے دل کے اندر کسی سوراخ سے پانی داخل ہو جائے تو وہی دریا اور اس کا پانی کشتی کی غرقابی کا باعث ہوتا ہے۔ گویا دنیا اور متاعِ دنیا اچھے اور ضروری ہیں بشرطیکہ انہی کو حصول اور مدعا نہ سمجھ لیا جائے اور اس کی محبت کسی سوراخ سے دل کے اندر نہ آ جائے بلکہ دل کو محض رضائے محبوب و ادائے محبوب کے لئے وقف کر دیا جائے۔ سلطان صاحبؒ فرماتے ہیں۔

ے از دل برون کشم غم دنیا و آخرت   یا خانہ جائے رخت بود یا جمالِ دوست

فرماتے ہیں کہ میں نے (خانہ) دل سے دنیا و آخرت کا غم نکال کر باہر پھینک دیا ہے کیونکہ جس مکان میں محبوب نے جلوہ افروز ہونا ہے وہاں عام گھریلو سامان اور کوڑا کرکٹ نہیں رکھا جاتا۔" پھر فرماتے ہیں۔

ے نانِ ایں جہان می خوریم   کارِ آں جہان می کنیم"

کہ "میں روٹی تو اس جہان کی کھاتا ہوں لیکن کام دوسرے جہان کا سرانجام دیتا ہوں۔" چونکہ رہبانیت و ترک دنیا اصولِ اسلام کے منافی ہے اس لئے ادھر آ کر دنیا کے سب دھندے طے کرتے ہیں لیکن نصب العین اسے نہیں بناتا اور اس (دنیا) کی محبت دل کے اندر داخل نہیں ہونے دیتا۔ یہ سب کچھ ہونا بھی تب ہے جب مرشد کا عشق گھر کر جائے۔ کیونکہ دل نے تو فارغ نہیں رہنا اگر اس میں حقیقی محبت نہ آئی تو سہوات اور

Marfat.com

حرص و ہوا داخل ہو جائیں گے اور پھران کا قبضہ توڑنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اگر یہ قسمتِ ازلی ہے تاہم سلوک یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش ہو۔ مرشد کے پاس اپنے آپ کو ہمیشہ یا مرشد کو اپنے پاس ہمیشہ موجود پائے۔ کچھ نہ کچھ وقت نکال کر اور فارغ بیٹھ کر مرشد کا تصور کیا جائے اور اس وقت دل کے اندر " اللہ ہو " کا ذکر محض خیال سے کیا جائے۔ بیعت ہونے کے بعد مرید کا سب کچھ مرشد کے حق میں بیع ہو جاتا ہے اور کسی چیز کی ملکیت اس کی اپنی نہیں رہتی۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اور اس کا جو کچھ بھی ہے وہ سب مرشد کا ہے۔"

مکتوب محررہ ۱۹ مارچ ۱۹۷۵ء میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

" آپ کو میرے تاثرات سے پریشانی ہوئی اور بہت کافی ذہنی تغیر و تبدل بھی ہوا۔ میں بھی اپنی طبیعت اور آپ سے اپنے تعلق کی وجہ سے مجبور تھا۔ فارسی کے چند اشعار پیش کرتا ہوں جو کہ کافی حد تک میری عقیدت اور قلبی کیفیت کے حامل ہیں۔

ے ذبیحِ سن جانان پیشوا کن | بدرد دل خود را دوا کن
ثبات رشتۂ الفت نگہ دار | ثوابی گر نمی ارزد خطا کن [1]
ے مترس از کفر و ایمان ہرچہ زاید | مزاج یار را اندر نظر کن [2]"

گل کچھ (وزیرستان) سے مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۷۵ء کے خط میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

" دراصل سب حالتیں ہمارے لئے ہیں اور برداشت کرنی ہیں۔ اور ہر کیفیت کا جداگانہ لطف ہے جس سے بہرہ ور ہونا ہے۔ انہی متضاد کیفیات کے مجموعہ کا نام " زندگی " ہے۔ اب سب منازل اور کیفیات کا وارد ہونا لازمی ہے۔ مثلاً طفلی اور شوخی، صحت اور بیماری، دن اور

---

[1] پیرمغاں از حضرت صاحب غلام دستگیر القادری ناشاد ص ۳۴
[2] " " " " " " " " ص ۳۳ (مرتب)

Marfat.com

رات، گرمی اور سردی، میٹھا اور کڑوا، شادی اور غم، بھوک اور سیر ہونا، بیداری اور نیند، قرب و بعد، وصل اور فراق وغیرہ وغیرہ۔ البتہ اگر یہ یقین کامل ہو کہ یہ سب اس ذات پاک یا مرشد کامل کے طفیل ہے تو پھر کوئی حالت بھی بے کیف نہیں ہوتی بلکہ ہر حال میں جداگانہ لطف اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ یقین ہوتا ہے کہ یہ کڑوا گھونٹ طبیب حاذق نے دیا ہے اور میرے مرض کے لئے مفید ہے تو اس کے پینے میں گونا تسلی ہوتی ہے۔ اسی طرح جب یہ یقین کامل ہو جاتا ہے کہ سب واردات مرشد جو کہ محبوب حقیقی ہے اور طبیب حاذق بھی ہے اس کی طرف سے " ہوتا " کا یقین مکمل ہو جاتا ہے تو پھر تکلیف باقی نہیں رہتی۔ بلکہ بیماری اور تکلیف میں بھی ایک گونہ لطف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ خواہ لطف ہو یا قہر، دونوں یکساں محبوب ہیں اور اگر ایسا نہیں تو ابھی حضرت عشق میں خامی ہے۔ میں دور چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آزمائشوں تکالیف اور بیماری سے محفوظ رکھے اور جذبۂ محبت اور زیادہ بڑھائے آمین آپ نے ایک لفظ " ناامیدی " تحریر فرمایا ہے جو کہ مجھے شاق گزرا۔ ناامیدیوں کو اپنے نزدیک ہرگز نہ بھٹکنے دیں۔ ہمیشہ ہر حال میں خوش و خرم رہیں اور سب واردات اپنے مرشد اور محبوب کی طرف سے تصور کریں۔ خدا آپ کا حامی ناصر ہوگا۔ اگر طالب تمام عمر ریاضت اور مجاہدہ کرتا رہے اور مشقت سے بال کی طرح باریک ہو جائے لیکن دل ایسا مردہ اور تاریک رہتا ہے کیونکہ ظاہری اور جسمانی اعمال سے نفس کا تزکیہ تو ہو جاتا ہے لیکن دل کی زندگی کا راستہ ہی اور ہے اور اس کا الگ " طور " ہے۔ جس طرح یہ مادی اور ظاہری بجلی طاقت، آواز اور روشنی کے ایک جگہ سے دوسری جگہ میں منتقل کرنے کا ذریعہ اور واسطہ بن جاتی ہے۔ اسی طرح اسم اللہ ذات کی یہ باطنی برقی اور روحانی بجلی مرشد کامل کے سینے کے پاور ہاؤس سے ہزاروں لاکھوں طالبعلموں کے

Marfat.com

جسموں اور ارواح میں نور، روشنی، طاقت اور دیگر انوارِ صفات و اسماء کی
لہریں پہنچانے کا ذریعہ اور واسطہ بن جاتی ہے اور اسی باطنی رَو کے ذریعے
سالک پر مختلف وارداتِ غیبی اور فتوحات لاریبی نازل ہوتے رہتے ہیں اور
سالک اپنے اندر الہام کا ریڈیو، کشف کا ٹیلی ویژن، کرامات کی مشین
اور تجلیات کا بجلی گھر قائم کر لیتا ہے۔"

ایک اور جگہ بڑے لطیف پیرائے میں فرماتے ہیں کہ

"نفس امارہ مرشد کی کرم نوازی اور بخشش کو عموماً غلط رنگ میں
پیش کرتا ہے۔ یہ رذیل عقل میں ہمیشہ فتور ڈالتا ہے۔ لنگر میں حقیر نذرانہ پیش
کرنے پر وہ فخر محسوس کرتا ہے۔ وہ اپنی حقیقت کو بھول کر اپنے آقا سے
ترجیحی سلوک کی امیدیں باندھ لیتا ہے کہ مجھ میں چند خصوصیات ہیں جن کی
وجہ سے مجھ سے ترجیحی سلوک ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہونے کی توقعات
وابستہ کر لیتا ہے اور ان توقعات کی تکمیل حسبِ منشا نہ ہونے پر طرح طرح
کے سفلے اور رذیل خیالات دل پر نقش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ وغیرہ"

ارشد صاحب! ان ہدایات سے آپ کو امید ہے صحیح نظریہ قائم کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی ہوگی۔ میرے گرد و پیش کا جس نازک انداز میں حضرت صاحبؒ نے احاطہ کئے رکھا اور ایک طفلِ مکتب کو جس قسم کی مؤثر راہنمائی عطا کی امید ہے آپ پر بھی اتنی شفقت و نظرِ کرم نہ ہوئی ہوگی۔ زندگی کے باریک سے باریک اور نازک مسئلہ پر مکمل راہنمائی فرمائی۔ شاید مرشد کے احترام اور خوشنودی کے لئے ہو۔ ورنہ مجھ جیسے بدنصیب اور خر پر کون اپنا قیمتی سرمایہ اور وقت وقف کرتا ہے اور میں نے ایسے لطیف اقتباسات دانستہ اس لئے تحریر کئے ہیں کہ شاید میری قسمت و مقدر میں ان کی راہنمائی کا حاصل اور نتیجہ مؤثر نہ ہوا ہو۔ اس کے برعکس ہو سکتا ہے آپ کی قسمت یاوری کرے اور ان اقتباسات کی اصل روح سے بہرہ ور ہو سکیں۔ خدا کرے ایسا ہو جائے۔

عزیزِ من! آپ خود ملاحظہ فرمانے کے بعد میرے عریضہ کی اہمیت کا ضرور شاید

Marfat.com

احساس فرمائیں گے کہ "جوں کا توں" منظر عام پر لانے سے کئی پردہ نشین اپنے اصلی چہرہ کے ساتھ سامنے آجائیں گے۔ اسی لئے چند مستند جھلکیوں پر ہی ابتدائی طور پر اکتفا کیا ہے ورنہ ایسی تحریریں اور انکشافات جو کوزہ میں بند ہیں۔ عام شائع شدہ خطوط کی شکل میں شائع کرنے کے لائق نہیں۔ بہت ہی دقیق اور لطیف ہیں۔ شاید آپ کی راہنمائی کے لئے چند اقتباسات کی وضاحت کرنے کا عمیق احساس دلا کر ایسی بیش قیمت تحریر لکھنے کا روحانی حکم اور احساس دلایا گیا ہو۔ امید ہے آپ بھی اس سے زیادہ پر اصرار نہ کریں گے۔ جو کچھ ضبط تحریر ہو گیا۔ یہی غنیمت ہے۔ بہرکیف! آپ کے نظریات کے مطابق جن اقتباسات کو شائع کرنا مطلوب ہو تو بیشک شائع کروا دیں۔ میری طرف سے کھلی اجازت ہے مگر اپنے مستقبل کو ضرور پیش نظر فرمائیں۔ بقول شاعر

ع اے پائے نظر ہوش میں آ کوئے نبیؐ ہے

بہت ہی انقلابی خطوط اور جھلکیوں کا ابتدائی حصہ بھیج رہا ہوں اور آئندہ بہتر ہے کہ مجھ ناچیز کو اس کے بعد ہمیشہ کے لئے نظر انداز کر کے بھول جائیے مصلحت اسی میں ہے۔ میں نے درحقیقت امانت میں خیانت کی ہے اور سنگین غلطی کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ محب اور محبوب کا راز افشا کرنے والے اکثر راندۂ درگاہ ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ میری نجات کے لئے صدقہ حضرت صاحب علیہ رحمت ضرور خصوصی معافی کی دعائے خصوصی فرما دیں۔ میں سمجھتا ہوں جناب حضرت صاحب علیہ رحمت کو آپ سے بے حد پیار تھا ورنہ ایسے انکشافات میں ہرگز نہ کر سکتا۔ ان کو شاید ان کی آشیرباد حاصل ہے۔ بہرکیف آج سے مجھ سے ظاہراً میل جول ختم کر دیں تازیست مشکور رہوں گا۔

کبھی جب یاد بھی آؤں تو مت آنسو بہانا تم
یہی بہتر ہے رفتہ رفتہ مجھ کو بھول جانا تم

فقط والسلام

سگ دربار شاہ جیلان

غلام سرور خان، چک اللہ یار تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا ۵ مارچ ۱۹۸۷ء

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت

صوفی برکت علی قادری — عبداللہ پور ضلع شیخوپورہ

تو رُخِ نورِ سلاطینِ جہاں — دستگیری دستگیری عاجزاں
تو صفاتِ اولیاءؒ و عارفاں — تو کلامِ دستگیری کاملاں
نورِ تو روشن زقلبِ دوستاں — تو تصوّرِ منزلِ صاحب دلاں
سُلطان باھُوؒ را چراغِ آرزو — خستہ حالاں تو مرادِ آرزو
دیدنِ تو نور باھُوؒ شد عیاں — تو کلامِ عاشقاں سِرِّ نہاں
تو الوجد نور سلطان عارفینؒ — تو ظہورِ نور سلطاں عارفینؒ
چہرۂ انور سکونِ دوستاں — تو خیالِ باعثِ آرام جاں
تو جدائی عارفاں سوزِ نہاں — جگر بریاں قلب گریاں کاملاں
دوستاں در یادِ تو گریہ کناں — وز جدائی عاشقاں نوحہ کناں
المحافل صاحبِ محفل تو ئی — خواجہ توئی سرور توئی اعلیٰ توئی
روئی انور پردہ را برداشتند — تو عشاقاں دیدنِ تو می سوزند

من درِ خاکِ حبیبِ پاک شُد
روح و جانِ او تصوّر پاک شُد

Marfat.com

حضرت غلام دستگیر القادریؒ

پیار استعارہ

الحاج ڈاکٹر محمد اقبال صاحب

چیئرمین پاکستان ٹی بی ایسوسی ایشن وڈائریکٹر ہیلتھ حکومت بلوچستان کوئٹہ

جناب الحاج ڈاکٹر محمد اقبال صاحب پاکستان کے بہترین فزیشن اور ممتاز ماہرین امراض سینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ کئی سال مس فاطمہ جناح ٹی بی سینی ٹوریم بروری۔ کوئٹہ میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ پھر سول ہسپتال کوئٹہ کے ایم ایس ہوئے۔ آج کل نظامت صحت حکومت بلوچستان کے ناظم (ڈائریکٹر) اور بولان میڈیکل کالج کوئٹہ کے شعبہ تپ دق کے صدر ہیں

حضرت صاحبؒ سے ان کے دیرینہ، دوستانہ و برادرانہ تعلقات رہے حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ کوئٹہ میں میرے دو بہترین دوست ہیں۔ ایک ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اور دوسرے جناب آصف فصیح الدین وردگ (سابق سیکرٹری حکومت بلوچستان)۔

حضرت صاحبؒ کی زندگی مبارک میں تو ڈاکٹر صاحب نے جو خدمات انجام دیں نا قابل شمار ہیں۔ مگر آپ کے وصال کی رات جو کردار ادا کیا شاید ایسا ایک دوست ہی کر سکتا ہے۔ مرتب

حضرت غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات ڈاکٹر غلام محمد خان صاحب کے ہاں ہوئی جو کہ ون یونٹ کے وقت کوئٹہ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیلتھ تھے اور میں فاطمہ جناح ٹی بی سینیٹوریم کوئٹہ میں بحیثیت میڈیکل آفیسر متعین تھا حضرت غلام دستگیر صاحب سے میری یہ رفاقت ان کی حینِ حیات تک رہی۔

میں ہر سال بہار کی آمد کے انتظار میں رہتا تھا اور جب جون کا مہینہ آتا تو حضرت صاحب بمعہ اہل خاندان کوئٹہ گرمیاں گزارنے تشریف لے آتے۔ حضرت صاحب بڑے خوش اخلاق، ملنسار اور ہمدرد تھے۔ شعر و شاعری کے بھی دلدادہ تھے۔ اکثر دورانِ گفتگو بات کی مناسبت سے خوبصورت اشعار بھی سنایا کرتے تھے۔

حضرت صاحب جب بھی کوئٹہ تشریف لاتے تو سب سے پہلے مجھے دعوت پر مدعو فرماتے۔ آم آپ کا پسندیدہ پھل تھا۔ ان کو چونکہ شکر (SUGER) کی تکلیف تھی۔ خود آم سے اجتناب برتتے لیکن مجھے اور دوسرے مہمانوں کو اپنے دستِ مبارک سے آم کاٹ کاٹ کر عنایت فرماتے اور ہم سیر ہو جانے کے باوجود ان کے نہایت خلوص اور خوبصورت انداز سے آم عطا کرنے کو قبول نہ کرنے کی جرأت نہ کر سکتے۔

اسی طرح جب گرمیوں کا موسم ختم ہونے کے قریب ہوتا تو حضرت صاحب کے واپس دربار حضرت سلطان باہوؒ جانے کا وقت قریب آتا اور گویا ہم موسم خزاں کی آمد سے کچھ پہلے ہی موسم خزاں کا حصہ بن جاتے اور رنج والم کے آثار میں مبتلا ہو جاتے اور جس دن آپ تشریف لے جاتے اور ادھر خزاں چھا جاتی اسی دن سے ہم موسم بہار کا یعنی آپ کی آمد کا انتظار شروع کر دیتے۔ زندگی اسی طرح بہار و خزاں کے ایک مسلسل عمل میں گزرتی رہی اور حضرت صاحب کی شفقت اور مہربانیوں سے ہمارے مراسم بھائیوں کی حد تک پہنچ گئے اور آپ سے ملاقات زندگی کا ایک لازمی حصہ بن گئی۔

غالباً میرے اور حضرت صاحب کی رفاقت میں فاطمہ جناح ٹی بی سینیٹوریم بھی ایک اہم جزو رہا۔ کیونکہ جس دن میں فاطمہ جناح سینی ٹوریم سے فارغ ہوا تو بہت خوش تھا کہ

Marfat.com

میں بحیثیت میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سول ہسپتال کوئٹہ حضرت صاحب کی زیادہ بہتر خدمت کرسکوں گا[1]۔ مگر جس دن میں نے سول ہسپتال کا چارج سنبھالا اسی رات کو حضرت غلام دستگیر القادری کی روح پُرفتوح اس دنیائے فانی سے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور میں اپنے ایک شفیق بھائی، ایک دعاگو محترم بزرگ سے جدا ہو گیا۔ اب میں اپنی زندگی میں ایک بڑا خلا محسوس کر رہا ہوں۔

ہم ہر سال بہار میں حضرت صاحب کا دیدار کر لیا کرتے تھے مگر اب ہم خزاں کے بعد بہار کی آمد کا انتظار ہی کرتے رہیں گے۔ فقط انتظار

مختصر سوانح حیات

پیر صاحب السید اعز الدین یوسف محمود فیض اللہ گیلانی

پیراں والا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یوسفِ بغداد

مرتبہ
سلطان ارشد القادری

یوسف بغداد
کے متعلق
حضور پیر صاحب آف وانا کے فرزند
پیر السید فیض اللہ شجاع الگیلانی کے

تاثرات

”حضور پیر صاحب“ کی زندگی اور کارناموں سے لوگوں کو متعارف کرانا ہم (بھائیوں) میں سے کسی ایک کی ذمہ داری تھی تاکہ پیر صاحبؒ کی یاد تازہ رہتی اور لوگ ان کے نقش قدم پر چلتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ کام سلطان ارشد القادری سے کرایا ہے یہ بہترین کوشش اور کارنامہ ہے اللہ تعالیٰ اس کا اجر مرتب کو ضرور دیگا

---

[1] ان دنوں حضرت صاحب سول ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ مرتب

Marfat.com

جلوۂ سلطان باھوؒ

حافظ محمد حسین حافظ ناظم آباد، فیصل آباد

دستگیرِ دو جہاںؒ آقا مرے عالی جناب
آپ کا مجھ پر کرم ہے بے شمار و بے حساب

خاندانِ باھوؒ کے ہو آپ وہ چشم و چراغ
جس کی تابندہ ہے عظمت آج مثلِ آفتاب

قادری سلطانی میخانے کے ساقی دستگیرؒ
دستگیری جام میں دے مجھ کو سلطانی شراب

ہیں سمجھ سکتے جسے اہلِ نظر اور اہلِ عشق
علم و حکمت معرفت کی آپ وہ روشن کتاب

دیکھ کر چہرۂ انور برملا سب نے کہا
جلوۂ سلطان باھوؒ تاباں ہے زیرِ نقاب

اسوۂ حسنِ محمدؐ کے حسین پیکر ہیں آپؒ
عزم و ہمت جرأتوں میں آپؒ شانِ بوتراب

آپؒ کے کوچے سے جاتی ہے گلی بغداد کو
آپ کا روضہ مبارک قصرِ جنت کا ہے باب

شانِ غوثیتؓ کے مظہر آپؒ سلطانی وقار
ڈھونڈھ کر لائے زمانہ آپؒ کا کیسے جواب

جو سوالی در پہ آیا خالی نہ لوٹا کبھی
مانگنے والوں کی ہوتی ہیں دعائیں مستجاب

دستگیری بارگہ میں جب بھی آ جاتا ہوں میں
ختم ہو جاتا ہے میرے دل کا سارا اضطراب

ایک حافظ ہی نہیں در سے ہوا ہے مستفیض
آپؒ کے فیضان سے لاکھوں ہوئے ہیں فیض یاب

Marfat.com

سلطان العارفین ثانی

ملک احمد خان اعوان (خادم خاص پیر صاحب آف دانا) بیت المجاہدین پھلروان سرگودھا

پیر صاحب السید یوسف محمود گیلانی اپنے جد امجد حضور غوث
پاک رضی اللہ عنہ کے حضور فرزندانہ ناز سے عرض
گزارتے ہیں کہ " میں حضرت صاحب کو ساتھ
لایا ہوں۔ اس کو اگر مقام ولایت حضرت
سلطان العارفین تک نہ ملا تو میں
اپنی چہل سالہ خدمات
"روزِ شد رہا"
دوں گا

وادیٔ سون (ضلع خوشاب) کے نامی گرامی غیور قوم " اعوان " کے چشم و چراغ ملک احمد خان صاحب کو حضور پیر صاحب السید یوسف محمود فیض اللہ الگیلانی بغدادی پیر آف دانا رحمتہ اللہ علیہ کے مرید باصفا ہونے کے علاوہ اپنی عمر ان کی مشفقانہ قربت اور خدمت میں گزارنے کی سعادت حاصل رہی ہے نیز انہیں (حضرت صاحب قبلہ کی طرح) حضور پیر صاحب کے بااعتماد مشیر ہونے کا شرف بھی حاصل رہا ہے۔ ملک صاحب دیگر علوم کے علاوہ تاریخ اسلام کا گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔ حضور پیر صاحبؒ اکثر تاریخی موضوعات پر بھی ملک صاحب سے تبادلۂ خیال فرمایا کرتے تھے۔

حضور پیر صاحبؒ نے بیت المجاہدین پھلروان میں جب مورخہ ۱۴ رنومبر ۱۹۷۵ء کو " مسجد قادری " کا سنگِ بنیاد رکھا تو ملک

Marfat.com

صاحب موصوف کو اس کے تعمیر فنڈ کا نگران مقرر فرمایا۔ ملک صاحب بدستور مسجد قادری اور اس سے متصل دربار پیر صاحب بغدادیؒ کے تعمیر فنڈ کے نگران ہیں۔

حضور پیر صاحبؒ کی خدمت میں تمام عمر بسر کرنے کے باعث نہیں حضرت صاحبؒ کے ساتھ رہنے اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کرنے کے زیادہ مواقع نصیب رہے ہیں۔ حضرت صاحب انہیں اپنا بھائی اور مخلص دوست فرمایا کرتے تھے۔

ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ "سلطان العارفین ثانیؒ" ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے وہ اس دعویٰ کی کیا کیا دلیلیں دیتے ہیں ———— مرتب

چند حقائق

جناب پیر صاحب السید یوسف محمود فیض اللہ الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد امیر سلطان صاحبؒ سجادہ نشین کی دعوت پر ۱۹۲۸ء میں دربار حضرت سلطان باہوؒ تشریف لے جاتے ہیں۔ موسم سرما کی ایک خنک صبح ہے۔ حضور پیر صاحب پلنگ پر لحاف لپیٹے جلوہ افروز ہیں۔ خانوادۂ سلطان العارفینؒ کے متعدد افراد اور دیگر معتقدین باادب بیٹھے ہیں کہ ایک نو سال کا کم سن بچہ حاضر ہوتا ہے اور میز پر نذرانہ رکھ کے خاموش کھڑا متلاشی نظروں سے حضور کی طرف دیکھتا ہے۔ حاضرین مجلس میں سے کوئی صاحب اس بچہ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ تو بچہ گویا ہوتا ہے کہ مجھے اپنی والدہ محترمہ نے حکم دے کر بھیجا ہے کہ پیر صاحبؒ کو نذرانہ پیش کرنا اور ان کی قدم بوسی کرنا

Marfat.com

اب میں پیر صاحبؒ کے قدم مبارک تلاش کر رہا ہوں کہ بوسہ دے سکوں۔ آفرین ہے ان ماؤں پر جنہوں نے اپنے بچوں کو بدر و حنین کی لوریاں دیں اور مرشد کا ادب سکھایا۔ حضور اس بچہ کی گفتگو سے بڑے محظوظ ہوتے ہیں اور اس کے متعلق پوچھتے ہیں کہ "یہ پیارا بچہ کون ہے"؟ تو بتایا جاتا ہے کہ یہ حضرت سلطان محمد نواز القادریؒ کا فرزند ہے اور اس کا نام (حضرت) غلام دستگیرؒ ہے۔ پیر صاحبؒ اپنے پاؤں مبارک لحاف سے نکالتے ہیں اور وہ بچہ قدم بوسی کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ میز پر ایک پلیٹ مٹھائی سے بھری پڑی ہے جو کہ پیر صاحبؒ ساری اس بچہ کی جھولی میں ڈال کر اسے لنگر غوثیہ سے بھر دیتے ہیں۔

حضرت الحاج سلطان غلام دستگیر القادریؒ (فخر کشمیر) جب سن بلوغت کو پہنچتے ہیں تو آپ کے والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے تو پرانے دربار شریف (حضرت سلطان باھوؒ) کے قریب چاہ سمندری میں قیام پذیر تمام اہل خاندان آپ کے سر پر خاندان کی سربراہی اور دربار حضرت سلطان نور محمد سلطان محمد نوازؒ کی سجادہ نشینی کی دستار رکھتے ہیں۔

۱۹۴۷ء میں جہاد آزادی کشمیر میں امیر المجاہدین پیر صاحب السید یوسف الگیلانی پیر آف وانؒ حضرت صاحبؒ کو "نائب امیر المجاہدین" مقرر فرماتے ہیں۔ تو خانوادۂ سلطان العارفینؒ کی ایک مقتدر شخصیت حضور پیر صاحبؒ کی خدمت میں اپنا ایلچی بھیجتی ہے۔ کہ انہیں بھی جہاد میں شمولیت کی اجازت دی جائے۔ پیر صاحب جواباً فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو جہاد میں شمولیت کی کھلی اجازت ہے مگر کوئی شخص کسی دوسرے کی جگہ نہیں لے گا۔ ہر ایک کا اپنا مقام ہو گا۔ اس جواب سے وہ مقتدر شخصیت رنجیدہ ہو کر جہاد میں شمولیت کے شرف سے محروم رہ جاتی ہے۔

دورانِ جہاد ایک امتحان آتا ہے اور مجاہدین میں سے کئی با اثر افراد حضرت صاحبؒ کو پیر صاحبؒ سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے راولپنڈی میں ایک اجلاس منعقد کیا اور حضرت صاحبؒ کو دعوت دی۔ حضرت صاحبؒ حضور پیر صاحبؒ کی اجازت

Marfat.com

سے اسس اجلاس میں شرکت کرتے ہیں ۔ اجلاس میں تمام سرکردہ رہنما اور با اثر شخصیات باری باری سٹیج پر آکر حضرت صاحبؒ کی تعریفیں کرتے ہیں کہ انہوں نے ملک و ملت کی بہت خدمت کی ہے ۔ ان کے جذبۂ جہاد کو سراہتے ہیں ۔ ان کی انتظامی صلاحیتوں ، پلاننگ (منصوبہ بندی) سمجھ بوجھ اور انتھک محنت کی تعریف کرتے ہیں اور انہیں "امیر المجاہدین" بننے کی ترغیب دیتے ہوئے اپنے بھرپور ساتھ دینے کی یقین دہانی کراتے ہیں ۔ آخر میں حضرت صاحبؒ کو صدارتی خطبہ کے لئے دعوت دی جاتی ہے ۔ حضرت صاحبؒ اپنے خطاب میں نہایت سادگی اور خلوص سے فرماتے ہیں کہ " میں ملک و ملت کو جانتا ہوں یا نہیں لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ اس جہاد کے لئے مجھے پیر صاحب آف وانا نے فرمایا ہے اور اگر وہ اب بھی حکم دیں تو میں یہ جہاد چھوڑ کر واپس چلا جاؤں گا ۔" اس جواب سے تمام لوگ آپ کی پیر صاحبؒ سے گہری محبت و عقیدت کے قائل ہو کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں ۔ جہاد کے اختتام پر حکومت آزاد کشمیر (حضور پیر صاحبؒ کو " غازی کشمیر" ، " لفٹیننٹ کرنل " اور) حضرت صاحبؒ کو " فخر کشمیر" کا اعزاز عطا کرتی ہے ۔

۱۹۵۷ء میں پیر صاحبؒ بغداد شریف (عراق) تشریف لے جاتے ہیں تو حضرت صاحبؒ کو اپنے جد امجد حضور غوث الاعظم قدس سرہ ، العزیز کے دربار گوہر بار میں ساتھ لے جاتے ہیں اور اپنے دادا کے حضور فرزندانہ ناز سے عرض گزارتے ہیں کہ " میں حضرت صاحبؒ کو ساتھ لایا ہوں ۔ اس کو اگر مقام ولایت حضرت سلطان العارفینؒ نہ ملا تو میں اپنی بیس سالہ خدمات کو " روڑھ " (بہا) دوں گا ۔" (یاد رہے پیر صاحبؒ نے ۱۹۱۷ء میں بموقعہ جہاد آزادی عراق اپنی زندگی دینی و ملی خدمات کے لئے وقف کر دی تھی) اس دربار دُربار میں جہاں چوروں کو قطب بنایا جاتا ہے ۔ حضرت سلطان باھوؒ کے اس ہونہار اور متقی فرزند کو کس قدر نوازا گیا ۔ یہ دینے والا جانتا ہے یا دلانے والا اور یا پھر لینے والا ۔ ہاں البتہ ٹھیک اسی دن پاکستان میں دربار حضرت سلطان باھوؒ پر ایک پٹھان درویش مسمی لال خان (جس پر حضرت سلطان صاحبؒ کی بہت مہربانی تھی ۔ اور وہ واقعات کو نیہ کی خبریں دیا کرتا تھا) اپنے ایک ساتھی مسمی خلیفہ فتح محمد جو کہ آجکل پیر صاحب بغدادی

Marfat.com

کے دربار پاک کا مجاور ہے اور ان دنوں دربار حضرت سلطان باہوؒ پر حضرت دوست محمد صاحب کی خدمت میں ہوتا تھا) سے کہتا ہے کہ "آج حضرت غلام دستگیر صاحبؒ دربار غوث پاک رضی اللہ عنہ سے اپنے دادا حضرت سلطان باہوؒ کی وراثت لے کر آ رہے ہیں" اس سے قبل تقریباً تین سال سے وہ درویش اکثر روتا رہتا اور کہا کرتا تھا کہ حضرت سلطان صاحبؒ نے اپنی اولاد سے ناراضگی کے باعث اپنا فیض بند کر دیا ہے۔ ۱۹۵۷ کے آخر میں جناب پیر صاحب آف وانا دربار حضرت سلطان باہوؒ تشریف لاتے ہیں رات کو وہ درویش لال خان اپنے ساتھی فتح محمد کو بتاتا ہے کہ صبح پیر صاحب بغدادیؒ دربار شریف میں تشریف لائیں گے اور سلطان صاحبؒ اپنا فیض پھر جاری فرما دینگے۔ دوسرے روز پیر صاحب صبح کے وقت دربار شریف میں تشریف لاتے ہیں اور تمام حاضرین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ سب میرے ساتھ مل کر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس دربار کا فیض پہلے سے زیادہ فرما دے۔

یہ ہیں چند حقائق جن کی روشنی میں میں حضرت صاحب سلطان غلام دستگیر القادری فخر کشمیرؒ کو "سلطان العارفین ثانیؒ" کہنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا ہوں۔ اب اس دعویٰ کی دلیل میں چند معروضات پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

۱۔ اگر کوئی کہے کہ "دوبارہ سلطان العارفین" کیسے ہو سکتا ہے تو عرض ہے کہ اگر بادشاہ کا بیٹا بادشاہ، نمبردار کا لڑکا نمبردار بن سکتا ہے تو اہل اولاد اپنے باپ دادا کا مقام کیوں نہیں لے سکتی۔؟

۲۔ معمر حضرات موجود ہیں۔ وہ بتا سکتے ہیں کہ کیا ۱۹۵۷ء سے پہلے ہر جگہ اس طرح "حق باہوؒ" کا نعرہ لگ رہا تھا۔ کیا سلطان العارفینؒ کے اسم گرامی سے منسوب اس طرح انجمنیں، مدارس، بزم ہا اور اکیڈمیاں قائم تھیں۔ کیا اس طرح شہر شہر حق باہو کانفرنسیں اور جشن باہوؒ منعقد ہوا کرتے تھے۔؟

۳۔ کوئی بھی دربار شریف پر بیٹھ کر رائے شماری کر لے دربار حضور پر آنے والے زائرین میں سے ایک حصہ وہ ہے جو صرف حضرت سلطان العارفینؒ کے

Marfat.com

دربار کی زیارت کرتے اور چلے جاتے ہیں۔ ان کا کسی صاحبزادے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ دوسرے حصے کا تعلق حضرت سلطان صاحب کی باقی تمام اولاد سے ہے۔ تیسرا حصہ زائرین کا تعلق صرف حضرت صاحب غلام دستگیر القادری سے ہے۔

۴۔ حضرت سلطان باہوؒ کی تمام اولاد پاک اپنے نام کے ساتھ اعزازاً "سلطان" لکھتی ہے۔ کوئی شخص ثابت کرے کہ کبھی حضرت صاحبؒ نے اپنے نام کے ساتھ "سلطان" لکھا یا چھپوایا ہو۔ کیونکہ وہ اعزازی نہیں حقیقی سلطان تھے۔ اس لئے خود کبھی نام کے ساتھ "سلطان" نہ لکھا۔

۵۔ حضرت سلطان باہوؒ کے ملفوظات و تصانیف دیکھیں تو آپؒ خود کو "فقیر باہو اعوان" لکھتے ہیں اور حضرت صاحب کے دستخط دیکھیں تو وہ "غلام دستگیر القادری" ہوں گے۔

۶۔ متعدد بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے مگر کبھی خود کو "حاجی" نہ لکھا اور نہ ہی کہنے یا لکھنے دیا۔ میں سمجھتا ہوں آپ کا حقیقی حج وہ تھا جو آپ نے کوئٹہ میں آخری دنوں اپنی بیماری کے دوران کیا جیسا کہ حضرت شیخ اکبرؒ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں۔

اذا ما تجلی لحبیب بای عین اراہ بعینہ اری لا بعینی اراہ

حدیث قدسی ہے۔ بی یسمع و بی یبصر یعنی ہمہ دیدہ گشتہ چون نرگس تنش

جیسا کہ بیماری کے دوران اپنے بھائی سلطان الطاف علی صاحب اور فرزندان سلطان حامد نواز و سلطان ارشد کو فرمایا کہ اس مرتبہ میں نے انوکھا اور عجیب حج کیا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "سلطان المشائخ" مرتبہ سلطان ارشد القادری ص۔۲۰)

۷ حضرت صاحبؒ بیت اللہ شریف میں اپنی دعا میں اور مدینہ منورہ میں گنبدِ خضریٰ کے مقدس سائے میں اپنی نعت شریف میں بھی اس فیض اقدس کا اقرار کرتے ہیں (ملاحظہ ہو کتاب "سلطان المشائخ" ص۔۶۔۷)

Marfat.com

۸۔ سفرنامہ بغداد (غیر مطبوعہ) میں بھی اقرار ملتا ہے۔

۹۔ حضرت سلطان العارفینؒ اپنی تصنیف "رسالہ روحی" میں سات ارواح مقدس کا ذکر فرماتے ہیں جنہیں "سلطان الفقر" کا مرتبۂ عالی حاصل ہے۔ اگر سلطان الفقر سات ہو سکتے ہیں تو سلطان العارفینؒ بھی دوسرا ہو سکتا ہے۔

یہ تمام شواہد و حقائق سامنے رکھ کر ماننا پڑتا ہے کہ حضرت صاحب کا مقام "سلطان العارفین ثانی" تھا۔

آپ نے اولاد سلطان العارفینؒ کو ان کے اصلی مقام و مرتبہ سے آشنا کرایا اور انہیں تشخص دیا۔ اہل ذوق کو مقام حضرت سلطان باہوؒ کی پہچان کرائی۔ آپ ہر ایک کی تعظیم کیا کرتے تھے کیونکہ خود معظم تھے۔

آپ "فنا فی المرشد" تھے۔ ایک دن جناب پیر صاحبؒ السید یوسف الگیلانیؒ کی زبان گوہر فشاں سے ہم نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "حضرت صاحب! پتہ نہیں تو میرے پر عاشق ہے یا میں تیرے پر عاشق ہوں"؟ اللہ اللہ! یہ مقام ہے "فنا فی المرشد" کا!

جولائی ۸۶ء میں حضور سیدنا غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز کی ایک سنت کو پورا کرتے ہیں جس سے آپ کا "فنا فی الشیخ" ہونا ثابت ہوتا ہے۔

۱۱ اور ۱۲ اگست ۸۶ء کی درمیانی رات "مقام فنا فی الرسولؐ" میں داخل ہو کر بلڈ شوگر عارضہ قلب و جگر وغیرہ کا بہانہ بنا کر بستر علالت پر دراز ہو جاتے ہیں۔

۲۰ اگست ۱۹۸۶ء کو مقام "فنا فی اللہ" حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت موجود حضرات اس بات کی گواہی دیں گے اور جیسا کہ کتاب "سلطان المشائخ" میں آپ کے "آخری ایام" کے متعلق صاحبزادہ محسن سلطان کے مضمون میں صفحہ ۲۳ پر بھی درج ہے) کہ کیفیت استغراق یا حالت صحو میں زبان مبارک پر "یا اللہ!" "یا غوث الاعظمؓ" "یا باہو" کے الفاظ ہوتے تھے۔ یہی وہ مقام ہے جس کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى"

اور ۹ محرم الحرام کی رات گیارہ بج کر ۱۲ منٹ پر آپ واصل باللہ ہو کر بقا باللہ

ہوگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

۱۰ محرم الحرام علی الصبح جب کوئٹہ سے ایمبولینس آستانہ دستگیرؒ دربار حضرت سلطان باھوؒ پہنچی تو ہزاروں لوگ کلمہ شریف کا ذکر زور زور سے کر رہے تھے لیکن ان میں ایک واضح آواز یہ بھی سنی گئی "حق باھوؒ۔ غلام دستگیر حق باھوؒ"

ع آوازِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

اب رہا سوال ماننے نہ ماننے کا تو موجودہ مادی دور میں وہ لوگ بھی ہیں جو خالق کائنات جل جلالہ کو نہیں مانتے اور وہ بھی تھے جو معجزات مبارکہ دیکھ کر بھی نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔

جداں ہوندے ساں کول، سہندے لکھ لکھ لول، گلاں کردے ساں مٹھیاں

کچے دی ونگ ماہیا۔ او ہو پیئے روندے بھج گئے جنہاندے سنگ ماہیا

لیکھے دی صافی آ۔ تاں پتہ لگی ماہجے ایہو جیہا سنگی کھڑا بی ہا

صوفیانہ وعاشقانہ رموز سے معمور
سفرنامۂ بغداد
جس میں عشق و معرفت کے سربستہ راز بھی ہیں اور
حضور غوث الاعظمؓ کی مہربانیوں اور نوازشوں کے حال بھی۔ تاریخی واقعات بھی ہیں اور ملکی حالات بھی کشتِ زعفران بنا دینے والے لطائف بھی ہیں اور جنون ووارفتگی میں ڈوبے ہوئے دلسوز اشعار بھی۔
حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی کے زیر اہتمام جلد زیور طباعت سے آراستہ کیا جائے گا

عارف باللہ
حضرت غلام دستگیر القادریؒ

الحاج ملک محمد اکبر اعوان
صدر بزم باہوؒ وادارہ منہاج القرآن
(بلوچستان) وسیکرٹری پبلک سروس
کمیشن بلوچستان - کوئٹہ

آپ کی بے وقت رحلت نے تصوف وسلوک کے میدان میں ایک ایسا خلا چھوڑا ہے جو سالہا سال تک محسوس ہوتا رہے گا۔ آپؒ اپنی ظاہری زندگی میں بھی خلقِ خدا کے لئے مرجعِ ہدایت بنے رہے اور پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کے اعجاز کم نہیں ہوئے

کوئٹہ میں اہل سنت والجماعت کی کوئی دینی و روحانی محفل منعقد ہو اسے ملک الحاج محمد اکبر اعوان کی نگرانی اور معاونت ضرور حاصل ہو گی۔ آپ وادیٔ سون (پنجاب) کے رہنے والے ہیں۔ حضرت سلطان العارفینؒ کے خاندان میں ایک عظیم روحانی پیشوا اور صوفی بزرگ حضرت سلطان محمد عبد العزیزؒ کی بیعت سے مشرف ہیں۔

آپ ایک صوفی منش اور درویش طبع شخصیت کے مالک ہیں۔ اس قدر پابندِ صوم و صلوٰۃ ہیں کہ تہجد واشراق کے نوافل بھی قضا نہیں کرتے اور سارا سال (سوائے ان دنوں کے جن میں روزے رکھنے کی ممانعت ہے) روزے رکھتے ہیں۔

بزم قادریہ بلوچستان کے بانی رکن، بزم باہوؒ بلوچستان کے بانی رکن اور صدر ادارہ منہاج القرآن کے بلوچستان میں قیام اور فروغ کے محرک کنوینر اور صوبائی صدر ہیں۔ بلوچستان پبلک سروس کمیشن میں سیکرٹری کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ جامعہ مسجد غوثیہ کوئٹہ چھاؤنی کے خطیب اور امام ہیں۔ ہر جمعرات اپنے بنگلہ پر محفل ذکر کرتے ہیں۔ یقیناً حضور غوث الاعظمؓ اور حضرت سلطان العارفینؒ کی اپنے اس مرید باصفا پر خصوصی نظر کرم ہے اور رہے گی (انشا اللہ)

(مرتب)

Marfat.com

آج سے دس سال قبل محرم الحرام کے عاشورہ میں دربار حضرت سلطان العارفینؒ برہان الواصلین حضرت سلطان باہوؒ کی حاضری کے بعد ملتان کی بس پر سوار ہوا۔ مجھ سے اگلی سیٹ پر بیٹھے ایک صوفی منش بزرگ اپنے ہم نشینوں سے کسی دوسرے بزرگ کے ساتھ دوران گفتگو حضرت سلطان العارفینؒ کی اولاد سے تین حضرات کے عارف باللہ ہونے اور آپ کے مریدین سے ساٹھ حضرات کے خدارسیدہ ہونے کا بتلا رہے تھے۔ ان کے ساتھی بزرگ نے اصرار کیا کہ مریدین چونکہ بلادِ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے خدارسیدہ حضرات کا پتہ لگانا مشکل بلکہ ناممکن ہے البتہ اولاد کا معلوم کرنا ممکن ہے۔ آپ مہربانی کریں اور ان تین برگزیدہ ہستیوں کے اسمائے گرامی بتائیں لیکن ان بزرگ نے انکار کر دیا۔ بالآخر بہت اصرار پر انہوں نے جن تین ہستیوں کے ناموں کی تصدیق کی ان میں حضرت سلطان غلام دستگیر القادری فخر کشمیرؒ کا نام سب سے پہلے لیا۔ بلاشبہ آپ عارف کامل بزرگ تھے۔

بندہ کو آپ کی ۱۹۶۷ء سے قربت اور دینی معاملات میں آپ کی قیادت اور رہنمائی بھی حاصل رہی۔ "بزم قادریہ بلوچستان" کی تشکیل سے پہلے میرے ساتھیوں نے بلوچستان بھر کے مشائخ عظام سے رابطہ قائم کر کے گزارش کی کہ وہ ہماری سرپرستی فرمائیں لیکن ان حضرات نے ایسا کرنے سے معذرت کر لی۔ آخر میں میرے ایما پر ہم سب حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے نہ صرف سرپرستی قبول فرمائی بلکہ بزم کا دستور لائحہ عمل تیار کرنے، رجسٹرڈ کرانے، بزم کی زیر نگرانی دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ انوار باہوؒ وحدت کالونی بروری روڈ کوئٹہ) قائم کرنے اور کوئٹہ میں دو "کل پاکستان سلطان العارفینؒ حق باہو کانفرنسیں" اور "پہلی کل پاکستان غوث الاعظمؓ کانفرنس" منعقد کرانے کے سلسلہ میں ہمیشہ عملی رہنمائی اور معاونت فرمائی۔ اسی طرح "بزم باہوؒ" اور "مدارس انوار باہوؒ" کی بھی تازیست سرپرستی فرمائی۔ بلوچستان کے طول و عرض میں مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کے فروغ کے لئے آپ نے مثالی خدمات انجام دیں۔ آپ حضرت سلطان باہوؒ کے فیض کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ آپ کی گفتگو کا ہر لفظ پرکشش اور شیریں ہوتا۔ آقائے نامدار، سرور کون و مکان (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت غوث الاعظمؓ سے آپ کے عشق و محبت کا یہ عملی ثبوت

Marfat.com

ہے کہ اپنی رحلت سے قبل کئی سال آپ بیت اللہ شریف، دربارِ رسول ﷺ اور دربار غوث الوریٰ کی باقاعدگی سے حاضری دیتے رہے۔ عراق ایران جنگ اور سعودی عرب وحکومت پاکستان کی ویزے وغیرہ کی پابندیاں آپ کے عشقِ کامل کے سامنے نہ ٹھہر سکیں اور آپ ہر سال ان مقدس مقامات کی زیارت سے فیض یاب ہو آتے اور پھر یہاں آکر تشنہ لبوں کی سیرابی فرماتے

آپ کی بے وقت رحلت نے تصوف وسلوک کے میدان میں ایک ایسا خلا چھوڑا ہے جو سالہا سال تک محسوس ہوتا رہے گا۔ آپؒ اپنی ظاہری زندگی میں بھی خلقِ خدا کے لئے مرجعِ ہدایت بنے رہے اور پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کے اعجاز کم نہ ہوئے اور نویں دسویں محرم کو (اپنے خالقِ حقیقی سے مل کر) حضرت سلطان العارفینؒ کے دربار عالیہ پر حاضری دینے والے لاکھوں زائرین کی روحانی تسکین اور فیضانِ کرم کا باعث ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت صاحبؒ کی یاداشت

۱۹۷۵ء میں حضرت صاحبؒ سے پہلی مرتبہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا جو چند لمحات کی تھی اور جسے میں تقریباً بھلا چکا تھا۔ پھر آپ سے ۱۹۸۲ء میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دربار پاک پر ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے کہ میں نے تمہیں پاکستان میں دیکھا ہے تم کہاں کے رہنے والے ہو عرض کی کہ جامشورو (سندھ) کا۔ تو فرمانے لگے کہ وہاں میں نے وہاں سلطان العارفینؒ کے مرید غازی خان کے گھر نہیں دیکھا تھا؟ اور پھر مجھے بھی وہ تمام واقعہ یاد آگیا

از یاداشت۔ محمد عثمان خان حال ساکن دربار غوث پاکؒ۔ بغداد۔ (عراق)

Marfat.com

تُوں ولی ابنِ ولی ابنِ ولی

سیدناصرچشتی

کچا ٹانڈلا ضلع فیصل آباد

دے دے درشن دستگیرا سوہنیا
بے ستایا ہجر پیرا سوہنیا
توں کیہ ٹریوں گھپ اندھیرا ہو گیا
سُنج، میرے دل دا ڈیرا ہو گیا

توں سخی سُلطان باہُوؒ دی کلی
توں ولی ابن ولی ابن ولی
اکھاں وچوں کون رو کے آکے نیر
آوے نظری ہن کیویں اوہ دستگیر

رہن قائم تیریاں سُلطانیاں
عارفاں دے شہنشاہ دا جانیاں
سُکی لکڑی دُکھے مرشد جس طراں
غم نے اگاں بالیاں نے اس طراں

جا کے ملیا اے تُساں دربار نوں
کون سینے لاوے آ دکھیار نوں
آ، ذرا محبوب مُرشدؒ آ ذرا
درد ناصر دے شہا آ کے مٹا

حضرت صاحب قبلہؒ کے عرس کے موقع پر ۲۳، اپریل ۸۷ء کو فیصل آباد میں جناب ناصر چشتی کی طرف سے جناب طالب چشتی نے پیش کی۔ (مرتب)

Marfat.com

علامہ اقبالؒ کے انسانِ کاملؒ

پروفیسر شاہ برات خان محسود گورنمنٹ کالج، لکی مروت ضلع بنوں

کاش علامہ اقبالؒ زندہ ہوتے تو وہ یہ فرماتے سُنے جاتے کہ
"اے مسلمانانِ شرق و غرب! آؤ اس مردِ کامل کے گرد جمع ہو
کر اپنی دنیا و آخرت سنوار لو جس کے گرد کائنات گردش کر رہی ہے"

پروفیسر شاہ برات خانؒ محسود قبیلہ کے چشم و چراغ، اعلیٰ تعلیم یافتہ، راہِ تصوف کے راہی، معرفت کے جویا اور علم دوست شخصیت ہیں۔ حضرت صاحبؒ قبلہ کے حلقۂ ارادت میں شامل اور احباب میں شمار ہوتے ہیں، آج کل گورنمنٹ کالج لکی مروت ضلع بنوں میں تشنگانِ علم کی پیاس بجھا رہے ہیں۔ بقول (چچا صاحب) پروفیسر الحاج سلطان الطاف علی "شاہ برات صاحب فنا فی الشیخ ہیں"۔ حضرت صاحب انہیں اپنا منظوم کلام اکثر مطالعہ کے لئے عطا فرمایا کرتے تھے۔ پروفیسر صاحب نے اس مضمون میں حضرت صاحب کا بہت سا منتخب کلام بھی نقل کیا تھا جو کہ طوالت کے پیشِ نظر شامل نہیں کیا جا رہا۔ انہوں نے حضرت صاحب کو ایک "کامل انسان" کے روپ میں کیسے دیکھا؟ ملاحظہ فرمایئے۔

(مرتب)

Marfat.com

فخرِ فقرِ سلطانیؒ، فخرِ کشمیر، عاشقِ رسولؐ، حسنِ حقیقی و مجازی کے شاہکار رہنمائے معرفت، مونسِ جاں، قرارِ قلب و نظر، روشن تاباں، متوسط قد، بھرا جسم، سفید نورانی ریش مبارک، عقاب جیسی تیز مگر دلربا نگاہ، جب جلال کی کیفیت ہوتی تو کائنات کی سانس رک جاتی اور جب جمال کا روپ ہوتا تو محفل کو کشتِ زعفران بنا دیتے۔ آپ کی نشست و برخاست پیاری، گفتگو فرماتے تو قلب و باطن، عقل و دانش پر نورانی پھولوں کی بارش برستی، آپ کی محفل میں ہر شخص یہ سمجھتا کہ آپ سب سے زیادہ اس پر مہربان ہیں۔ آپ کی نگاہِ کرم نے لاکھوں قلب و نظر کو اپنا گرویدہ کیا۔ اسی لئے تو اکثر احباب سے یہ سنا گیا کہ "اللہ! میری جان لے لے اور حضرت صاحب کو بچائے۔"

آپ کی ذات منبعِ نورِ معرفت و ہدایت تھی۔ اور سب کو اس نور سے مستفید فرماتے آپ کی صورت و سیرت اثر پذیر اور باعثِ راحت و اطمینان تھی۔ جو بھی ایک بار ملا یا جس نے بھی آپ کو ایک نظر دیکھا وہ اسیرِ محبت ہو گیا اور یہ کہتا سنا گیا کہ کاش بہت پہلے آپ سے ملا ہوتا۔ قرارِ قلب و جاں کے متلاشی آپ کے فیضِ نظر سے خراماں خراماں راحتِ جاں پا جاتے۔ جنّ و انسان آپ پر فدا تھے۔ اور آپ کی جدائی میں اب اشکبار ہیں۔

آپ حضرت علامہ اقبال کے "کامل انسان" جس کی جستجو علامہ یورپ و ایشیا کی لائبریریوں میں کرتے رہے ماہِ منیر کی طرح ضوفشاں واحد فرد کامل تھے۔ کاش علامہ اقبالؒ زندہ ہوتے تو وہ یہ فرماتے سنے جاتے کہ "اے مسلمانانِ شرق و غرب! آؤ اس مردِ کامل کے گرد جمع ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوار لو جس کے گرد کائنات گردش کر رہی ہے۔"

آپؒ کی بے تابانہ اور پُرسوز ذات مقدس جب

؎ نسیما جانبِ بطحا گذر کن

کے دوش پر پرواز کرتی تو آنکھیں مبارک اس قدر سرخ ہو جاتیں کہ خون کے آنسوؤں کا گمان ہوتا۔

آپ کی زندگی ہمیشہ سفر و حرکت میں رہی۔ بار بار حج و عمرہ ادا فرمایا مگر طبیعت میں بار بار درِ حبیبؐ پر حاضری دینے کی تمنا رہی۔

Marfat.com

چوں بے تو بوم نمازِ من جملہ مجاز
چوں با تو بوم مجازِ من جملہ نماز

حضرت صاحب قبلہؒ کی طبیعت پاک میں عشق بلا خیز کی تلاطم انگیز کیفیات رحمت و محبت سے لبریز اپنے دامنِ شفقت میں مریدین اور احباب کو لینے کے لئے ہمیشہ محوِ حرکت رہیں۔

اللہ! اللہ! کہاں جاؤں؟ جادۂ حیات کے کس پہلو اور کس حصہ میں کوئی ایسا پاؤں نہیں! نہیں! ایسے افراد صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں جن کے گرد نظام کائنات اور شریعت گھومتی ہے۔ میرا دل بے قرار ہے اور ابلتی آرزوئیں سسکتی تمنائیں پلکوں میں قطروں کی صورت نمودار ہیں۔

شاعرانہ مزاج، مجاہدانہ روش، شرافت وانکساری، دفا و خلوص، شفقت محنت اور خدمت آپ کا طرہ امتیاز رہا۔ آپ کی خوبیاں اثرات کے اعتبار سے "سابقون اوّلون" میں امتیازی شان رکھتی ہیں۔

باوثوق ذرائع سے معلوم شدہ یہ بات کہتا ہوا گزروں کہ حضرت صاحبؒ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حرم پاک میں ایک صادق فرد کو بیعت کرنے کی اجازت مرحمت فرما کر کس عظیم شان سے نوازا ہے۔

(باقی ارادت مندوں کی طرح) میرے ذاتی معاملات میں بھی آپ کی توجہ، نظر کرم اور برکت ہمیشہ شامل حال رہی۔ اللہ رب العزت نے آپؒ کی دعاؤں کے طفیل اولاد سے نوازا۔ دنیاوی خواہشات اور رنج والم میں دونوں جہان سے بے پرواہ بنایا۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ میں اور اب وصال شریف کے بعد جب بھی کوئی پیچیدہ یا پریشان کن صورتحال کا سامنا ہوا صرف آپ کا تصور کرنے سے وہ معاملہ خیر و عافیت سے انجام پذیر ہوا، ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔)

محسود قوم جو اپنی بہادری، جفاکشی، جہانداری میں تو مشہور تھی مگر دولت علم سے بے بہرہ بلکہ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ حضرت صاحبؒ کے ہی تبلیغی دورں

Marfat.com

وعظ و نصیحت اور مشفقانہ تربیت نے انہیں تعلیم یافتہ و مہذب بنایا۔ انہیں صفائی، پاکیزگی، نفاست، تجارت اور زراعت وغیرہ کی طرف مائل کیا۔ آپ نے اس قوم کی جاہلانہ رسوم اور قتل و غارت کو بھائی چارے، اخوت و محبت میں بدل دیا۔ "میراتہ" ایک ایسی جنگ جس میں کسی فریق کے تمام نرینہ افراد قتل کر دیئے جاتے آپ کے دوروں کی برکت سے ختم ہوئی۔ آپ نے (دوسری اقوام کی طرح) اس قوم میں (بھی) صحیح سنی، حنفی بریلوی عقیدے کو پروان چڑھایا اور محبت و روحانیت کی تپش سے اس میں نکھار پیدا فرمایا۔ جب تک آپ دورے فرماتے رہے وزیرستان میں محبت کے پھول برستے رہے۔

دنیا نیک افراد سے خالی نہیں ہے۔ نیک لوگ موجود ہیں اور رہیں گے لیکن حضرت صاحب قبلہؒ کی ذات مقدس چمکتے سورج کی مانند تھی جس کے سامنے باقی سب روشنیاں ماند پڑ جاتی تھیں۔

حضرت صاحب کی یادیں، ان کی ادائیں ان کی خوبیاں اس چمن بے کنار کی طرح ہیں جہاں رنگ برنگ تازہ بتازہ بے شمار پھول اپنی خوشبوئیں لٹا رہے ہوں۔ جہاں تک بصارت کام کرتی ہے پھول ہی پھول ہیں اور جہاں تک محسوس کیا جا سکتا ہے مہک ہی مہک ہے۔ محو حیرت ہوں کس کس پھول اور کس کس خوشبو کو دیکھوں، محسوس کروں جانچوں اور عرض کرتا چلا جاؤں۔؟ میں اور میری طرح کے کئی اور یاران میکدہ مجبور ہیں کہ آپ کی خوبیاں آپ کے رب کریم، آپ کے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے مہربان غوث پاک اور آپ کے جد امجد حضرت سلطان باہوؒ پر چھوڑ دیں کہ یہ ہستیاں آپ کی کماحقہ واقف کار ہیں۔

حضرت صاحب کی ذات بابرکات اَلْحَقُّ لَا يَسْتُرُهُ شَئٌ، حق کی دلیل تھی اور حق پر کوئی چیز پردہ نہیں ڈال سکتی۔

Marfat.com

برصغیر کے روحانی حاکم

حضرت غلام دستگیر القادریؒ

خان محمد اعظم خان ممبر اعلیٰ، اقوام متحدہ سماجی و اقتصادی کمیشن برائے مشرق وسطیٰ۔ بغداد

جناب حضرت صاحبؒ سے میری پہلی ملاقات جولائی ۱۹۸۲ء میں حضور غوث الاعظم قدس سرہ کے دربار اقدس میں ہوئی اور ان کی عظیم اور غیر معمولی شفیق اور دلگیر شخصیت نے فوراً دل پر ایک لازوال اثر چھوڑا اور ہمیشہ کے لئے میرے دل میں گھر کر لیا۔ اس قدر بلند روحانی مقام اور اس قدر انکساری کا خوبصورت امتزاج بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔ حضرت صاحبؒ سے جو بھی ایک بار ملتا ان کا گرویدہ ہو جاتا۔ چنانچہ بغداد شریف میں بے شمار لوگ ہر وقت حضرت صاحبؒ کے متعلق پوچھتے رہتے تھے کہ "پھر کب تشریف لائیں گے؟" "ان کو ہمارے سلام لکھنا" وغیرہ۔ حضرت صاحبؒ اس تھوڑے سے عرصہ میں مجھ سے اور میرے بچوں سے شفقت فرمائی وہ ہماری زندگی کا ایک قیمتی ورثہ ہے

حضرت صاحبؒ بہت ہی عالی مقام بزرگ اور صاحب علم و عرفان تھے۔ ان کی ذات اور توجہ ہم سب کے لئے بلکہ پاکستان کے لئے ایک منفت ذریعہ خیر و برکت اور نجات ہے۔

بغداد شریف کے ایک صاحب نظر درویش سے پتہ چلا کہ

"اس خطۂ ارض یعنی افغانستان، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش وغیرہ قریبی ممالک میں حضرت صاحبؒ کے پایہ کا کوئی اور نہ تھا اور وہ اس خطۂ ارض کے روحانی حاکم تھے۔

Marfat.com

راہِ ہستی کے خضر

علامہ حافظ نذیر احمد نذیرؔ خطیب اعظم اولینڈر، روٹرڈیم (ہالینڈ)

میں ترے سوگ کے الفاظ کہاں سے لاؤں
میرے ہاتھوں میں قلم لب پہ سخن روتا ہے

اہل دل صاحب نظر تھے پیر حضرت دستگیر
راہِ ہستی کے خضر تھے پیر حضرت دستگیر

کشتِ ایمان و یقیں کو اس طرح مہکا گئے
داستانِ عظمتِ اسلاف کو دُہرا گئے

کس میں یہ اوصاف تھے وہ کون ہے مردِ جمیل
جس کو بخشے تھے خدا نے اس طرح عالی مقام

کس کے جانے سے فضائے دہر یوں خاموش ہے
کس کے جانے سے رموزِ معرفت ہیں تشنہ کام

کس کے جانے سے حقیقتِ عشق کی دھندلا گئی
کس کے جانے سے عقیدت رو رہی ہے گام گام

کس کے جانے سے نظر آتا نہیں ان کا مثیل
کس کے جانے سے نظر آتا نہیں قائم مقام

جس سے ہم سب زندہ تھے وہ جانِ ہستی چل گیا
رونقیں سب لے گیا بستی کو ویراں کر گیا

ہم سبھی اس مہرباں کے سایۂ داماں میں تھے
اس کے لطفِ عام اس کی رحمتِ ارزاں میں تھے

اس کے سورج کی شعاعیں سب کے رخساروں پہ تھیں
اس کے بادل کی پھواریں سب کے گلزاروں پہ تھیں

سارا سایہ ساری ٹھنڈک ساری راحت لے گیا
باپ تھا جو چل بسا داغِ یتیمی دے گیا

ہچکیاں لے لے کے روتے ہیں سبھی برنا و پیر
چل کے سب کو بے سہارا کر گیا اِک دستگیرؒ

Marfat.com

حضرت صاحب بحیثیت ماہرِ فنِ تعمیرات

آپ مکانات کے نقشوں میں ایسے ایسے گوشے سامنے
لاتے جو آئندہ نسلوں تک
کی ضروریات اور تبدیلیوں کے آئینہ دار ہوتے

ازقلم۔ شجاع عالم خان محسود، سپرنٹنڈنٹ انجنیئر، تربیلہ ڈیم

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک اعلیٰ تعمیری ذہن کے مالک تھے۔ آپؒ نے مکانوں سے انسانوں تک کی بہتر تعمیر اور ترقی میں بھرپور حصہ لیا۔ اس موضوع پر ایک ماہرِ فنِ تعمیرات جناب الحاج شجاع عالم خان محسود کی تحریر پیشِ خدمت ہے۔ شجاع عالم خان محسود قبیلے کی شاخ عبدالرحمان خیل کے ایک مدبر، دانشمند اور معزز الشان ملک زرجان لالہ صاحب (جنہوں نے حضرت صاحب علیہ رحمت کی زیرِ قیادت جہاد کشمیر میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور حضرت صاحبؒ کے بہترین ساتھیوں اور عقیدتمندوں میں شمار ہوتے ہیں) کے فرزند ارجمند ہیں۔ آج کل تربیلہ ڈیم پراجیکٹ میں بطور ایس ای (سپرنٹنڈنٹ انجنیئر) خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مرتب

Marfat.com

پچھلے دنوں جناب صاحبزادہ ارشد اللہ کا خط آیا تھا جس میں انہوں نے مجھے حضرت صاحب کی بحیثیت ماہرفن تعمیرات پر لکھنے کا حکم دیا تھا لہذا یہ چند سطور حسب الحکم بھیج رہا ہوں۔ گرچہ حضرت صاحب پر کچھ لکھنے کے لئے ان جیسا مردم شناس چاہیئے۔ مگر یہ سطور بس ایک نذرانہ عقیدت ہے اور ارشد صاحب کا حکم ورنہ ان پر لکھنے کے لئے علم کے علاوہ لکھنے والے کو ایک عمر چاہیئے اور ہم ——— ہم تو بس آنسوؤں اور آہوں کا نذرانہ پیش کرنا جانتے ہیں۔ ——— شجاع عالم

حضرت صاحب سلطان غلام دستگیر القادریؒ کی ہمہ گیر شخصیت کا نقشہ چند سطور میں کھینچنا تو محال ہے البتہ ان کا فنِ تعمیر میں بے پناہ شوق اور رسائی کا ذکر مختصراً عرض ہے۔

اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ آپ نے اپنے ایام جوانی سے اپنے والد محترم حضرت سلطان محمد نوازؒ اور دادا حضرت سلطان نور محمد رحمتہ اللہ علیہما کے مزار کو ہر بار پر ایک عالیشان مسجد اور دربار شریف کا نقشہ مرتب کیا تھا جس پر پتھر کی چنائی سے عمارت اٹھانے کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت کے حساب سے وسطی پنجاب میں جہاں ان کے جدِ امجد معروف ولی کامل اور مشہور صوفی شاعر سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا دربار شریف واقع ہے۔ پتھر سے ایسی عظیم عمارت کا اٹھانا تو درکنار اس کا تصور بھی کوئی نہیں کرسکتا تھا مگر آنجناب نے جس کام کا ارادہ فرمایا اسے پورا کرکے ہی چھوڑا۔ چنانچہ اپنی زندگی ہی میں انہوں نے یہ عالیشان مسجد و دربار معہ لنگر کے حجروں کے کھڑے کر دیئے۔ جس میں بیک وقت ہزاروں زائرین کی نماز اور رہائش کا بندوبست ہوتا ہے۔ خوراک کا انتظام لنگر سے ہو رہا ہے جہاں سے ہر خاص و عام کو تین وقت کا

Marfat.com

کھانا ملتا ہے۔ اس مسجد و دربار کی تعمیر کے ارادے اور شوق نے حضرت صاحبؒ کو فن تعمیر کی وادی میں پہنچایا۔ چنانچہ دن رات نقشے کھینچنا اور تعمیر کے لئے اجزاء (سیمنٹ، پتھر، بجری، ریت، سریا وغیرہ) کے تخمینے لگانا، عمارات تعمیر کرانا، پرانی عمارت کو منہدم کرنا پھر نئی بنانا ان کی زندگی کے معمولات میں شامل ہو گیا۔

حالانکہ آپ خود اس فن میں اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر مہارت رکھتے تھے مگر اکثر مختلف انجنیئروں اور مستریوں سے مشورہ بھی طلب فرماتے۔ آپ عموماً ایک ماہر فن تعمیرات محمد عباس اثرؔ مرحوم (جو کہ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور ایک خوبصورت شاعر بھی تھے) سے مشورہ فرماتے۔ بعض دفعہ اس ناچیز کو بھی اپنے نقشے اور تخمینے دکھاتے تو میں دنگ رہ جاتا کہ کس کمال مہارت سے ڈیزائن اور تخمینے تیار کرتے ہیں۔

تعمیراتی کام جب بھی ہوتا تو خود کھڑے ہو کر سارا سارا دن مستریوں مزدوروں کی نگرانی فرماتے انہیں کام سمجھاتے (یہ ایک حقیقت ہے کہ کئی ناکارہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دربار اور لنگر خانوں کی تعمیر میں مزدوری کی اور آپ کی نظر کرم اور تربیت سے وہ بہترین مستری بن گئے۔ آج بھی متعدد بڑے بڑے مستریوں کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے) آپ اکثر عملی طور پر خود بھی مستریوں کے ساتھ کام میں حصہ لیتے جس سے مستریوں اور مزدوروں کے حوصلے بڑھ جاتے اور وہ کام ایک عقیدت کا رنگ اختیار کر جاتا جس سے مہینوں کا کام دنوں میں پایۂ تکمیل تک جا پہنچتا۔

دوستوں اور مریدوں میں سے جو بھی مکان بنانے کا ارادہ کرتا وہ آپ کا منتظر رہتا۔ آپ جب تشریف لاتے تو آپ مکانات کے نقشوں میں ایسے ایسے گوشے سامنے لاتے جو آئندہ نسلوں تک کی ضروریات اور تبدیلیوں کے آئینہ دار ہوتے۔

یہاں میں اپنے زمانۂ طالب علمی کے ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں کہ ہمارے مکان کا نقشہ آنجنابؒ نے جب مرتب فرمایا تو ہر چہار سمت الگ الگ دروازے رکھے اور فرمانے لگے کہ یہ چار دروازے یا راستے اس لئے رکھے کہ کل ایک بھائی دوسرے کے راستے میں حائل نہ ہو۔ چنانچہ وہ وقت آج بتیس ۳۲ سال بعد آ ہی گیا ہے۔ اس گھر میں اب ماشاءاللہ

Marfat.com

پچاس سے زیادہ نفوس رہ رہے ہیں اور اب آہستہ آہستہ اپنے اپنے راستہ کی ضرورت محسوس کرنے لگے ہیں۔ اس واقعہ سے صرف ان کی مہارت فن تعمیر کا پہلو ہی سامنے نہیں آتا بلکہ ان کی وفا۔ اپنے مریدین کی زندگی کے معاملات کو اپنے ہی معاملات سمجھتے ہوئے گہری دلچسپی اور ان کی دور اندیشی کا پتہ بھی چلتا ہے۔

گزشتہ دنوں ان کے انتقال پُر ملال پر ہم نے لاکھوں آنکھیں جب اشکبار دیکھیں تو ایسی مثال سامنے آئی۔ ان سب کی اشکبار آنکھوں اور دل کی آہوں میں ایک چیز مشترک تھی۔ وہ یہ کہ ہر ایک ان کو اپنے قریب پاتا رہا۔ کیا بوڑھا، کیا جوان، کیا بچے۔ ہر کسی نے حضرت صاحبؒ موصوف کو اپنا سب سے بڑھ کر مونس وغم خوار پایا۔ بچوں سے ان کی محبت اور جواباً بچوں کی آپ سے محبت کا منظر دیدنی ہوتا تھا۔ جب بھی آپ کسی مرید کے گھر داخل ہوتے سب سے پہلے بچے دوڑ کر آتے اور آپ کے قدموں سے لپٹ جاتے۔ اور اس قدر خوشی کا اظہار ان کے چہروں سے جھلکتا گویا ماں کی آغوش میں بھی انہیں ایسی خوشی اور ایسا سکون نہ ملتا ہو۔

حضرت صاحب کی فن تعمیر کی اس مہارت کی جھلک معاملات و تنازعات کو سلجھانے میں بھی نظر آتی ہے۔ گرچہ جناب کا حلقۂ ارادت بے حد وسیع تھا۔ جس میں کسی رنگ، نسل، زبان، قوم یا علاقے کی قید نہ تھی۔ مگر پشتون قوم اور خصوصاً محسود قبائل سے ان کی محبت بے حد وحساب تھی۔ اس کی جھلک ان کے لباس اور پشتو زبان پر مکمل عبور سے بھی ظاہر ہوتی تھی۔ معاملہ فہمی کی انتہا دیکھیے کہ آزاد قبائل کے رسم و رواج اور جرگے کے ذریعے مشکل سے مشکل تنازعات کو اس خوش اسلوبی سے سلجھاتے کہ بڑے بڑے جغادری عش عش کر اٹھتے۔ بسا اوقات قبائل کے درمیان سالہا سال کے خون خرابوں کو ایسی موسمانہ دانائی سے اس طرح حل فرماتے کہ متحارب قبائل باہمی شیر وشکر ہو جاتے۔ اس کا بین ثبوت محسود وزیر قبائل جنوبی وزیرستان جو وادی گومل پر آباؤ اجداد سے کشت وخون کرتے چلے آ رہے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات حکومت وقت کے لئے بھی یہ صورتحال پریشانی کا باعث بن جاتی۔ ہر حکومت ان کے مابین صلح

Marfat.com

کرانے میں ناکام رہی۔ مگر چند سال پہلے یہ پرانا قضیہ آپ نے اس خوش اسلوبی سے حل فرمایا کہ دونوں قبائل اس کے بعد آپس میں نہ ٹکرائے اور حکومتِ وقت کو جب بھی ضرورت پڑی دونوں قبائل کو حضرت صاحبؒ کے فیصلہ کی طرف متوجہ کیا۔

آخر میں عرض کروں کہ حضرت صاحبؒ صحیح معنوں میں معمار قبائل کہلانے کے لائق ہیں۔ جنہوں نے آزادئ ہند و پاک کے دوران جبکہ بیشتر علماء و مشائخ نے جدید علوم کے حاصل کرنے کو کفر کے مترادف قرار دیا تھا۔ آپ گھر گھر گاؤں گاؤں تشریف لے جاتے اور پرائیویٹ سکول لوگوں سے کھلواتے (جو کہ بعد میں سرکاری قرار دے دیئے گئے) تاکہ قوم نئی روشنی سے روشناس ہو۔ آپ وزیرستان اور ایسے مختلف پسماندہ علاقہ جات کے بچوں کو جہاں تعلیمی سہولیات میسر نہ ہو سکتیں اپنے ہاں دربار حضرت سلطان باہوؒ لے آتے اور ان کی تعلیم و تربیت، رہائش و خوراک کا خود بندوبست فرماتے۔

آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں آج وزیرستان کے گاؤں گاؤں کے ڈاکٹرز، انجنیئرز، جرنیل اور اعلیٰ سرکاری حکام ملک و قوم کی خدمت میں مصروفِ کار ہیں۔

اسی طرح آپ نے قبائل کو زمینیں کاشت کرنے اور باغات لگانے کی رغبت اور تربیت دی۔ جس سے اب وزیرستان کے عوام لاکھوں روپیہ کما رہے ہیں اور باعزت و خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔

Marfat.com

گلہائے عقیدت

صوفی اصغر علی اصغر
اڈہ مرید والا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

مرحبا صد مرحبا اے پیر باھُوؒ کے فقیر
مرحبا اے شہنشاہ قبلہ غلام دستگیرؒ

مرحبا سلطان باہُو کے دلارے مرحبا — مرحبا اے راستیؒ کے جگر پارے مرحبا
مرحبا صد مرحبا اسے رازدارِ کُن فکاں — رہنمائے کاملاں و پیشوائے سالکاں
مرحبا اے خاندانِ علویؑ کے چشم و چراغ — بھر دیئے تو نے ہزاروں بے سہاروں کے ایاغ
میری پلکوں پر دیے روشن رہیں گے یاد کے — جب تلک ہے روح میری دام میں صیاد کے
میرے اشکوں سے قلم میرا ہوا ہے باوضو — مرحبا اے نائبِ سلطان باہُو ہُو بہو
کامل و اکمل مکمل قطبِ عالم دستگیرؒ — اولیائی پارسائی بے مثال و بے نظیر
بادشاہی سے بھی بہتر ہے گدائی آپؒ کی — خون کے آنسو رلاتی ہے جدائی آپؒ کی
آپ کے چرچے کئے ہیں کابل و قندھار نے — خشک ٹُڈھ کو سبز کر دکھلایا جب سرکار نے
آپ حق باہُوؒ کے گلشن کے نرالے پھول ہیں — بارگاہِ غوثیتؓ میں بے پناہ مقبول ہیں
جانتا ہے سب زمانہ فخر تھے کشمیر کے — جلوے شہزادوں میں دیکھو آپؒ کی تصویر کے
آپ علم و معرفت کے مخزنِ اسرار تھے — کارروانِ عشق کے واللہ سپہ سالار تھے
درد کی دولت انہیں قدرت نے کر دی تھی عطا — فقر کی وہ سلطنت کے تاجور تھے باخدا
آپ نے مردہ ضمیروں کو کیا روشن ضمیر — تب ہی تو ہے آپ کا اسم گرامی "دستگیر"
اے شہنشاہ اب ہماری التجا سُن لیجئے — دستگیرا ہماری دستگیری کیجئے

بے نوا اصغر گدا ہے آپ کے دربار کا
مانگتا ہے خیر صدقہ حیدرِ کرارؑ کا

یہ منقبت فیصل آباد میں ڈاکٹر حافظ بشیر احمد سلطانی اور دیگر ارادت مندوں کے زیر اہتمام ۲۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے عرس سراپا قدس کی تقریب سعید میں پیش کی گئی۔ (مرتب)

Marfat.com

مردِ حق آگاہ

چودھری محمد حسین صوبائی کنوینر تحریک استحکام پاکستان صدر انجمن آرائیاں (بلوچستان) (مالک چیمپئن ٹمبر کوئٹہ)

....اور پھر یہ معلوم کر کے دل شاد ہوا کہ
آج کے دور میں بھی ایک "مردِ حق آگاہ" کی زیارت نصیب ہوئی یعنی وہ
لمحے جب جن کی صحبت نصیب ہوتا سالوں کی عبادت پر بھاری ہوتا ہے، اقبال کے مصرعہ کا ورد کرتے
اور حضرت کے چہرے کی طرف دیکھتا۔ معلوم ہوتا کہ نور کی کرنیں ہر سو پھیل رہی ہیں:

چودھری محمد حسین صاحب آرائیں ایک محب وطن، بااخلاق، ملنسار، زندہ دل اور علمی ادبی ذوق کے مالک ہیں اور بلوچستان کے بڑے تاجروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

حضرت صاحب قبلہ سے ان کی کوئی باقاعدہ ملاقات نہیں ہوئی البتہ حضرت صاحب اور چودھری صاحب سول ہسپتال کوئٹہ کے ایک ہی وارڈ میں ساتھ ساتھ بیڈز پر داخل تھے وہاں بھی آپس میں کوئی بات چیت نہ ہوئی۔

زندگی میں کوئی بات چیت نہ ہو سکنے کے باوصف اور جماعت اسلامی کے نظریات رکھنے کے باوجود چودھری صاحب موصوف نے حضرت صاحب قبلہ کو "مردِ حق آگاہ" کیوں کہا اور "ان کے چہرہ اقدس سے ہر سو نور کی کرنیں پھیلتی" کیسے دیکھیں؟ انہی سے سنیئے! ——— مرتب

Marfat.com

سلطان ارشد تو قبلہ حضرت غلام دستگیرؒ کے متعلق اپنے تاثرات کے اظہار کا
سندیسہ دے کر چلے گئے اور مجھے یادوں کے حوالے کر گئے۔ ان کی قربت میں گزر
والے لمحات ایک فلم کی طرح آنکھوں میں آنے لگے۔ سارا دن سوچتا رہا کہ میں تو
حضرتؒ کی آواز بھی نہ سن پایا تھا۔ اپنے جذبات کا اظہار کیونکر کروں گا۔ انہی خیالا
میں گم رات کو سویا تو حضرت سے خواب میں ملاقات ہوئی اور خوب باتیں ہوئیں

" دنیا دار پیروں کے متعلق میرا تجربہ کچھ اچھا نہیں ہے۔ میں نے جو حضرات
اس لبادہ میں بچپن سے اب تک دیکھے ان کو چرس اور بھنگ کا رسیا ہی پایا۔ میر
والد بزرگوار پیر حضرات کا بہت احترام کرتے تھے اور ہر کہ و مہ کو عقیدت کی نظر
دیکھتے مگر میں شروع سے ہی ناقدانہ نظر سے دیکھتا اور آج تک صرف چند مخصوص
شخصیات سے متاثر ہوا تھا۔

اعلیٰ حضرت سے ملاقات نہیں بلکہ ان کی زیارت کا موقع بھی اس وقت میسر
جب ہم دونوں سفر آخرت کی تیاری میں تھے۔ ہوا یوں کہ ۸ اگست ۱۹۸۶ء رات ا
بجے مجھ پر درد دل کا دورہ پڑا۔ نیم بے ہوشی میں مجھے ہسپتال لے جایا گیا۔ چند رو
امراض قلب کے وارڈ میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے میں کسی دوسرے وارڈ میں رہا پھر
خالی ہونے پر شعبہ قلب میں منتقل کر دیا گیا۔ یہاں مجھے سٹریچر پہ ڈال کر لایا گیا۔ کچ
سنبھلنے پر گردوپیش کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ میرے پہلو میں ایک روشن چراغ، نورا
چہرہ، غم دوراں سے بے نیاز ہلکے ہلکے سانس لے رہا ہے۔ لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ
میں شہری اور بیرون شہروں سے آنے والے ادنیٰ و اعلیٰ، افسر اور تاجر، فقیر ا
اور وزیر سب شامل ہیں۔ ان کی زیارت کے لئے مؤدبانہ حاضر ہوتے اور چند لم
ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے جیسے کسب فیض کر رہے ہوں۔ اور نم دیدہ واپس ہو جاتے۔ پ
ایک اور ٹکڑی دبے پاؤں آ جاتی (دا ور) یہ سلسلہ آمد و رفت شام و سحر جاری رہت
آنے جانے والوں میں اکثر شناسا صورتیں بھی تھیں جن کو دیکھ کر میں سوچت
یہ جدید تعلیم یافتہ اور ذہین لوگ کسی " پیشہ ور پیر" کے دھوکے میں آنے والے نہ

Marfat.com

تجسس ہوا تو معلومات حاصل کیں اور پھر یہ معلوم کرکے دل شاد ہوا کہ چلو آخری لمحے ہی سہی ایک " مردِ حق آگاہ" کی زیارت نصیب ہوئی ۔ یہی تو وہ لوگ ہیں جن کی ایک صحبت نصیب ہونا سالوں کی عبادت پہ بھاری ہوتا ہے ۔ اقبالؒ کے مصرعہ کا ورد کرتا اور حضرت صاحب کے چہرہ کی طرف دیکھتا ۔ معلوم ہوتا کہ نور کی کرنیں ہر سو پھیل رہی ہیں ۔

ع نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کا مفہوم پہلی بار پوری طرح سمجھ میں آ رہا تھا ۔

میں نے حضرت صاحب کو خواب میں جہاد پر جانے والوں کے جھرمٹ میں مجاہدانہ لباس پہنے ہوئے دیکھا ۔ فرما رہے تھے کہ

"جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے ۔ آؤ ! شہید ہو کر بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرنے چلیں ۔"

حضرت آخری سفر پر روانہ تھے ۔ چہرہ مبارک یوں مطمئن تھا جیسے اپنی منزل کو دیکھ کر مطمئن اور شاد ہوں ۔

آخر وہ رات بھی ہسپتال کی یاد آئی ۔ میں نیند کی گولی کھا کر سو گیا ۔ آخری شب اٹھ کر بیٹھا تو دیکھا کہ حضرت کا بستر خالی ہے ۔ کسی سے پوچھنے کا یارا نہ ہوا ۔ مجھے جاگتا دیکھ کر ساتھ والے مریض نے کہا کہ " بابا جی رات اپنے حقیقی مالک سے جا ملے ۔"

اس خاموشی سے ان کا گزر جانا ، ان کے اہلِ خانہ کا بغیر کسی واویلا مچائے ان کو وہاں سے اٹھا کر لے جانا ، عقیدتمندوں کا ایسے سفر کے وقت اپنے محبوب مرشد سے جدا ہوتے ہوئے ضبط کرنا ، ان کا اعلیٰ ظرف ہی نہیں اس بات کا بھی ثبوت تھا کہ وہ دینِ برحق کی جزئیات تک کے واقف اور ان پر کاربند ہیں ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

Marfat.com

جان بجاناں رفت

مجاہد حاجی محمد ایوب خاکی ولسوال (سابق اسسٹنٹ کمشنر) قندھار، افغانستان

شیخ و ہم عارف بُود الحاج غلام دستگیر — باز پیرِ طریقت بُود گشت مجاہد در
از عدم گشت بوجود چون فقیر آمد دلیر — از سلوک و کسب عالم گشت پیر مجاہد
خاندان طریقت است از اولادش حق باہو — سلطان عارفین از حقیقت بود وجدش ب
شاعر و ہم ادیب بود بخدمت شد درجہان — از اخلاق عالم شریف بود با عزت رفت
خدمتگار بود به انسان ہم ازجان ہم بزبان — گرفتار بود با خدا ہم درنہان ہم در
از نیست آمده بود بخاک رفت معدوم شد — جان بجاناں رفت بحق گشت مخدو
بتاریخ ماند شیخ ہم عارف درجہان — الوداع الوداع رفت شیخ از

من غلام بدر بار سر وادی عارفین ام
ایوبؔ گناه گار قوم افغان ہست غمگین ام

Marfat.com

عشق و معرفت کے رمز آشنا

...مد عبد اللطیف مرزا معتمد مالیات بزم باہو بلوچستان واسسٹنٹ ڈائریکٹر سمال انڈسٹریز بلوچستان (کوئٹہ)

...قبلہ حضرت صاحبؒ کا انداز گفتگو اتنا مدبرانہ، عاشقانہ اور مشفقانہ ہوتا کہ مجلس کا ہر شخص گرویدہ ...تا۔ آپ دین حق کا ایسا سر چشمہ تھے جس سے لاکھوں تشنگان علم و معرفت فیض یاب ہوئے۔ جناب نے ...اقوال و افعال کی بدولت تجدید و احیائے دین میں اہم کردار ادا کیا۔

صاحب مضمون محمد عبد اللطیف مرزا صاحب ایک صوفی منش درویش طبع انسان ہیں۔ خانوادہ غوث الاعظم و سلطان العارفین سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔

حضرت صاحب قبلہ نے ۱۹۶۰ء میں کلی کیچی بیگ کوئٹہ میں آستانہ دستگیر کی بنیاد رکھی اور پھر تسلسل سے ہر سال معہ اہل و عیال گرمیاں گزارنے ادھر تشریف لے آتے اور تقریباً تین ماہ قیام فرماتے۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے مجھے یاد ہے کہ ایم لطیف صاحب ہمیشہ چھٹی کے دن (پہلے اتوار اور اب پھر جمعہ کو) بلا ناغہ آستانہ ضرور آتے ہیں اور الحمد اللہ یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت صاحب قبلہؒ کے آخری ایام میں ایم لطیف صاحب روزانہ بچے چلے پھر ہسپتال تشریف لاتے اور باقاعدہ حضرت صاحب کی خدمت کرتے۔ بعد از وصال جب حضرت صاحب کو دربار حضرت سلطان باھوؒ لایا جارہا تھا تو بھی ایم لطیف صاحب (اور خواجہ غلام صاحب) ایمبولینس میں صندوق مبارک کے ساتھ بیٹھے۔ تمام راستہ تلاوت کلام پاک کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔

حضور پیر صاحب آف واناؒ سے بیعت ہونے کے علاوہ اپنے خلوص عقیدت کے باعث آپ حضرت صاحبؒ کو اور ہم سب کو بہت عزیز ہیں (مرتب)

Marfat.com

قبلہ جناب حضرت صاحب الحاج سلطان غلام دستگیر القادریؒ فخر کشمیر سے پہلی ملاقات اکتوبر ۱۹۵۹ء میں کھوسو ہاؤس فیملی لائن جیکب آباد میں ہوئی۔ وہاں آپ جناب قبلہ عالم لیفٹیننٹ کرنل غازی کشمیر پیر صاحب السید یوسف الگیلانی القادری الرزاقی پیر آف وانا جو کہ ایک جامع اوصاف، عالم باعمل اور عارف کامل ہستی تھے کے ساتھ تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس دن مجھے جناب پیر صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا اور پیر صاحبؒ کے حسب ارشاد حضرت صاحبؒ نے اپنے دست مبارک سے پیر صاحبؒ کے مریدین کی کتاب میں میرا نام درج فرمایا۔

یہ حضرت صاحبؒ سے پہلی ملاقات تھی۔ پھر دوسری ملاقات ۱۹۶۰ء میں کوئٹہ میں ہوئی جبکہ حضرت صاحبؒ کوئٹہ کے نواح میں کلی کیچی بیگ میں اپنا آستانہ تعمیر فرما رہے تھے اور پھر مجھ عاجز کی قسمت کھل گئی اور یہاں ان کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوتی۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی اس عالم آب و گل میں بنی نوع انسان کو ہدایت کی ضرورت پیش آئی تو ان کی ہدایت کے لئے رب جلیل نے ایسی برگزیدہ ہستیوں کو پیدا فرمایا جنہوں نے اپنی زندگی کے آرام و سکون کو ٹھکرا کر فقر و فاقہ اور کرب و الم کو اپنا کر مخلوق خدا کی خدمت کے لئے اپنے حجروں سے باہر نکل آئے۔ اسی مناسبت سے حضرت صاحبؒ قبلہ کا ذکر کر رہا ہوں جن کے قریب رہنے کا شرف اس عاجز درویش کو نصیب رہا۔ آپ کو میں نے ہر معاملہ میں امیر و غریب سے یکساں اور مشفقانہ سلوک کرتے پایا۔ آپؒ صرف ولی کامل ہی نہ تھے بلکہ بہت بڑے عالم دین اور دانشور تھے۔ حضرت صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ سیاست کو سمجھنے کے لئے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ ورنہ سیاست پلے نہ پڑے گی اور جھوٹی سیاست کے کانٹوں میں دامن الجھ جائے گا۔

قبلہ حضرت صاحبؒ بڑے معاملہ فہم اور اعلیٰ یادداشت کے مالک تھے جو شخص بھی جناب کی خدمت میں حاضری دیتا اسے پہچاننے میں ذرا دیر نہ لگتی۔ اس کے خاندان اور قوم و علاقہ کے مختلف افراد کا نام لے لے کر ان کا حال دریافت فرماتے

ور اپنی روحانی قوت سے نووارد کے دل کی باتیں اس بلند پایہ احسن طریقہ سے بیان فرماتے
کہ وہ شخص خود حیران رہ جاتا اور آپؒ کی قدم بوسی کے بغیر نہ رہتا۔

قبلہ حضرت صاحب کو دینِ متین سے از حد لگاؤ تھا۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی دین حق اور سلوک قادریہ کی ترویج و ترقی میں گزاری۔ ملک بھر میں دینی مدارس "انوار باہُوؒ" کا جال بچھا دیا جن کے بنیادی اخراجات کا ذمہ خود اٹھاتے۔ کوئٹہ بردری روڈ پر واقع کلی دین محمد ریئسانی میں بھی ایک مرکزی دارالعلوم غوثیہ رضویہ انوار باہُوؒ قائم فرمایا۔ اس مدرسہ کے بارے میں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ" یہ بلوچستان میں رشد و ہدایت کی ایسی شمع ثابت ہو گا جس سے سارا بلوچستان دین حق کی روشنی سے منور ہو جائے گا۔"

حضرت صاحب قبلہ کے بارے میں میری دلی کیفیت یہ ہے کہ قطعاً اس بات پر یقین نہیں آتا کہ آپ اس فانی دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ ولی کامل چاہے اس دنیا میں ہو یا اگلے جہان میں اس کی نگاہیں اور نوازشیں اپنے ہر مرید پر ہوتی ہیں صرف محبت اور یقین شرط ہے۔

قبلہ حضرت صاحبؒ دوسرے امور کی طرح لباس میں بھی شریعت وسنت کی پیروی مقدم رکھتے۔ کبھی آپ نے غیر شرعی لباس زیب تن نہ فرمایا اور اپنے اہل خاندان اور ارادت مندوں کو بھی ارشاد فرماتے کہ" صاف ستھرا شرعی لباس ہی مومن کی نشان اور پہچان ہے۔"

آپ فرمایا کرتے تھے کہ" اس مادی دور میں دین حق کی راہ میں چھوٹے سے چھوٹا کام بھی جہاد صغیرا ہے اور جہاد اکبر اللہ تبارک تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا ہے۔ حضور پرنور اور ان کے صحابہ کرام و اہل بیت اطہار نے بنفس نفیس جہاد میں حصہ لیا۔ حتیٰ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے خانوادہ سمیت اپنا سر اقدس بھی قربان کر دیا۔"
اور پھر جلال میں آ کر فرماتے کہ" اب یہ سکھایا جا رہا ہے کہ جہاد مت کرو" اور حاضرین مجلس کو نہایت شفقت سے فرماتے کہ" ایسے لوگوں سے بچو جو جہاد جیسے بڑے فرض اور سنت سے روکتے ہیں اور گمراہ کن تبلیغ کرتے ہیں۔"

Marfat.com

قبلہ حضرت صاحبؒ کو جناب پیر صاحب السید یوسف الگیلانی بغدادی پیر آف داتا؟
سے اس قدر والہانہ محبت اور عقیدت تھی کہ زندگی میں زیادہ وقت ان کی خدمت میں
گزارنے کی کوشش فرماتے۔ یہ کشش اور کوشش ہر دو طرف سے تھی۔ جب آپ پیر صاحبؒ
سے ظاہراً دور ہوتے تو بھی ان کی یاد ہمیشہ تازہ رکھتے۔ آپ فرماتے تھے کہ قبلہ پیر صاحبؒ
سے محبت کا سبق آپ کو آپ کے والد ماجد سے ملا تھا۔ حضور پیر صاحب آف داتا؟
کے اس دنیا سے (۲۸ اپریل ۱۹۷۸ء کو) پردہ پوش ہو جانے کے بعد تو قبلہ حضرت
صاحب کا یہ عالم ہو گیا کہ ان کو اپنی زندگی میں کچھ مزہ نہ رہا۔ اکثر آپ کی آنکھیں پُر نم
رہتی تھیں۔ قبلہ حضرت صاحب کے چہرہ مبارک پر نور کی کرنیں دیکھ کر اپنی جھولیاں
مرادوں سے بھرنے کی خاطر ان کے سامنے کوئی درویش قبلہ پیر صاحب آف داتا؟ کا
ذکر خیر چھیڑ دیتا تو پھر

ع وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

عشق مرشد سے عشق رسولؐ اور پھر عشق الٰہی تک بات جا پہنچتی اور چہرہ اقدس جوش
عشق سے سرشار اور پر جلال ہو جاتا۔ پیشانی مبارک سے بکھرتی نورانی کرنیں دیکھنے کی
تاب نہ ہوتیں۔ اور ایسے ہی فیض آگیں لمحات کے لئے کہا گیا ہے کہ

ے درویشو فقیرو بھر لو جھولیاں مرادوں سے
کہ اب ذکر حبیب آیا کہ اب آنکھوں میں اشک آئے

اور آپ شفقت بھری نگاہوں سے حاضرین کو تلقین فرماتے کہ " اندر کی میل کو دور
کرو تاکہ تمہیں دین حق کو سمجھنے کی توفیق ہو اور معرفت الٰہی حاصل ہو۔"

الغرض قبلہ حضرت صاحبؒ کیا کچھ نہ تھے۔ ایک کامل ولی ہونے کے سبب عشق و
معرفت کی ہر رمز سے آشنا، دین اسلام کی تمام باریکیوں سے واقف، نہایت مدبر، درد مند،
حق شناس اور ہر ایک کے غم خوار تھے۔ آپؒ کے جملہ اوصافِ جمیلہ کا احاطہ کرنا مشکل ہی
نہیں ناممکن بھی ہے۔

اس عاجز ناقص، بندہ خاکی، درویش کو اچھی طرح یاد ہے کہ قبلہ حضرت صاحبؒ

Marfat.com

کا انداز گفتگو اتنا مدبرانہ، عاشقانہ اور مشفقانہ ہوتا کہ مجلس کا ہر شخص گرویدہ ہوجاتا۔ آپ دین حق کا ایک ایسا سرچشمہ تھے جس سے لاکھوں تشنگان علم و معرفت فیض یاب ہوئے جناب نے اپنے اقوال و افعال کی بدولت تجدید و احیائے دین میں اہم کردار ادا کیا۔

ے
لب پہ کبھی فغاں ہے کبھی آہ سرد ہے
دل میں ہے اک چبھن تو کلیجے میں درد ہے
دیکھو تمہیں لطیف ہے آزار عشق کا
آنسو بھرے ہیں آنکھ میں چہرہ بھی زرد ہے

حرم شریف میں پہلی دعا

ایک بار آپ نے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ بیت اللہ شریف پر جب پہلی بار نظر پڑے تو جو دعا مانگی جائے وہ شرف قبولیت حاصل کرلیتی ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ "حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو پہلی دعا یہ مانگی کہ "یا اللہ! میں جو بھی دعا مانگوں اسے قبول فرما" آپ نے پہلی مرتبہ کیا دعا مانگی تھی" آپ کا چہرہ مبارک پر جلال ہوگیا اور فرمایا کہ "امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت حرص فرمایا ہے۔ میں نے عرض کی کہ یا اللہ جل شانہ! میں نہ عالم فاضل ہوں اور نہ مجھے دعائیں طلب کرنے کا سلیقہ اور سمجھ بوجھ ہے۔ میرے لئے جو تجھے پسند ہے اور میں جس چیز کے قابل ہوں مجھے عطا فرما۔ تیری عطا بے بہا ہے ہماری سمجھ ناقص ہے اور ہماری آرزوئیں بھی سمانے کیسی ہیں؟ میں رضی بہ رضا ہوں۔ یا اللہ! جو تیری رضا و منشا ہے۔ مجھے وہ قبول ہے" رضائے الٰہی پر قائم رہنے کا اتنا بڑا مقام جو آپ کو قدرت کی طرف سے ودیعت ہوا تھا۔ ایک مثالی مقام ہے۔

از۔ الحاج سلطان حامد نواز القادری جانشین سلطان العصر

Marfat.com

ہدیۂ عقیدت

بحضور حضرت صاحب الحاج سلطان غلام دستگیرؒ
ناشاد القادری قدس سرہ العزیز

منجانب علی فقیر قادری مرحوم (تاریخ وفات ۸ مئی ۸۷ / ۲۰ رمضان المبارک) شالامار ٹاؤن لاہور

شعدوں کے آستاں پر رحمت برس رہی ہے
بغداد کے مکیںؓ کی عظمت برس رہی ہے

حسنینؑ کی نسبت ہے خیر النساءؓ کا صدقہ
دیدارِ مصطفیٰؐ کی دولت برس رہی ہے

اِسی در پہ دستگیریؓ اس در پہ مُصطفائیؐ
نسبت کا فیض ہے جو نعمت برس رہی ہے

اے بے کسوں کے سلطانؒ ناشاد کر نہ ہم کو
تیرے ہی در پہ تیری الفت برس رہی ہے

آئے ہوئے یہاں پر سلطان العارفینؒ ہیں
کتنا سکوں کا عالم راحت برس رہی ہے

میں فقیر قادری ہوں للہ مجھے نبھانا
ہر اِک نبیؐ کی تجھ پہ حُرمت برس رہی ہے

Marfat.com

برصغیر کے اولیائے کرام میں

حضرت صاحبؒ کا مقام

سلطان محمد محسن حسین — دربار حضرت سلطان باہوؒ ضلع جھنگ

قبلہ حضرت صاحبؒ کا اگر برصغیر کے اولیائے کرام و صوفیائے عظام سے موازنہ کیا جائے تو کسی نہ کسی پہلو سے وہ تمام اوصاف جو ان برگزیدہ ہستیوں میں پائے جاتے ہیں آپ میں بھی موجود تھے۔

سلطان محمد محسن حسین چھوٹا صاحب حضرت الحاج سلطان نور حسینؒ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں، آجکل ایف اے میں زیر تعلیم ہیں۔ تاریخ سے گہری دلچسپی اور علمی و ادبی ذوق کے مالک ہیں۔ خوبصورت افسانے لکھتے ہیں۔

حضرت صاحبؒ قبلہ کو بہت پیارے تھے اور آپ کے آخری ایام میں محسن سلطان نے آپ کی بیحد خدمت کی۔ "حضرت غلام دستگیر اکادمی" کے لئے بھی محسن سلطان بہت پُرجوش جذبے رکھتے ہیں۔ اور معاونت کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

تاریخ اسلام سے دلچسپی کے باعث انہوں نے اسی حوالہ سے حضرت صاحبؒ پر زیر نظر مضمون تحریر کیا ہے۔ دیکھئے کہ انہوں نے اس نازک موضوع کو کس خوبصورتی سے نبھایا ہے۔

مرتب ————————

Marfat.com

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت و ترویج کا سہرا اولیائے کرام کے سر پر ہے اور ان اولیاء کرام کے اسمائے گرامی کی درخشندگی و تابندگی کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

سلاطین دہلی کے عہد حکومت (۱۱۹۲ تا ۱۵۲۶) کا جائزہ لیں تو صوفیائے کرام کے کارہائے نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان صوفیا میں حضرت داتا گنج بخش، حضرت سخی سرورؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔

اسی طرح مغلیہ دور حکومت پر نظر ڈالیں تو اس نازک دور میں دین اسلام کی بے پناہ خدمت انجام دینے والوں میں حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت میاں میرؒ، حضرت سلطان باہوؒ اور خود اورنگ زیب عالمگیر (ایک دیندار بادشاہ) نمایاں مقام پر فائز نظر آتے ہیں۔

ان اولیاء کرام نے اپنے دور کے حالات و مسائل کے مطابق اسلام کی خدمت کی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مسلمانوں کو اکبر اعظم کے دین الٰہی سے چھٹکارا دلایا۔ حضرت سخی سرورؒ اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے رتبۂ شہادت پر متمکن ہوئے۔ حضرت میاں میرؒ نے بگڑے ہوئے مغلیہ شہزادوں کی اصلاح فرمائی۔ اور حضرت سلطان باہوؒ کے صرف دیدار سے ہزارہا بد مذہب اسلام لائے آپ نے اورنگ زیب عالمگیر کی کامیابی کی دعا فرمائی اور اس کی گزارش پر اسے ایک اہم رسالہ "اورنگ شاہی" تحریر فرما دیا۔

تحریک پاکستان کے دوران بھی اسلام اور پاکستان دشمنوں کے زور کو توڑنے کے لئے اور پھر قیام پاکستان کے بعد اس کو اندرونی و بیرونی سازشوں اور خلفشار سے محفوظ و مامون رکھنے کے لئے بھی ایک اللہ والے کی ضرورت تھی۔ اور یہ کام سلطان العارفین ثانیؒ حضرت صاحب سلطان غلام دستگیر القادریؒ نے سرانجام دیا۔ جن کی وجہ سے حضرت سلطان باہوؒ نے اپنے فیض کا دریا ایک بار پھر تشنہ لب لوگوں کے لئے جاری فرما دیا۔ حضرت صاحبؒ نے اسلام اور ملک کی خدمت اور وفاداری کے لئے نہ صرف ذہنی طور پر لوگوں کو تیار فرمایا بلکہ بنفس نفیس اپنے مریدین و معتقدین کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا۔ اور ساری زندگی عشق رسولؐ اور جہاد فی سبیل اللہ کا سبق دیتے رہے۔

Marfat.com

اب ہم آتے ہیں برصغیر پاک و ہند کے اولیائے کرام میں حضرت صاحبؒ کے مقام و مرتبہ کی طرف۔ اس ضمن میں مختلف اولیائے کرام کی چند خوبیاں بیان کروں گا جو کہ حضرت صاحبؒ میں بھی بدرجہ اتم موجود تھیں۔

حضرت داتا گنج بخشؒ نے عراق و شام کا دورہ فرمایا اور وہاں کے اولیا کرام سے فیض یاب ہوئے نیز حضرت داتا گنج بخشؒ صاحبِ دیوان (شاعر) تھے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے بھی سعودی عرب، عراق، ایران، افغانستان، کویت، بحرین اور برطانیہ کے دورے فرمائے اور اسلام کی تبلیغ فرمائی اور وہاں کے صاحبانِ علم و عرفان سے ملاقاتیں کیں اور حضرت صاحبؒ کی شاعری کے بھی کئی دیوان موجود ہیں۔

حضرت سخی سرورؒ نے اپنی زندگی کا مشن صرف خدمت اسلام کو بنا رکھا تھا۔ حضرت صاحبؒ نے بھی اپنی زندگی دینِ حق ہی کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو اولیائے کرام میں ایک بلند مقام حاصل ہے اور آپ سلطان الہند مشہور ہیں۔ اور آپ بھی ایک اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے۔ آپ کے اشعار کی تعداد آٹھ ہزار بتائی جاتی ہے۔ حضرت صاحبؒ کو بھی اولیاء اللہ میں ایک بلند مرتبہ حاصل ہے۔ آپ کو سلطان المشائخؒ اور سلطان العارفین ثانیؒ بھی کہا جاتا ہے اور آپ کے اشعار کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے جو کہ یقیناً آٹھ ہزار سے کم ہرگز نہیں۔

قبلہ حضرت صاحبؒ کا اگر برصغیر کے تمام اولیاء کرام و صوفیائے عظام سے موازنہ کیا جائے تو کسی نہ کسی پہلو سے وہ تمام اوصاف جو ان برگزیدہ ہستیوں میں پائے جاتے ہیں آپ میں بھی موجود تھے۔ اس طرح حضرت صاحبؒ ایک بلند مقام پر جلوہ افروز نظر آتے ہیں۔ سو یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ آپ "سلطان الفقر" ہیں۔

Marfat.com

غلام دستگیرم تورلیمه دی

خلیفه محمد اسلم قادری لیډر پونده پټهان ـ کوئټه

سترګې مې ډکې په ژړا شوې
پیر مې نشته زړه چاته ور وړومه
زړه مې ټوټې ټوټې شوې خدایه
بره ټوټه مې د خیل پیرناره وینه
پیران مې وارځ تورلیمه دی
غلام دستګیر کیسې مې درد ورله زمانه دی
څوک چه دی خدایه برخه غواړی
کچکول د جوړکړی د خیل پیر دربار د غواړی
چه کله کله راپا یاد رشې
سترګې مې ډکې اوښکې مرې مرې تویوینه
صفت د کرم نه په مرضین م
ما غلام دستګیر پیر غوندی بل پیر نه ولیدینه
سرله دربار ه که راپور ته
له ډیره غمه به په دربار د کړه وخیژمه

مُرشدِ کامل

ڈاکٹر حافظ بشیر احمد، حق باہوؒ کلینک، ستیانہ روڈ فیصل آباد

وہاں یہ منظر دیکھ کر دم بخود رہ گیا کہ جس بزرگ کی کچھ عرصہ قبل خواب میں زیارت کی تھی وہ قبرستان میں موجود ہیں اور اپنے چلو میں پانی بھر کے مزارات پر چھڑکاؤ کر رہے ہیں۔

حق باھو کلینک فیصل آباد میں داخل ہوتے ہی ہر سمت دیواروں پر مقدس مقامات اور محترم شخصیات کی تصاویر کے علاوہ بڑے بڑے فریموں میں حضرت سلطان العارفینؒ اور حضرت سلطان العصر (ناشاد القادری) کا کلام دیکھ کر ڈاکٹر حافظ محمد بشیر احمد صاحب کے ذوق وشوق کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ آپ کے گھرانہ کے اکثر افراد حافظ قرآن ہیں۔ آپ ایک باشرع، با اخلاق، مخلص اور ملنسار شخصیت کے مالک ہیں۔ مذہبی و روحانی محافل کے انعقاد کا بہت ذوق رکھتے ہیں۔ آپ چودہ سال تک مرشد کامل کی تلاش میں رہے اور بالآخر ان کی طلبِ حقیقی نے انہیں مرشدِ کامل تک کس طرح پہنچایا؟ اور انہوں نے مرشدِ کامل کو کیسے پایا؟ انہی کی زبانی سنیئے۔

مرتب

Marfat.com

دربار قدس حضرت سلطان العارفینؒ کی زیارت کا شرف مجھے پہلی مرتبہ ۱۷ سال کی عمر میں ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ بمطابق دسمبر ۱۹۶۱ء کو حاصل ہوا تو حضرت سلطان العارفینؒ کی ذاتِ اقدس سے گہری عقیدت و محبت پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد بارہا حاضریاں نصیب ہوتی رہیں اور حضور کی چند کتابوں کے مطالعہ کا شوق و شرف بھی حاصل رہا۔ ان تصانیف کے مطالعہ سے آپ کے اعلیٰ و ارفع مقام اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی عظمت و شان کا پتہ چلا تو اس سلسلہ ہی میں بیعت ہونے کے لئے شیخ کامل و مکمل، صاحب شریعت و طریقت کی جستجو کا معمہ شروع ہو گیا۔ جب بھی دربار اقدس پر عرس شریف کے موقع پر حاضری ہوتی تو شیخ کامل کی تلاش میں رہتا۔ یہاں تک کہ اس کوشش میں چودہ برس گزر گئے۔ ۱۹۷۰ء میں بیعت ہونے کا شوق ہوا اور ۱۹۸۴ء تک تلاش شیخ کامل ہی میں سرگرداں رہا۔ اتنے طویل عرصہ میں کوئی بھی وظیفہ برائے حاجت روائی و مشکل کشائی یا عمل، ستخارہ پڑھا یا سنا، پڑھتا اور عمل کرتا رہا۔ ہر نیک محفل میں اور مقدس مقامات پر حاضری کے وقت اور مقدس شب و روز میں عبادات کے دوران بھی مرشد کامل ہی کی سعادت نصیب ہونے کی خداوند کریم سے التجائیں کرتا رہا۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ـ

کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس گنہگار پُر تقصیر کی دعاؤں کو شرفِ اجابت سے نوازا کہ خواب میں حضرت سلطان العارفینؒ کے دربار اقدس کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضورؒ کا مرقد مبارک سطح زمین سے تقریباً ایک بالشت بلند نظر آیا اور اس کے اوپر ایک پلنگ سجا ہوا دیکھا۔ اس پلنگ پر ایک ضعیف العمر نورانی بزرگ کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہ بزرگ پہلو کے بل مشرق کی طرف چہرہ مبارک کئے بیدار لیٹے ہوئے تھے۔ نورانی صورت، سفید ریش مبارک، بدن پر ریشمی لحاف اوڑھے ہوئے، صرف چہرۂ انور لحاف سے باہر تھا۔ میں آپ کے بازوؤں کو اپنے ہاتھوں سے دبا رہا تھا۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ یہ ایک اشارہ تھا۔ جسے میں سمجھ نہ سکا اور اس واقعہ کو تقریباً فراموش کر بیٹھا تھا۔ کچھ عرصہ بعد محرم الحرام کے عرس مبارک کے موقع پر دربارِ حضور حاضری نصیب ہوئی۔ ۱۰ محرم الحرام کو ۱۱ بجے دن

Marfat.com

دربار اقدس کی غربی جانب قبرستان میں جا نکلا۔ وہاں یہ منظر دیکھ کر دم بخود رہ گیا کہ جس بزرگ کی کچھ عرصہ قبل خواب میں زیارت کی تھی وہ قبرستان میں موجود ہیں اور اپنے چلو میں پانی بھر کے مزارات پر چھڑکاؤ کر رہے ہیں۔ ان کے گرد بلوچوں، سندھیوں اور خصوصاً پٹھانوں کا ایک جم غفیر موجود ہے جو آپ پر پروانوں کی طرح نثار ہو رہے ہیں اور فرطِ محبت اور جوش عقیدت سے "اللہ ہُو" "حق باہُوؒ" کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ میری نظر اس بزرگ شخصیت کی ماہ جبیں پر پڑنا تھی کہ ان کی نظر کرم کا ایک محبت بھرا تیر میرے قلب و نظر میں پیوست ہو گیا اور پھر میں ہمیشہ کے لیئے ان ہی کا ہو کر رہ گیا۔ کچھ دیر بعد جب میں سکتہ کے عالم سے نکلا تو میں نے کسی قریبی شخص سے دریافت کیا کہ "یہ نورانی صورت بزرگ کون ہیں؟" تو اس نے بتایا کہ یہ بزرگ حضرت سلطان العارفینؒ کی اولاد پاک سے حضرت سلطان غلام دستگیر القادری ہیں۔ اس کے بعد میرا مکمل قلبی لگاؤ قبلہ حضرت صاحبؒ سے ہو گیا۔ آپؒ کی خدمت میں حاضری دینا، آپ کی صحبتوں اور محفلوں سے مشرف ہونا میرا معمول بن گیا۔ آپؒ کے قول و فعل، نشست و برخاست، گفتار و کردار، اعمال و عبادات پر دھیان رکھتا اور تجسس میں رہتا۔ دل ہی دل میں بیعت کا شوق مزید زور پکڑتا گیا مگر خاموش رہا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کمال شفقت و محبت سے پیش آتے۔ جب کبھی فیصل آباد تشریف لاتے تو احقر کی التجا پر غریب خانہ پر ضرور قدم رنجہ فرماتے اور اکثر رات بھی قیام فرماتے اور میں آپ کی صحبتوں اور مجلسوں سے فیض یاب ہوتا رہا۔ اب کئی بار خواب میں کسی خانقاہ کی زیارت ہونے لگی۔ خواب کے اندر تو یہ احساس ہوتا کہ یہ خانقاہ حضرت سلطان العارفینؒ کی ہے مگر مزار اقدس محل شریف و دیگر عمارات کا نقشہ سلطان العارفینؒ کے دربار اقدس کی عمارت اور مرقد مبارک سے قدرے جدا تھا۔ نئی نئی مرقد مبارک اور ایک وسیع و عریض عمارت زیر تعمیر نظر آئی۔ یہ بھی اشارہ تھا جسے میں سمجھنے سے قاصر رہا۔

آخر کار میں قبلہ حضرت صاحبؒ کی شخصیت و بزرگی سے مکمل طور پر مطمئن اور ان کی محبت و عقیدت سے سرشار ہو کر بیعت کے بارے میں بے تاب ہو گیا اور میرے

Marfat.com

لئے چند دنوں کا انتظار بھی مشکل نظر آنے لگا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے خود ہی کرم فرمایا۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو غریب خانہ پر تشریف لائے۔ علاوہ ازیں بھی زیارت نصیب ہوتی رہی لیکن میں نے بیعت ہونے کے لئے عرض نہ کی کیونکہ حضرت صاحبؒ جہاں بھی جلوہ افروز ہوتے عقیدت مندوں کا ہجوم جمع ہو جاتا اور میں چاہتا تھا کہ جب میں سعادتِ بیعت حاصل کروں تو کوئی آدمی پاس نہ ہو۔

۶ نومبر ۱۹۸۴ء کو حکیم اسحاق صاحب اسلام نگر والے حضرت صاحب قبلہؒ کا نوازش نامہ لائے کہ آپؒ آج رات غریب خانہ کو شرفِ قیام بخشیں گے۔ آپؒ کے استقبال کے لئے کافی لوگ جمع ہو گئے۔ حضرت صاحب، صاحبِ نظر اور سادگی پسند تھے استقبال اور تصنع کو پسند نہ فرماتے تھے اور گویا یہ بھی آپ کا پروگرام تھا کہ میری دلی خواہش کے مطابق تنہائی میں بیعت فرمانا ہے۔ آپ سردی کے موسم کے باوجود رات کو ۱۲ بجے تشریف لائے جبکہ ۷ نومبر کی ابتدا ہو چکی تھی۔ حضرت صاحبؒ نماز سے فارغ ہو کر (حسب عادت) باوضو استراحت فرمانے کے لئے تیار تھے کہ میں نے موقع غنیمت جان کر بالکل تنہائی میں بیعت کی درخواست کی جو کہ آپ نے قبول فرمائی اور اپنے دستِ حق پرست پر اس حقیر پُر تقصیر کو بیعت کے شرف سے نوازا۔

اب پرانے دربار حضرت سلطان باہوؒ کے قریب بستی سمندری دا اَحَاطہ دستگیرؒ میں واقع دربار سلطان نور محمد سلطان محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ کے محل و گنبد، در و دیوار اور عمارات دیکھتا ہوں تو سمجھ میں آتا ہے کہ وہ خوابوں میں نظر آنے والا نقشہ ہی ہے۔

جذبۂ ترویج و ترقی دین

ایک بار قبلہ حضرت صاحبؒ میرے غریب خانہ پر رونق افروز تھے تو میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کے والد صاحبؒ اور دادا صاحبؒ کے دربار اقدس اور مسجد شریف کے میناروں کی تکمیل اور عمارت کی اندرونی و بیرونی تزئین و زیبائش مکمل ہونی چاہیئے تو فرمانے لگے کہ ارادہ تو تھا کہ یہ سب کام مکمل ہو جاتا اور محل شریف و مسجد شریف کے اندر بھی اعلیٰ

Marfat.com

قسم کے منقش پتھروں سے کام کروایا جاتا مگراب ارادہ تبدیل کر دیا ہے اور اب یہ منصوبہ تیار کیا ہے کہ مسجد سے منفصل ۸۔ کنال زرعی اراضی جو کہ کافی نیچے ہے کو مٹی کی بھرتی کرا کے صحن مسجد کی سطح تک بلند کر کے اس میں عظیم الشان دینی درسگاہ کی بنیاد میں رکھ جاؤں تاکہ وہ قطعۂ اراضی وراثت میں صاحبزادے تقسیم نہ کرلیں۔ دربار، مسجد، اور مدرسہ کی تکمیل و تزئین میرے بعد میرے فرزند انشا اللہ کریں گے۔ اور پھر قبلہ حضرت صاحبؒ نے ایسا ہی کیا اور آج آپ کی تعمیر سب کے سامنے ہے۔

آپؒ کے اس ارشاد اور کارنامے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں اولاد کے مال و دنیاوی فائدہ کی بجائے اشاعت و سربلندی دین مصطفویؐ کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ (علاوہ ازیں ملک بھر میں متعدد مدارس انوار باہوؒ اور دینی تنظیموں کی آپ نے تمام عمر سرپرستی فرمائی)

عشق رسولؐ مقبولؐ

ایک مرتبہ کسی کے استفسار پر کہ حضور! آپ نے کتنی مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی ہے؟ فرمانے لگے کہ حج تو زندگی میں ایک ہی بار فرض کیا گیا ہے مگر میں تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے بار بار حاضر ہوتا ہوں۔ اور جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری نصیب ہوتی ہے تو پھر حج کی سعادت بھی حاصل کر لیتا ہوں۔ آپؒ کے اس ارشاد سے عشقِ رسولؐ کا پتہ چلتا ہے۔

اہلِ سنّت و الجماعت کی پہچان

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ فی زمانہ ہر جماعت و فرقہ اپنے آپ کو " اہل سنت والجماعت" ظاہر کر کے سیدھے سادے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ لیکن سنی بریلوی ہونے کی پہچان یہ ہے کہ جو شخص محبت و اخلاص کے ساتھ " الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" بالجہر کہے وہ پکا سنی (اہل سنت والجماعت) ہے۔ جو شخص ایسا کرنے سے ہچکچائے وہ

Marfat.com

ہرگز اہل سنت والجماعت بریلوی نہیں ہے۔

مقدس محافل کے آداب

۱۹۸۵ء میں حضرت صاحب قبلہ قدس سرہٗ غریب خانہ پر رونق افروز تھے۔میرے ایک دوست حافظ عبدالقادر صاحب کشمیری حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ حضور میری مسجد میں چند روز بعد گیارھویں شریف کا جلسہ منعقد ہونا ہے اگر آپ اس محفل میں تشریف لاکر رونق کو دوبالا فرمائیں تو ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہو گی تو حضرت صاحب نے مندرجہ ذیل مجبوریوں کی بنا پر تشریف لانے سے معذوری کا اظہار فرمایا۔

۱۔ فرمانے لگے ایک تو میں نمود و نمائش سے احتراز کرتا ہوں۔ آج کل جلسے جلوسوں میں نمائشی رواج بن چکا ہے کہ شہرت و چرچا زیادہ ہو۔ مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر ایک مسجد والا چار ہارن کا سپیکر استعمال کرتا ہے تو دوسرا مسجد والا اس کے مقابلے میں ضرور آٹھ سپیکر لگائے گا۔ پھر اشتہارات میں علماء و مشائخ کے بڑے بڑے القاب و خطابات لکھے جاتے ہیں اور ان کی سٹیج پر آمد کے وقت بھی بڑے زور شور سے "زندہ باد" کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ اگر ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے سادگی اور خاموشی سے اہل دل اور ذوق و شوق والے چند مخلص احباب کسی جگہ اکٹھے ہو بیٹھیں اور گیارھویں شریف کی مجلس منعقد کریں۔ تلاوت کلام پاک، نعت شریف اور فضائل حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ بیان ہوں۔ ختم غوثیہ پڑھا جائے۔ دعا ہو۔ صلوٰۃ وسلام ہو اور تبرک تقسیم ہو تو یہ کام محض نمائشی محفل سے کہیں زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

فرمانے لگے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی جلسہ میں جانا پڑتا ہے تو بعض غیر ذمہ دار مولوی صاحبان کوئی نہ کوئی ایسی نازیبا بات کر جاتے ہیں جو کہ برداشت سے باہر ہوتی ہے اور بعد میں خواہ مخواہ گلہ میں ملوث ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے بعض

Marfat.com

غیر ذمہ دار مولویوں کی تقریروں سے پرہیز کرتا ہوں۔[1]

۳ تیسرا عذر یہ فرمایا کہ اس موقع پر مجھے فرصت نہ ہو گی۔ کسی اور جگہ کا پروگرام طے ہو چکا ہے۔ میں نے عرض کی کہ حضور! آپؒ کے تمام عذر بجا لیکن ان کے شوق کو مدِنظر رکھتے ہوئے آپ تھوڑی سی دیر کے لئے ہی تشریف لے آئیں تو فرمایا جب کسی محفل میں آ ہی جائیں تو تھوڑی دیر محفل میں بیٹھنا تو مناسب نہیں ہوتا۔ پھر تو محفل کے اختتام تک رہنا چاہیئے کیونکہ میرا ایمان ہے کہ جس محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کا ذکرِ خیر ہو رہا ہو جن کے نام پر محفل منعقد کی جا رہی ہو وہ وہاں ضرور تشریف لاتے ہیں۔

(کہ جن کی محفل ہو وہ محفل میں ضرور آتے ہیں)

اور محفل کے اختتام تک جلوہ افروز رہتے ہیں۔ تو یہ کتنی بے ادبی کی بات ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز تشریف فرما ہوں اور میں وہاں سے اٹھ کر آ جاؤں۔ پھر فرمایا یہ تو ہے گیارھویں کی محفلوں اور جلسوں کی بات۔ گو ہمارے سلسلہ عالیہ قادریہ میں محفل سماع نہیں ہوتی۔ مجھے اگر کبھی چشتیہ حضرات کی محفل سماع میں جانے کا اتفاق ہوا ہے تو وہاں محفل سماع بھی خاموشی اور ادب سے سن لی ہے اور محفل کے اختتام تک وہاں رہا ہوں کیونکہ

---

[1] اس ضمن میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت صاحبؒ قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ غالباً سنی کانفرنس رائے ونڈ میں ایک مولوی صاحب نے کہا کہ "اب ہم کسی کو سُنّی نہیں مانیں گے سوائے ان کے جن کی تصدیق ہمارے قائد اہل سنت کریں گے۔ وہ سنی ہیں باقی کوئی سُنّی نہیں"۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ مجھے یہ بات ناپسندیدہ اور عجیب لگی کہ اب ہمیں اپنے سُنّی ہونے کے لئے سرٹیفکیٹ لینا پڑے گا۔ یہ ایک مولوی صاحب کی غیر ذمہ دارانہ حرکت تھی لیکن افسوس کہ ہمارے اکابرین اہل سنت میں سے کسی نے اس کی تردید نہ کی۔" (مرتب)

Marfat.com

محفل سماع بھی حضرات چشت کے طریقہ کے مطابق ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ہیں ہیں کیسے اٹھ کر چلا جاؤں۔

آپ کے اس مختصر اور جامع کلام سے کتنے مسائل حل ہوئے۔ نمود و نمائش پسند نہ فرمانا، بے ریا اور اخلاص و محبت سے گیارھویں شریف اور دیگر مذہبی محفلوں کو منعقد کرنے کی تلقین، جس جگہ انبیاء و اولیا کرام کا ذکر مبارک ہو ان کی تشریف آوری اور پھر ایسی محفل میں انبیاء و اولیاء کا ادب و احترام۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں اور عقیدت مندوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

پسندیدہ ہاتھ

ایک مرتبہ عرض کی کہ حضور! آپ سب کے لئے عید کے کپڑے بنواتے ہیں۔ لیکن اپنے اور میرے لئے کبھی نہیں بنوائے تو فرمایا "بیٹا! دینے والے ہاتھ لینے والے ہاتھوں سے بدرجہا بہتر ہوتے ہیں۔ اور میں نے قدرت سے اپنے اور تمہارے لئے "دینے والے ہاتھوں" کا سوال کیا ہے۔ اب کہو! تمہیں کون سے ہاتھ پسند ہیں؟" میں نے الحمد اللہ کہا اور تشکر آمیز نگاہوں سے آپ کی جانب دیکھ کر خاموشی اختیار کرلی

از الحاج سلطان حامد نواز القادری
جانشین سلطان العصر

Marfat.com

ہو گیا غلام جو غلامِ دستگیرؒ دا

پنجابی منقبت حافظ محمد حسین حافظ ناظم آباد، فیصل آباد

پا لیا خزانہ اوہنے حق باہوؒ پیر دا — ہو گیا غلام جو غلامِ دستگیرؒ دا

پیر دستگیرؒ میرے دلی باکمال نے
چمدے دہلیز ایہدی قطب ابدال نے

شان کی بیں دساں اس صاحبِ توقیر دی — ہو گیا غلام جو غلام دستگیرؒ دا

قادری نے سلطانی ایس دا میخانہ اے
دستگیری دستگیر ساقی دا پیمانہ اے

سروری سرور ایہدی مئے بے نظیر دا — ہو گیا غلام جو غلام دستگیرؒ دا

کایا پلٹ دتی اس پیر نے جہان دی
دھم تھاں تھاں اٹھے ایس دے فیضان دی

گن ایہدے گاوندا ذرہ ذرہ کشمیر دا — ہو گیا غلام جو غلام دستگیرؒ دا

میرا پیر راز سدا حق دے سی کھول دا
اللہ اللہ حق باہوؒ لوں لوں سی بول دا

سچا ایہہ دیوانہ غوث پاکؒ سوہنے پیر دا — ہو گیا غلام جو غلام دستگیرؒ دا

Marfat.com

دستگیری دتی ایہنوں میراں دستگیرؒ نے
شاناں ایہنوں دتیاں نے حق باھوؒ پیر نے
والی ایہنوں کیتا باھوؒ فیض دی جاگیر دا — ہو گیا غلام جو غلام دستگیرؒ دا

چہرہ میرے پیر دا اے صفحہ قرآن دا
روضہ پاک خاص اک ٹکڑا جنان دا
سر جھکے جھکدا غریب تے امیر دا — ہو گیا غلام جو غلام دستگیرؒ دا

کرنا دیدار جنہے باھوؒ سلطان دا
کرلے دیدار میرے پیر عالی شان دا
جلوہ ہے باھوؒ دی ایہہ نوری تصویر دا — ہو گیا غلام جو غلام دستگیرؒ دا

خالی کدی حافظاؔ سوالی نوں نئیں موڑدے
دل کدی کسے محتاج دا نئیں توڑدے
کاسہ بھر دیندے آئے در تے فقیر دا — ہو گیا غلام جو غلام دستگیرؒ دا

Marfat.com

زندہ و درخشندہ آفتاب

ابوالحسن محمد وزیر القادری چیف آف ھانبھی و مرکزی نائب صدر جماعت اہل سنت پاکستان

دنیا کی صحبت میں چند لمحے گزار کر اسلام کے عہد زریں کے ابطال جلیل کی صحبتوں کا گمان گزرتا تھا
دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو کر زندگی کے گداز سے آشنائی ہوتی تھی...... عشق
مصطفیٰ کی خوشبو یوں لٹاتی بن سے مشام فطرت ہمیشہ مہکا رہے گا

ابوالحسن محمد وزیر القادری صاحب قوم ھانبھی کے انتہائی فعال، مقبول اور کارکن شخصیت ہیں، گزشتہ سال ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اقوام ھانبھی نے انہیں اپنا چیف مقرر کیا۔ بلوچستان کے ممتاز علمائے دین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ مدارس انوار باھُوؒ کے علاوہ دیگر کئی اسلامی مدارس کے فارغ التحصیل اور تنظیم المدارس کے سند یافتہ ہیں، جماعت اہل سنت پاکستان تنظیم المدارس پاکستان، بزم سلطانیہ اور مجانے کن کن تنظیموں کے مرکزی عہدیدار ہیں۔ کچھی (بلوچستان) کے ضلعی چیئرمین زکوٰۃ و عشر کمیٹی ہیں۔ مدرسہ غوثیہ سلطانیہ ڈھاڈر کے بانی و مہتمم ہیں اور حضور سلطان العارفین کے دیرینہ ارادت مند ہیں ——— مرتب

عمدۃ الاصفیاء زبدۃ الاولیاء غوث وقت حضرت مجاہد ملت اکابر اہل سنت سرمایہ اہل سنت آفتاب ولایت الحاج سلطان غلام دستگیر فخر کشمیر رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار مرجع خلائق ہے اور تشنگان معرفت روحانی کے لئے مینارہ نور ہے۔

حضرت غلام دستگیر صاحبؒ روحانی پیشوا صاحب مقام بزرگ اور گلشن رسالتؐ کے مہکتے پھول ہیں۔ جن کی خوشبو اور فیوض و برکات سے اہل پاکستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے لوگ مالا مال ہوئے۔ آپ نے تحریک پاکستان، جہاد کشمیر اور جنگ ۱۹۶۵ء میں پاکستان اور دین مصطفےٰ کی خاطر جو قربانیاں دیں آج بھی وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ آپ کی نگاہ غیر پر بھی پڑتی تو ولایت کی نظر سے اسے اپنا بنا لیتے تھے۔ آپ کے چہرۂ انور میں ہر وقت نور مصطفےٰ کی تجلی موجود تھی۔ آپ نے خاص کر بلوچستان میں مسلک اہل سنت کی جو خدمت کی ہے وہ کبھی بھی فراموش نہیں ہو سکتی۔ آپ نے کچھ کتابیں مثلاً "پیر مغاں" وغیرہ لکھی ہیں جن کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی کسی کامل ولی کی تحریر ہے۔

آپ نے بلوچستان میں مسلک اہل سنت کی خاطر جانی و مالی قربانی کے ساتھ ساتھ باطل مذہب کا ایسا مقابلہ فرمایا جو آج تک روشن ہے۔ حضرت صاحب موصوف نے ملک کے دیگر علاقوں کی طرح بلوچستان میں بھی "مدارس انوار باہُوؒ" قائم کرائے اور ان کی سرپرستی فرمائی اور ہمیشہ پابندی کے ساتھ سالانہ جلسوں میں صدر اور سالار قافلہ رہے۔ آپ نے علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ عظیم روحانی منازل طے کیں۔ آپ کے پاس اگر کوئی نواسۂ رسول کے خاندان میں سے تشریف لاتا تو حضرت صاحب ان کو ایسی عزت دیتے تھے جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ خاص کر حضرت صاحب حضور غوث پاک غوث صمدانی شاہنشاہ عبدالقادر جیلانی کے خاندان کی اتنی تعظیم فرماتے جس کے لئے میرے پاس کوئی الفاظ نہیں کہ میں تحریر کروں۔ حضرت صاحب کا چہرہ اور

Marfat.com

آنکھیں مبارک ہر وقت سرخ رہتی تھیں۔ اگر ان کی خدمت میں غیر بھی حاضر ہوتا تھا تو وہ بھی اعتراف کرتا تھا کہ سلطان صاحبؒ کے خاندان میں سے غلام دستگیر صاحبؒ عظیم روحانی پیشوا اور صاحب کرامت ہیں۔

تحریک ختم نبوت میں حضرت صاحب کی خدمات نمایاں تھیں۔

حضرت غلام دستگیر صاحبؒ جیسی شفیق اور فیض رساں ہستی کے متعلق جملہ متعلقین، متوسلین، سالکین میں سے ہر ایک کو یہی احساس ہے کہ حضرت کی نظر کرم اور خصوصی توجہ میں دوسروں سے دو چار قدم آگے ہے۔ یہی ایک ولی کامل اور صاحب کرامت ہستی کی پہچان بھی ہے۔ آپ بہت بڑے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموس رسالت کے عظیم فدائی تھے۔ آپ کی تمام زندگی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوئی۔ عمر بھر اتباع سنت مصطفےٰ کو مدنظر رکھا اور اپنے کسی بھی اقدام کو سیرت مصطفےٰ کے عملی تقاضوں کے خلاف نہ ہونے دیا۔

آپ کی زندگی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ تھی اور زمانہ شاہد ہے کہ جو بھی آپ کے حلقۂ ارادت سے وابستہ ہوا وہ بھی سنت مصطفےٰ کے سانچے میں ڈھل گیا۔ آپ یہ تو گوارہ کر لیتے تھے کہ کوئی آپ کی توہین کر جائے مگر آپ کو کسی صورت بھی یہ گوارہ نہ ہوتا تھا کہ آپ کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں معمولی سی گستاخی بھی کی جائے۔ عظمت رسول خدا کے منکرین کے خلاف آپ کی سعی پر جہاد کا گمان گزرتا تھا۔

منکرین شان نبوت کے لئے آپ زبان براں کی حیثیت اختیار کر لیتے۔ آپ بہت بڑے شیخ طریقت تھے۔ صاحب ولایت مسند نشین تھے۔ آپ کی نگاہ تاثیر سے دلوں کی کائنات بدل جایا کرتی تھی۔ آپ کی صحبت میں چند لمحے گزار کر اسلام کے عہد زرین کے ابطال جلیل کی صحبتوں کا گمان گزرتا تھا۔ آپ کی شفقتوں سے بہرہ ور ہو کر زندگی کے گداز سے آشنائی ہوتی تھی۔ آپ کی عنایات بے کرانہ سے استفادہ کر کے دائمی سکون میسر آتا تھا۔ آپ نے خضر راہ کی صورت لاکھوں

Marfat.com

متلاشیان حق کو جادۂ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ زندگی کی دھوپ میں جلتے ہوئے خستہ سامانوں کو قرار آشنا کر دیا۔ حبِ دنیا کے طلسم میں گرفتار انسانوں میں خدا اور رسولؐ کی محبت یوں اجاگر کی کہ پھر ان کی کائنات ہی بدل گئی۔ عشق مصطفےٰؐ کی خوشبوئیں لٹائی کہ تمام فطرت ہمیشہ مہکتے رہیں گے۔ حضرت سلطان غلام دستگیر صاحبؒ تقویٰ اور شریعت کے پابند پیکرِ علم و عمل تھے۔ آپ کے وصال سے عظیم روحانی و عرفانی نقصان ہوا اور ان کے پائے کا کوئی روحانی پیشوا پاکستان میں نظر نہیں آتا۔ حضرت سلطان غلام دستگیر مرحوم ہم سب کے لئے سرپرست کی حیثیت رکھتے تھے افسوس کہ اس دنیا میں وہ نہیں رہے اور ہم ان کی دعاؤں اور شفقتوں سے محروم ہو گئے۔ وہ مدارس انوار باہوؒ کے بانی تھے اور مدارس سے ان کو ازحد محبت تھی۔ آپ اپنے زمانے میں روحانی رہنما اور ہادی تھے۔ برحق رہنمائے طریقت اور رازدار عرفان و حقیقت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ پر خاص نظر کرم تھی

تاثرات منظوم

اے برتر از خیال و گماں و قیاس و وہم ۔۔۔ دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر
در ہر چہ گفتہ ایم و شنیدایم و خواندہ ایم ۔۔۔ ما ہم چناں در اول وصف تو ماندہ ایم
خدمتِ اسلام کی، اس نے عبادت کی طرح ۔۔۔ اس کا ہر لمحہ گزرتا تھا امانت کی طرح
سارا سایہ ساری ٹھنڈک ساری راحت لے گیا ۔۔۔ باپ تھا مر کر ہمیں داغ یتیمی دے گیا
ہچکیاں لے لے کے روتے ہیں سبھی برنا و پیر ۔۔۔ مر کر سب کو بے سہارا کر گیا وہ دستگیر
آفتاب زندہ کے سارے حوالے زندہ ہیں ۔۔۔ اس کی صبحیں زندہ ہیں اس کے اجالے زندہ ہیں

آخر میں اپنے آقائے نعمت سیدی و سندی حضرت سلطان غلام دستگیر فخر کشمیرؒ کے حضور عرض گزار ہوں۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پہنچ جانے کے بعد آپ پر جو نوازشیں ہو رہی ہیں ہم غلاموں کو بھی اس میں سے حصہ عطا فرماتے رہئے۔

Marfat.com

میرے خواجہ دستگیرؒ

پنجابی منقبت حافظ محمد حسین حافظ ناظم آباد، فیصل آباد

رہبراں دے رہنما نے میرے خواجہ دستگیرؒ
کاملاں دے پیشوا نے میرے خواجہ دستگیرؒ

کیف و مستی دے نے پیکر کشتۂ عشقِ رسولؐ
مظہرِ شان خدا نے میرے خواجہ دستگیرؒ

جس دی ہے ہر اک ادا وچ شانِ باہوؒ دا کمال
عظمتِ غوث الوریٰ رضؓ نے میرے خواجہ دستگیرؒ

جیہنے اوہ کامل ولی کر دی ولایت جس تے ناز
فخرِ شانِ اولیا نے میرے خواجہ دستگیرؒ

حق باہوؒ دے ایہہ بیٹے حق گو تے حق شناس
جلوۂ حق دی ضیا نے میرے خواجہ دستگیرؒ

کوئی مشکل مشکلاں وچ مینوں پا سکدی نہیں
میرے تے مشکل کشا نے میرے خواجہ دستگیرؒ

دستگیری قادری تے سروری سلطانی فیض
کر دے دنیا نوں عطا نے میرے خواجہ دستگیرؒ

جان و دل کیوں نہ کراں میں سوہنے مرشد نوں فدا
میرے دل بر دلربا نے میرے خواجہ دستگیرؒ

بے سہارے دے سہارے بندہ پرور درد مند
بے نواواں دی نوا نے میرے خواجہ دستگیرؒ

جس دے فیضانِ کرم دی ملدی نئیں کدھرے مثال
کرم دی بس انتہا نے میرے خواجہ دستگیرؒ

غم دے طوفاناں نوں کھاواں خوف کیوں میں حافظاؔ
میرے جد کہ نا خدا نے میرے خواجہ دستگیرؒ

Marfat.com

سلطان العصرؒ

نا یاد ڈے

منظوم خراج عقیدت بزبان براہوی از مولانا عبدالغنی لہڑی

صدر مدرس مدرسہ غوثیہ انوار باہو، ٹا مہاڈر (بلوچستان)

وے ارٹ ای کیو فریاد سلطان عصر نا یاد ڈیٹ
دھنگہ بلبل کیک فریاد خاص چمن نا یاد ڈیٹ

نا فراق ہوش بے ہوش دوا خنو کے بینہ غا
باجمال باکمال نو سطی لسان نا یاد ڈیٹ

چارڑ وے نا نوب مجلس ولنس خنا چہرہ نا
نو سطی کا مونا بینا مولی نا وفات نا یاد ڈیٹ

انت صفت نا بیان کیوا شد کرامت نا ذکر
لنج گشمیر نا ارے وا سکان صفت نا یاد ڈیٹ

حامد نواز، محمد نواز خلعت رشید اگ نا اوجی
فیض نا اوکیرہ جاری کل دنیا نا عام ڈیٹ

عبدالغنی دا لوسنگا انت گے صفتے نا بیان
کائنات نا ذرہ ذرہ مس ثنا خوان نا شان ڈیٹ

غوث زماں قطب دوراں
حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ

صوفی نور احمد (ایم اے) خطیب محکمہ زراعت۔ اقبال نگر، تحصیل خانیوال

۱۹۷۲ء میں جبکہ

بھارت میں جنگی قیدی تھا) سلطان العارفین

حضرت سلطان باہوؒ نے خواب میں اپنی زیارت سے

مشرف کیا اور ارشاد فرمایا کہ "انشاء اللہ تم بخیریت پاکستان

واپس آؤ گے اور یہاں آکر میری اولاد میں

سلطان غلام دستگیرؒ صاحب سے بیعت ہو جانا"

صوفی نور احمد ایک پرہیزگار، پابند صوم و صلوٰۃ اور ذکر و فکر کرنے والے درویش ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے بالمشافہ ملاقات اور بیعت فرمانے سے پہلے ہی ان پر جبکہ یہ ہندوستان میں جنگی قیدی تھے۔ اپنے خلیفہ صوفی الحاج محمد زمان صاحب کی معرفت اپنی کرم نوازیاں جاری فرمائیں۔

وہاں قید میں کیا کیا نوازشات ہوئیں؟ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں ان کی پہلی حاضری کیسے ہوئی؟ اور بیعت ہو جانے کے بعد کیا کیا کرم بخشیاں کی گئیں۔ انہی کی زبانی سنیئے!

———— مرتب

Marfat.com

ایسی خاص باتیں جن کا تعلق دل سے ہوتا ہے ہر خاص و عام کے آگے بیان کرنا نہ تو مناسب ہوتا ہے اور نہ ہی میرا جی چاہتا ہے۔ بقول میاں محمد بخش صاحبؒ

ے خاصاں دی گل عاماں اگے نئیں مناسب کرنی

لیکن ارشاد کی تعمیل پر مجبور رہوں۔

ناچیز دس گیارہ سال متواتر "مرشد کامل" کی تلاش میں مختلف بزرگان دین اور صوفی منش صاحبان کی خدمت میں حاضریاں دیتا رہا۔ میاں علی محمدؒ صاحب بستی شریف والے کی زیارت کی مگر دل کا مقصد پورا نہ ہوا۔ پھر بنگال میں حضرت شاہ جلال سلہٹیؒ کے دربار میں حاضری دی مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا اور یوں پاک و ہند کی مختلف بڑی درگاہوں پر جبین سائی کرتا رہا۔ اور دُرِ نایاب کی تلاش کا سفر جاری رہا۔

۱۹۷۱ء میں ہندوستان کے شہر الٰہ آباد میں جنگی قیدی بنا لیا گیا۔ وہاں حضرت صاحب قبلہ غوث زماں قطب دوراں سلطان غلام دستگیرؒ صاحب القادریؒ کے خلیفہ خاص صوفی محمد زمان صاحب دھرکنہ والے کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ان سے مل کر معرفت و محبت کی مہک کا احساس ہوا۔ میں نے ان کے سامنے اپنا سارا حالِ دل بیان کیا۔ "تلاش مرشد کے سفر کی ساری روئیداد بیان کی تو خلیفہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تم ۳۵ اے سے ۳۵ بی میں شفٹ ہو آؤ۔ یہاں ہم ذکر فکر کی محفل اپنے مرشد کے حکم کے مطابق کرتے ہیں۔ اس میں شامل ہو گے تو انشاءاللہ گوہر نایاب پالو گے۔

عشق کرم دا ازلی قطرہ تینئں میرے وس نا ہیں
اِکناں لبھدے ہتھ نہ آوے اِکناں دے وچہ راہیں
(میاں محمد بخشؒ)

وہاں خلیفہ محمد زمان صاحب باقاعدہ محفل ذکر فرماتے اور یہ ناچیز بھی اس روحانی، وجدانی، حقانی، ایمانی اور عرفانی محفل میں باقاعدہ حاضری دیتا رہا۔ جس کی برکت سے منزل مقصود کی طرف روانہ تو ہو گیا مگر ایک خوف سا ہمیشہ رہتا۔ ابھی بیعت حاصل نہ کی تھی۔ دشمن ملک کی قید میں تھا پریشان ہو جاتا تھا۔ جانے کب رہائی ہوگی؟ ہوگی بھی

یا نہ؟ اور کیا مرشد کامل سے شرف بیعت حاصل ہو سکے گا یا نہیں .... ؟

۱۹۷۲ء کا واقعہ ہے کہ سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت سلطان باھوؒ نے انتہائی مہربانی فرمائی اور اس ذرہ ناچیز کو خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور مجھے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "بیٹا فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم آج سے میرے مرید ہو، انشاءاللہ تم بخیریت رہا ہو کر پاکستان واپس آؤ گے اور اپنے اہل خانہ بھائیوں سے ملو گے اور جب پاکستان آؤ تو میری اولاد میں سلطان غلام دستگیر صاحب سے بیعت ہونا اور آئندہ فکر مت کیا کرو۔"

میں نے بیدار ہو کر سارا خواب خلیفہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ وہ بہت خوش ہوئے اور مجھے غوث زمان حضرت صاحب سلطان غلام دستگیر القادری کا مکمل پتہ دیا۔ میں نے اسی دن سے حضرت صاحب قبلہؒ سے خط و کتابت شروع کر دی۔ آپ بھی کمال مہربانی سے میرے ہر عریضہ کا جواب عطا فرماتے رہے۔

۱۹۷۳ء میں رہائی نصیب ہوئی تو دربار حضرت سلطان باھوؒ کی زیارت اور اپنے مرشد کامل حضرت صاحبؒ کے دیدار کی خواہش میں اور اضافہ ہو گیا۔ صوفی خلیفہ صاحب نے حضور غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کے چند ارشادات اور پیغامات بتائے کہ میں وہاں پہنچ کر قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض گزاروں۔

دسمبر کے مہینہ میں دربار حضور پہنچا۔ رات کا وقت تھا۔ اندھیری رات تھی راستہ بھول گیا۔ حیران تھا کہ اب کیا ہو گا؟ کہاں جاؤں گا؟ کہ اتنے میں ایک گاڑی میرے پاس آکر رکی۔ اس میں حضرت صاحب کے بھائی حضرت سلطان عمر دراز صاحب تھے۔ وہ

Marfat.com

"نور امجد تیرا ناں اے"؟ (نور امجد تمہارا نام ہے؟) میں نے عرض کی "جی حضور"! حالانکہ یہ میری حضور سے ظاہراً پہلی ملاقات تھی۔ آپ نے مجھ ناچیز کو گلے سے لگایا اور نہایت شفقت سے پیش آئے۔ حال احوال دریافت فرمایا۔ آپ کی کرم نوازیاں دیکھ کر میرے بھی حوصلے بڑھے اور دوران قید خلیفہ صوفی زمان صاحب کی معرفت حضرت صاحب کی مہربانیوں سے دربار غوثیت مآب اور دربار سلطانیہ سے جو پیغامات ملے یا جو نوازشات ہوئیں وہ عرض گزاریں کہ

۱۔ ایک روز خلیفہ صوفی محمد زمان صاحب کی زیر صدارت ذکر و فکر کی نورانی محفل جاری تھی۔ عجیب دیدنی سماں تھا۔ وجدانی کیفیات طاری تھیں "اللہ ہُو" اور "لا الٰہ الا اللہ" کی ضربیں قلوب پر لگائی جا رہی تھیں۔ اس دن کچھ رنگ ہی عجیب تھا۔ ہر طرف نورانی کرنیں ضو فشاں تھیں۔ بعد میں خلیفہ صاحب نے بتایا کہ آج کی محفل میں حضور غوث الاعظمؓ، سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ اور حضرت صاحب سلطان غلام دستگیر القادریؒ بنفس نفیس تشریف لائے تھے اور انہوں نے محفل میں موجود چار اشخاص کو "دُرِ اکسیرِ اعظم" پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے جن میں یہ بندہ ناچیز بھی شامل ہے۔ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض گزاری کہ حضور غوث پاکؓ کے حکم بموجب یہ دُرِ اکسیر اعظم کا وظیفہ ہمیشہ جاری رکھتا ہوں۔

۲۔ حالانکہ میں ابھی بیعت ہونے کا شرف حاصل نہ کر پایا تھا۔ جیسے ہی بھارت سے پاکستان واپس پہنچے خلیفہ صاحب نے بتایا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی کرم نوازی کی بدولت تمہارا اور چار دیگر اشخاص کا نام حضور غوث پاکؓ کے پہرہ داروں میں لکھا گیا ہے جہاں حضور غوثیت مآبؓ کی کچہری لگے گی۔ تم وہاں دروازہ پر دربان ہو گے اور تمہارا نام اب "محبوب سبحانیؓ کا دربان" ہے۔ اور یہ بات جا کر اپنے مرشد کامل کی بارگاہ میں عرض کرنا۔

میں نے یہ قصہ بھی عرض گزارا تو آپ نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے

Marfat.com

ارشاد کیا کہ یہ سب حضور غوث پاکؓ کا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے حضرت صاحب قبلہؒ کی مجھ بندۂ ناچیز پر کرم نوازیاں مزید ملاحظہ فرمایئے اور یہ بھی کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالم پناہ میں آپ کا کیا مقام تھا۔

۱۹۷۲ء کا واقعہ ہے الہ آباد (بھارت) میں محفل ذکر جاری تھی۔ درویشان خق نفی اثبات اور "اللہ ہو" حق باہوؒ کے ذکر جلی و خفی میں مصروف تھے کہ نور کی بارش ہونے لگی۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، ہر چہار اصحاب کبارؓ، حضور غوث الاعظم قدس سرہٗ حضرت سلطان العارفینؒ اور ان سب ہستیوں کے منظور نظر حضرت سلطان غلام دستگیرؒ صاحب تشریف لے آتے ہیں اور طالبوں کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ شاباش دیتے ہیں اور انعام واکرام تقسیم فرماتے ہیں۔ جب اس ناچیز کی باری آئی تو سرکارِ دوجہاںؐ نے حضرت صاحبؒ کی مہربانی کے صدقہ اپنی مقدس ریش مبارک سے دو موئے مبارک اس زرّہ ناچیز کو مرحمت فرما کر گویا آفتاب کر دیا۔

۱۹۷۳ء میں الہ آباد ہی کی ایک محفل ذکر کا ذکر ہے کہ خلیفہ صوفی زمان صاحب نے بتایا کہ حضرت سلطان العارفینؒ اور حضرت صاحب قبلہ اپنے مریدوں اور طالبوں کو بارگاہِ اقدس میں حضور غوثیت مآبؓ میں حاضر کرتے ہیں کہ حضور! ان کو قبول فرمائیں اور مہرِ ولایت ثبت فرمائیں۔ وہیں معروف روحانی پیشوا حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ بھی اسی مقصد کے لئے اپنے طالبوں کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ دربار غوثیت مآبؓ سے حضور سلطان العارفینؒ و حضور حضرت صاحبؒ کے چالیس طالبوں کو ولایت عطا فرمانے کی توثیق کی جاتی ہے اور حضرت بابا صاحب گنج شکرؒ کے چار طلباء کے لئے مہر ثبت کی جاتی ہے۔ اس بات سے بھی بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دربارِ دُربار حضرت غوث پاکؓ میں حضور سلطان العارفینؒ و حضور سلطان العصرؒ کا کتنا مقام تھا اور انہیں کتنی قربت حاصل تھی۔

ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے۔ الہ آباد ہی میں نذیر احمد نامی ایک جوان قیدی تھا۔ جس کا بستر میرے ساتھ ہوتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کے والدین نے اسے چھ سال کی

Marfat.com

عمر میں حضرت حبیب سلطان صاحبؒ (سجادہ نشین دربار حضرت سلطان العارفینؒ) کا بیعت کرایا تھا۔ پھر ۲ سال کی عمر میں اس نے ایک خواب دیکھا کہ انڈیا کی قید میں ہوں اور وہاں ایک طویل القامت، گندمی رنگ، گھنی داڑھی والے ایک خوش اخلاق بزرگ ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ تو میرا قلب جاری ہو جاتا ہے۔" ان دنوں نذیر احمد کی عمر تقریباً بیس برس ہوگی کہ اس نے ایک مرتبہ پھر وہی خواب دیکھا۔ اور صبح مجھے لفظ بلفظ بتایا۔ ان دنوں ہم ۳۵-۳ اے میں تھے۔ میں اسے خلیفہ صاحب صوفی محمد زمان کی خدمت میں لے گیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ انہوں نے نذیر احمد کو اسم ذات شریف کا پورا طریقہ بتایا۔ اس نے پہلی مرتبہ جونہی سانس کے ساتھ "اللہ ہو" کا ذکر کیا۔ خدا کی قسم! اسی وقت وہ منزل مقصود پا گیا یعنی اس کا قلب جاری ہو گیا۔ کچھ دیر بعد صوفی صاحب کے حسب ارشاد جب میں نے اس سے حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ مجھے حضرت سلطان غلام دستگیرؒ منظور نظر سلطان العارفینؒ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ مجھے حضور غوث پاکؓ کی بارگاہ اقدس میں لے گئے۔ اس کے بعد مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کرائی۔ پھر میں نے پیر لعل شاہ مست کو سرزمین چاند کی سیر کرتے دیکھا۔ اس کے بعد حضرت بابا آدم علیہ السلام اور اماں حواؑ کی زیارت کی سعادت بخشی گئی اور پھر حضرت آدم علیہ السلام نے مجھے حضور خاتم النبیین رحمۃ اللعالمینؐ کی بارگاہ عالم پناہ میں پیش کیا اور حضور پر نورؐ نے حضرت صاحبؒ کے طفیل میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔

پیٹ میں مردہ بچہ کو زندہ کرنا

Marfat.com

ہی ہوا۔ اب وہ بچہ ماشاءاللہ چوتھی جماعت میں زیرِ تعلیم ہے۔

۱۹۸۳ء میں حاضرِ خدمت ہوا اور عرض گزاری کہ حضور کوئی خاص وظیفہ عطا فرمائیں تو سرکار نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ ہر وقت با وضو رہا کرو۔ چھ ماہ تک تو خوب اس حکم پر عمل پیرا رہا۔ اس کے بعد سستی اور کوتاہی ہونا شروع ہو گئی۔ ۱۹۸۴ء کے حرم شریف میں پھر حاضری نصیب ہوئی تو وہی سوال دہرایا کہ حضور! کوئی خاص وظیفہ عطا فرمائیں تو آپؒ نے تبسم فرمایا اور ارشادِ گرامی ہوا کہ "وہ عمل جو تم نے چھ ماہ کر کے چھوڑ دیا اسی کو تازندگی جاری رکھو۔"

حضرت صاحبؒ کی ایک اور کرم نوازی اور کرامت کا تذکرہ کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا۔ ۱۹۸۶ء میں ربیع الثانی کا مہینہ تھا۔ حاضرِ خدمت ہوا اور عرض گزاری کہ حضور! تنظیم المدارس (اہلِ سنت) پاکستان کا امتحان ہونا ہے جو کہ ایم اے اسلامیات کے برابر ہے۔ جناب اجازت اور دعا فرمائیں کہ امتحان میں کامیابی نصیب ہو۔ اس وقت حضور اپنے والد صاحب قبلہؒ حضرت سلطان محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار مبارک کے سامنے جہاں آپ نے سبزہ گھاس اور پھول پودے لگوائے تھے وہاں تشریف فرما تھے۔ میرے عرض کرنے پر طبیعت جوش میں آئی اور یہی وہ لمحہ تھا جب فقیر کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار کی مانند چلتی ہے۔ فرمایا "جاؤ تم کامیاب ہو" اور دعا بھی فرمائی۔

میں نے واپس آکر نصاب خریدا اور تیاری میں مشغول ہو گیا۔ صرف و نحو سے لے کر فقہ، حدیث اور قرآن پاک تک کافی دقیق اور مشکل مضامین تھے۔ ۱۷ اپریل ۱۹۸۶ء کو امتحان دینے جانا تھا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور حضرت صاحب قبلہؒ عالم ہاتھ مبارک اٹھا کر میرے لئے کامیابی کی دعا فرما رہے ہیں۔ میں نے خوشی خوشی غزالیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ امتحان دیا۔ امتحان اچھا ہو گیا تھا لیکن صرف و نحو اور منطق و احادیث ـــ سوچتا تو پریشانی سی ہو جاتی کہ جانے کیا بنے گا۔ مگر میرے مرشدِ کامل کی دستگیری ملاحظہ فرمائیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تنظیم المدارس میں میری ایم اے اسلامیات کی سند آ گئی ہے

اور میں لڈو تقسیم کر رہا ہوں۔ صبح اٹھ کر ڈاک خانہ کی طرف چل پڑا۔ راستہ میں ہی ڈاکیا نے مجھے ایم اے کی سند تھما دی۔

ع یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

حضرت صاحب کے متعلق ایک محترم مجذوب کے تاثرات

بنات خان محسود ڈسٹرکٹ انجینئر ایبٹ آباد کے قلم سے

حضرت صاحب غلام دستگیر القادری کے چہلم کے موقع دربار مقدس حاضری دی حضرت صاحب کی زیارت پر بہت رویا اور یہ بھی یاد آتا رہا کہ میرے چھوٹے بیٹے عظمت اللہ کا کیا بنے گا؟ جسے حضرت صاحب سے از حد محبت وعقیدت ہے۔ اسے کیا کہوں گا؟ کہ حضرت صاحب ہم سے کتنی دور چلے گئے ہیں دربار اقدس سے واپسی ہوئی تو دوسرے دن کسی عزیز کے ہاں دعوت میں ایبٹ آباد کے معروف درویش و مجذوب بزرگ سید صاحب المعروف "بھاجی" کا سلام ہوا پہلے سے واقفیت تھی۔ مجھے اندر تخلیے میں بلایا اور فرمانے لگے۔

"حضرت صاحبؒ غوثِ زمانہ تھے۔ تم نے سنا ہے نا ان کا غلاف لاہور سے تیار ہو کر آیا تھا"

اور بھی کئی واقعات و کرامات جو میں نے دربار شریف سنے تھے۔ وہ انہوں نے دہرائے حالانکہ آپ دربار حضور تشریف نہ لے گئے تھے۔ پھر فرمانے لگے

"جس دن تم دربار گئے رات میں نے خواب میں دیکھا کہ
تمہارا چھوٹا بیٹا عظمت اللہ
حضرت صاحبؒ کی مہربانی سے حضور
غوث الاعظم (قدس سرہٗ العزیز)
کی گود میں ہے اور وہ اسے پیار فرما رہے ہیں

میں نے دل میں سوچا کہ دیکھئے میں اس دن وہاں رویا اور اسی رات حضرت صاحبؒ نے میرا بچہ حضور غوث پاکؒ کے حوالہ کر دیا

Marfat.com

عشق کا سفر

وڈیرہ عزیز اللہ خان کھوسہ (ایم اے) اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ملیار (بلوچستان)

..... اور یہی وہ وقت تھا کہ پیر طریقت
اور مرشدِ کامل کی نظر اپنا کام کر گئی اور آنکھوں کے راستے
دل و دماغ کو منور اور روح کو معطر کرتی چلی گئی

وڈیرہ عزیز اللہ خان بن وڈیرہ حاجی جمعہ خان کھوسہ شاہی داہ تحصیل جھٹ پٹ ضلع نصیرآباد کے باشندہ ہیں۔ کھوسہ قبیلہ بلوچستان میں زمینداری اور سیاست کے میدان میں خاصی شہرت رکھتا ہے۔ عزیز اللہ خان اسی خاندان کے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باشعور فرد ہیں۔

عشق کرنا اعلیٰ نسبی، زمینداری، سیاست، دولت، عزت، شہرت، تعلیم و تربیت یا عقل و شعور سے مشروط نہیں یہ ارفع و اعلیٰ جذبہ تو کسی اور شے کا متقاضی ہوتا ہے۔ آیئے دیکھیں ایک دولتمند، باشعور اور اعلیٰ تعلیم یافتہ فرد کیوں اور کیسے شاہراہِ محبت پر گامزن ہوتا ہے اور "عشق کا سفر" طے کرتا ہے ——— مرتب

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب میں گورنمنٹ کالج کوئٹہ سے گریجویشن کر چکا تھا۔ اور اپنے گاؤں میں ان سوچوں میں تھا کہ آیا اپنا آبائی پیشہ زمینداری اختیار کروں یا ایم اے کرنے کے بعد حصول ملازمت کی کوشش کروں۔ بائیں بازو کی نظریاتی تنظیموں کے عہدیداروں سے کالج کے زمانہ میں دوستی تھی۔ لینن اور مارکس کے نظریات ذہن پہ چھائے رہتے تھے۔

Marfat.com

ایک دن اپنے آبائی گھر کے دالان میں بیٹھا تھا کہ میرے والد صاحب ایک نورانی صورت بارعب شخصیت کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے۔ میں نے ان کی طرف اک نظر دیکھا۔ میانہ قد، ستواں بلکہ قدرے تنڈی دار ناک، روشن چہرہ، تراشیدہ شرعی داڑھی، بڑی اور خوبصورت آنکھیں اور ان میں سرخ سرخ ڈورے، جمال اور جلال کا ایک حسین امتزاج۔ بس ایک نظر ہی دیکھ پایا تھا کہ نظر پاس ادب اور رعب حسن سے جھک گئی۔ یہ میرے مرشد و مربی، قابل صد احترام پیر طریقت حضرت الحاج سلطان غلام دستگیر القادری تھے۔

یہ ملاقات کیا ہوئی ایک ذہنی اور روحانی تبدیلی کا احساس ہوا۔ پہلے میں اکثر اپنی والدہ محترمہ سے بحث کیا کرتا تھا کہ آپ پیروں فقیروں کی اس قدر گرویدہ کیوں ہیں۔ وہ کبھی تو مسکرا کر خاموش ہو جاتیں اور کبھی فرماتیں، بیٹے! تم بیشک بہت زیادہ پڑھ لکھ گئے ہو مگر جو چیز تمہاری فہم وادراک سے ماورا ہے اس پر بحث مت کرو اور اس روز جب کہ ابھی تک حضرت صاحبؒ ہمارے گھر میں جلوہ فرما تھے میں اپنی والدہ محترمہ سے کہہ رہا تھا کہ "نجانے کیوں میں حضرت صاحبؒ سے آنکھیں ملا کر بات تک نہیں کر سکتا" میں اپنی نگاہ نیچی کئے ان کی پُرتاثیر گفتگو سنتا رہا۔ دھیما دھیما لہجہ، پُراز حکمت باتیں اور پھر مسکرا کر باتیں کرنے کا دلنشیں انداز...... وقت روانگی ایک گہری نظر مجھ پر ڈالی گئی اور یہی وہ وقت تھا کہ پیر طریقت اور مُرشد کامل کی نظر اپنا کام کر گئی اور آنکھوں کے راستے دل و دماغ کو منوّر اور روح کو معطر کرتی چلی گئی۔ آپ ہم سب سے مل کر اپنی گاڑی میں روانہ ہو گئے اور میں جاتی ہوئی گاڑی کو اور پھر اس کی دھول کو کھڑا دیکھتا رہا۔

میں نے یہ تمام واقعہ اپنے سکول و کالج فیلو اور ہمدم دیرینہ ثنا اللہ خان جروار مری بلوچ (جو آجکل کمپری ہینسو ہائی سکول کوئٹہ میں علم کی روشنی پھیلا رہے ہیں) کو کہہ سنایا۔ اس نے بتایا کہ حضرت صاحبؒ ہمارے گاؤں بھی تشریف لاتے ہیں اور علاقہ بھر میں ان کے لاتعداد مرید ہیں۔ ہم نے ایک فیصلہ کیا اور دربار حضرت سُلطان باہوؒ جا کر حضرت صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت ہونے کی سعادت حاصل کی۔

Marfat.com

اس دن سے یہ "عشق کا سفر" آج تک جاری و ساری ہے (اور انشا اللہ تا قیامت رہے گا)۔ حضرت صاحبؒ دینی اور دنیوی مسائل کے حل کے لئے ہمیشہ ظاہری اور باطنی امداد فرماتے رہے ہیں۔ ان کی نظرِ کرم کے طفیل حج اکبر کی سعادت نصیب ہوئی۔ آج میں جس عہدہ پر فائز ہوں اور جو عزت و تکریم ملی سب انہی کی بدولت ہے۔ وہ اپنے مریدین سے کبھی بھی غافل نہیں رہے۔ ان کا فیض آج بھی جاری ہے۔ آج بھی چشمِ تصور میں انہیں اپنے قریب پاتا ہوں۔ وہ آج بھی اسی طرح مدد فرماتے ہیں جس طرح اپنی ظاہری حیات میں مدد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت صاحب قبلہ کی تصانیف

خانوادۂ سیدنا غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز کی عظیم روحانی شخصیت آفتابِ قادریت، غازیٔ کشمیر، لیفٹیننٹ کرنل پیر صاحب

السید یوسف محمود فیض اللہ الگیلانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

کی خود نوشتہ، جامع اور مکمل

سوانح حیات پیر آف دانا

جسے حضرت صاحب قبلہ مرتب فرما رہے تھے

اور

حضرت صاحب قبلہ ناشاد القادری کے اردو مجموعہ ہائے کلام

تبسمِ غم ★ زلفِ پریشاں ★ سوز و ساز ★ شبِ حیات

عنقریب اشاعت کے لئے زیرِ ترتیب ہیں

زیرِ اہتمام **حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی** مرکزی دفتر: دستگیرؒ منزل دربار حضرت سلطان باہوؒ ضلع جھنگ پنجاب

ذیلی دفتر: آستانہ دستگیرؒ کلی کیچی بیگ، سریاب روڈ۔ کوئٹہ (بلوچستان)

Marfat.com

شہبازِ چرخِ ولایت

سید ناصر چشتی کچا تاندلا ضلع فیصل آباد

قادری بھی ہے تو سُہروردی بھی ہے تُو
اور سلامت ترا آستانہ رہے

ہے تو سلطان باہوؒ کا لختِ جگر
تیرے قدموں میں آتا زمانہ رہے

میرے دل کی یہی ایک آواز ہے
تیری نسبت پہ مجھ کو بڑا ناز ہے

اور تو چرخِ ولایت کا شہباز ہے
تیرے در پر مرا آنا جانا رہے

جس کو تیری گلی سے پیار ہو گیا
وہ مصائب کے طوفاں سے پار ہو گیا

جو تمہاری نظر کا شکار ہو گیا
ہر نظر میں وہ بن کر یگانہ رہے

تو نے ایسے عقیدت کے بخشے ہیں گُر
کتنے ذرات کو کر دیا تو نے دُر

کر دے کشکول خیرات سے میرا پُر
فیض کا تیرے بٹتا خزانہ رہے

رشکِ جنت ہے دربار تیرا شہا
پیار تیرا سمایا ہے دل میں پیا

ہے یہی روز و شب میری آقا دعا
تیرا خادم مرا سب گھرانہ رہے

نام پہ تیرے قرباں مری زندگی
یاد نے تیری بخشی ہے تابندگی

تیرے حسن و جمال اور خیالات سے
دل کا آباد آباد خانہ رہے

سن صدائیں میری بہر غوث الوریٰ
اپنی چاہت کا زیور مجھے کر عطا

کرنے آیا ہے ناصرؔ یہی التجا
تیری نظروں کا بن کر نشانہ رہے

Marfat.com

حضرت مولیٰ فخرِ کشمیر سلطان غلام دستگیر القادریؒ کے

اقوالِ زرّیں

مرتبہ ۔ عبدالحق جمالی ۔ گنداخہ تحصیل اوستہ محمد (بلوچستان)

• ہمارے ظاہری ورد وظائف نفس کی اصلاح میں کوئی اثر نہیں کرتے جب تک نفس پر اللہ ھو کی ضربیں نہ لگائی جائیں۔ اسی سے کچھ ہو سکتا ہے اور نفس مرسکتا ہے ورنہ نہیں۔

ضلع نصیر آباد (بلوچستان) کے معروف سیاسی و سماجی خاندان "جمالی" کے ایک نوجوان عبدالحق جمالی نے حضرت صاحب قبلہؒ کی محافلِ پاک سے مشرف ہو کر چند واقعات اور اقوال زریں جمع کئے ہیں۔ عبدالحق جمالی جنون کی حد تک مذہبی لگاؤ رکھتا ہے۔ اپنے علاقہ (گنداخہ ضلع نصیر آباد) میں بزمِ باھُوؒ، جماعت اہلسنت پاکستان، انجمن غلامانِ مصطفےٰ اور انجمن طلباء اسلام کا سرگرم اور فعال کارکن ہے عین نوجوانی میں اس کی پرہیزگاری اور انکسار دیکھ کر دونوں جہانوں میں اس کے روشن اور تابناک مستقبل کی پیش گوئی کی جا سکتی ہے اللہ تعالیٰ اسے مزید نیک بختی اور استقامت بخشے آمین

مرتب

Marfat.com

حضرت صاحب مرشدی سلطان غلام دستگیر القادری فخر کشمیر رحمۃ اللہ علیہ کی محف
پاک میں بار بار حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ آپ کی محفل پاک کے چند واقعات اور آپ
کے فرمودات میں نے اپنے لئے تحریر کئے تھے جو کہ حضرت صاحب سے متعلق چھپنے والی کت
کے لئے پیش خدمت ہیں تاکہ آپ کے ارادت مند عوام الناس بھی استفادہ کر سکیں۔

ایک سالک کو نصیحت

۱۵ مارچ ۱۹۸۷ء بمقام مسی (موقعہ سلطان العارفین حق باہوؒ کانفرنس) ایک سب
جج صاحب نے تصوف سے دلچسپی ظاہر کی تو حضرت مولانا سلطان غلام دستگیر القادری
انہیں فرمایا" صرف ظاہری عمل مکمل تربیت کرنا نہ شد اگر سانپ غار کے اندر ہے او
کوئی شخص سے مارنا چاہتا ہے تو وہ باہر سے لکھ ضربیں لگائے سانپ اندر اپنے
غار میں محفوظ رہے گا۔ البتہ اس غار کے اندر بہت زیادہ پانی ڈالا جائے یا ک
اور یہ طریقہ کیا جائے کہ وہ سانپ باہر نکل آئے تب اسے مارا جا سکتا ہے۔ اسی ط
ہمارے ظاہری ورد وظائف نفس پر کوئی اثر نہیں کرتے جب تک نفس پر "اللہ ھُو"
ضربیں نہ لگائی جائیں۔ اسی سے کچھ ہو سکتا ہے اور نفس مر سکتا ہے ورنہ نہیں۔"

اسی محفل میں آپ نے سول جج صاحب کو سلطان العارفین حضرت سلطان
کی کتابیں پڑھنے کی تاکید فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت سلطان صاحبؒ کا قول ہے
میری کتابیں پڑھے گا یہ اسے بامقصد بنا دیں گی اور جسے ظاہراً کامل مرشد نہ ملے وہ
کتابوں کو اپنا رہبر بنا لے یہ اسے کامل مرشد کا کام دیں گی۔ اس لئے حضرت سلطان صاح
کی تصانیف کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے" نیز آپ نے حضرت مولانا رومؒ، فریدالدین عط
اور حضرت ابن العربیؒ کی کتابیں پڑھنے کے متعلق بھی فرمایا۔

آپؒ نے اسی محفل میں ارشاد فرمایا کہ قضا کرنے کی بجائے یا قضا ہو جانے کے
ڈر سے کم وظائف پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔"

اس کے بعد آپ نے حاضرین مجلس کو فرمایا کہ سب اٹھیں نماز کا وقت ہے نماز

Marfat.com

والدین اور اولاد

۱۹۸۶ء بمقام آستانہ دستگیرؒ کیچی بیگ سریاب کوئٹہ مجلس میں آپؒ جلوہ افروز تھے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ حضرت صاحب! دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد عطا کرے۔" آپؒ نے ارشاد فرمایا۔ یوں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نیک صالح اور تابع فرمان اولاد سے نوازے ورنہ آج کے دور میں تو اولاد نہ ہونا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ آجکل اولاد والدین کا خیال نہیں رکھتی حالانکہ والدین اولاد کی کس طرح پرورش کرتے ہیں۔ ان کا خیال رکھتے ہیں ایک مرغی ہی کی مثال لیں وہ اپنے بچوں کے ساتھ دانہ چگ رہی ہوتی ہے تو اگر ایسے میں باز آجائے تو وہ اپنے پَر پھیلا کر سب بچوں کو اس میں چھپا لیتی ہے اور ان کی حفاظت کی کوشش کرتی ہے۔ سوچیں کہاں باز اور کہاں بیچاری مُرغی لیکن وہ مرغی اپنی پوری طاقت اور ہمت صرف کرتے ہوئے اپنے بچوں کی حفاظت کی سعی کرتی ہے۔ یتیم و مساکین، بھائی بہن، رشتہ دار ہمسائے سب کی خدمت کرنی چاہیئے لیکن ان سب اولیت والدین کو حاصل ہے۔

آج کے طلباء

۱۹۸۶ء ہی میں ایک روز گنداخہ سے تعلق رکھنے والے بولان میڈیکل کالج کوئٹہ میں زیرتعلیم طلباء (عبدالرشید جمالی، قدرت اللہ جمالی، نثار احمد جمالی) کے ہمراہ بندہ آستانہ دستگیر حضرت صاحبؒ کی محفل میں حاضر تھا۔ جناب پروفیسر سلطان الطاف علی پرنسپل

ایک مرتبہ فرمایا کہ " اولیا اللہ ۔ اللہ تعالیٰ سے بھی نہیں ڈرتے " اس کی مثال یو
دی کہ اگر میں آپ کا ہو جاؤں اور آپ میرے ہو جائیں تو کیا ڈر رہے گا ؛ نہیں! اسی ط
رجب " من تو شدم تو من شدی " یا " فنا فی اللہ " کا مقام آتا ہے ، ولی اللہ ، اللہ
ہو جاتا ہے اور اللہ ولی اللہ کا ہو جاتا ہے تو تمام خوف وغم جاتا رہتا ہے۔

خوفِ مرگ

ایک مرتبہ فرمایا " موت سے نہیں ڈرنا چاہیئے کیونکہ موت کے بعد دیدار پاک ۔
زیادہ مواقع ہیں ۔"

مشائخ سے صرف دعا طلب کرو

ایک مرتبہ مجلس میں موجود ایک شخص نے اپنے کسی فیصلہ کے لئے آپ کو بلوچ
کے مطابق اپنے ساتھ فریق ثانی کے ہاں " میڑھ " چلنے کو کہا تو آپ نے ناراضگی کا ا
فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ پیروں فقیروں سے صرف دعا طلب کیا کرو۔ انہیں فیصلوا
میں نہ لے جاؤ۔ اس میں ایک تو فریق ثانی کے نہ ماننے سے ان کی بے عزتی یا ہتک
ہے اور دوسرا فریق ثانی کے لئے بھی نقصان کا باعث ہوتا ہے۔" پھر فرمایا گھوڑے ہل
چلانے کے لئے نہیں ہوتے اس کے لئے بیل ہوتے ہیں ۔ ہل بیل سے چلاؤ نہ کہ گھوڑ سے

خلوص باعث مسرت ہوتا ہے

ایک مرتبہ آستانہ دستگیر کوئٹہ میں فرمایا کہ حضرت بادشاہ صاحبؒ رسلطان العارفی
کا بڑا کرم ہے اور ہر چیز میسر ہے لیکن جب کوئی خلوص سے کم قیمت سی چیز بھی لاتا ہے
دل خوش ہوتا ہے۔" پھر اپنے فرزندان کا ذکر فرمایا کہ " حامد صاحب میرے لئے بہ
لاتے ہیں اور ارشد ڈیٹول صابن لاتا ہے تو ان معمولی قیمت کی لیکن خلوص سے پیش
گئی چیزوں پر دلی خوشی ہوتی ہے۔

Marfat.com

بغیر محنت کے ڈگری

آستانہ دستگیر کوئٹہ میں ہی ایک دن ایک کم علم مولوی نے عرض کی کہ حضرت صاحبؒ اپنے مدارس انوار باہوؒ سے مجھے مولوی پاس ہونے کا سرٹیفکیٹ دلوا دیں" آپ اس پر خفا ہوئے اور فرمایا کہ حکومت نے مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبۂ کو ایم اے کی ڈگری کے برابر حیثیت دی ہے اور ایم اے کرنے والے طالب علم تو بڑی محنت سے پاس ہوتے ہیں اور ایک تم ہو کہ بغیر پڑھے لکھے اور محنت کئے سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہتے ہو یہ غلط کام ہے اور میں نہیں کروں گا۔

کُلُوا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا

ایک مرتبہ ایک واقعہ بیان فرمایا کہ کچھ آدمی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گئے۔ راستہ میں انہیں شدید پیاس لگی۔ اسی اثنا میں انہیں میٹھے اور ٹھنڈے پانی کا ایک چشمہ نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حکم دیا گیا کہ دو تین چلو سے زیادہ پانی نہ پیئیں۔ ان میں سے تو کچھ نے تو حکم پر عمل کیا اور وہ کامیاب و کامران رہے اور کچھ نے حکم عدولی، بے صبری، اور اسراف کیا اور وہ پیٹ سے پھوٹ پڑے۔

ایک فقیر کو بشارت

ایک مرتبہ ایک فقیر نے حضرت صاحبؒ سے عرض کی کہ دعا فرمائیں۔ میں حضرت اویس قرنیؓ کی زیارت کو ان کے روضہ مبارک پر حاضری دینا چاہتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت اویس قرنیؓ خود آپ کی طرف تشریف لائیں گے۔

نبی کریمؐ خدا نہیں ہیں

ایک مرتبہ فرمایا کہ خدا وہ ہوتا ہے جو تمام متضاد صفات کا مالک ہو۔ وہ زندہ کرنے

Marfat.com

والا بھی ہے اور مارنے والا بھی۔ ہدایت دینے والا بھی ہے اور گمراہ کرنے والا بھی۔ رحیم و کریم بھی ہے اور قہار و جبار بھی۔ اللہ تعالیٰ میں یہ تمام صفات موجود ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہادی ہیں مُضل نہیں، رحمۃ العالمین ہیں لیکن قہاری و جباری صفات ان میں نہیں۔ اس لئے وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔

خوش طبعی

حضرت صاحبؒ کے پیکر میں جلال و جمال کا حسین امتزاج تھا۔ آپ بہت خوش مزاج واقع ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ ایک ضعیف العمر شخص نظر کی عینک پہنے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحبؒ متبسم ہوئے اور اس شخص کو ارشاد فرمایا کہ آپ بھی میری طرح عینک پہنے ہوئے ہیں۔ پھر ایک لطیفہ سنایا کہ ایک دکاندار نے بولنے والا طوطا پالا ہوا تھا جو بہت باتونی اور ہوشیار تھا۔ ایک دفعہ دکاندار کسی ضروری کام سے کہیں گیا۔ اور طوطے کو دکان کی نگرانی کے لئے چھوڑ گیا۔ دکاندار کے جانے کے بعد ایک بلی دکان میں داخل ہوئی اور طوطے پر لپکی۔ طوطا جلدی سے اڑا اور اوپر جا بیٹھا۔ اس کے اچانک اڑنے سے اس کے پر کچھ قیمتی نازک اشیاء کو لگے جو کہ گر کر ٹوٹ گئیں۔ جب دکاندار واپس آیا تو وہ اپنا نقصان دیکھ کر بہت خفا ہوا اور طوطے سے پوچھ گچھ کی بجائے اس کے سر کے بال کاٹ دیئے۔ اس کے بعد طوطا بالکل خاموش رہنے لگا اور کوئی بات نہ کرتا۔ کافی دنوں بعد ایک گنجا شخص دکان میں داخل ہوا تو طوطا اسے دیکھ کر زور سے ہنسا اور اس شخص سے مخاطب ہوا کہ تم نے بھی میری طرح اپنے مالک کا نقصان کیا ہوگا جس کی پاداش میں اس نے تمہارا سر [illegible]

Marfat.com

حضرت صاحبؒ کا انتقال

ایک سانحۂ عظیم

ابوالصادق محمد عاشق فائق القادری، نقل، ضلع بھکر (پنجاب)

آپ کے وصال سے عالم اسلام ایک بلند مرتبت دینی و روحانی شخصیت سے محروم ہوگیا ہے۔ آپ کی جدائی میں ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل سوگوار ہے۔ قبلہ حضرت صاحب زہد و تقویٰ اور لطف و اخلاق کا حسین و جمیل پیکر تھے۔ آپ کی ساری زندگی گم گشتگانِ منزل کو راہِ راست پر لانے میں گزری

مولانا محمد عاشق فائق صاحب جیّد عالم دین ہیں جامعہ انوار باھوؒ بھکر اور دیگر کئی مرکزی مدارس میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ دار العلوم انوار باھوؒ بھاگ (بلوچستان) اور مدرسہ غوثیہ سلطانیہ گڑھ مہاراجہ موڑ ضلع جھنگ (پنجاب) میں صدر مدرس اور خطیب رہے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے ارادت مند ہیں۔ آج کل ضلع بھکر کے ریگستان "نقل" کے ایک دور افتادہ گاؤں میں گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے ہیں ——— مرتب

Marfat.com

آستانش سالکاں را مستقر　　　　گردِ راہش سرمۂ اہلِ نظر

اللہ تعالیٰ نے لاتعداد مخلوق کو تخلیق کیا لیکن سب سے افضل حضرت انسان کو بنایا اور وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ کا تاج پہنایا پھر اس اشرف المخلوقات میں ان کی ہدایت کے لئے نبی و رسول مبعوث فرمائے اور انہیں باقی انسانوں پر افضل بنا کر بھیجا۔ پھر ان تمام افضل ہستیوں سے اعلیٰ امجد برتر اپنے محبوب دانائے کل غیوب حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین بنا کر بھیجا۔

ع　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم فرما دیا لیکن بعد میں آنے والی نسل انسانی کی رشد و ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت میں برگزیدہ اور مقدس ہستیاں پیدا فرمائیں جو کہ فیضان نبوت سے فیض یافتہ ہیں جنہیں اولیا اللہ کہا جاتا ہے۔ ان کی نگاہِ فیض رسانے وہ کام کیا جو محمد بن قاسمؒ اور محمود غزنویؒ کی تلواریں نہ کر سکیں۔ حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ اور حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ جیسی مقدس اور برگزیدہ ہستیوں کی نگاہِ کرم سے برصغیر میں آفتاب اسلام کو تابانی ملی۔

ان برگزیدہ شخصیتوں نے فیضان کے وہ چشمے جاری کئے جن سے کروڑوں دکھی انسانوں نے اپنے شجر ایمانی کو سیراب کیا۔ حضرت سلطان العارفینؒ کے فیضان کرم کی یہ حالت تھی کہ اگر کسی غیر مسلم کی نگاہ آپ کے چہرے پر پڑ جاتی تو وہ کلمۂ شہادت پڑھ اٹھتا۔ یہ تو آپ کی بچپن کی حالت تھی۔ جب آپ اپنے مرشد کامل حضرت سیدنا عبدالرحمان گیلانیؒ سے (مبینہ طور پر) شرف بیعت و خلافت سے مشرف ہو کر دہلی کے بازار میں جب آپ نے توجہ فرمائی تو دہلی کے در و دیوار سے "اللہ ہُو" کی صدائیں بلند ہونے لگیں آج تین سو سے زائد سال گزر جانے کے بعد بھی آپ کے روضۂ انور پر رہنے والے کبوتر اور قمرے بھی "اللہ ہُو" "حق با ہُو" "ہو باہُو" کا ورد کرتے ہیں اور آپ کا دربار دُربار آج بھی منبع فیوضات، مخزن برکات، مرکز اسرار مطلع انوار اور قضائے حاجات کے لئے

Marfat.com

زہاق ہے۔ بارہا یہ تجربہ کیا ہے کہ آپ کی نگاہ کرم کے طفیل مشکل سے مشکل کام بھی بن جاتے ہیں۔ میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
مرد نظر کرے اک واری مشکل رہوے نہ کوئی

حضرت سلطان العارفینؒ کے فیوض و برکات سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ آپ کی اولاد مبارک میں بڑے پایہ کے بزرگ ہو گزرے ہیں جن کے حالات وکرامات احاطۂ تحریر میں نہیں سما سکتے۔ انہیں میں سے میرے مرشد کامل شیخ الاسلام والمسلمین سلطان العصر حضرت سلطان غلام دستگیر القادری فخر کشمیر رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی قابل ذکر ہے۔

آپ کی ذات والا صفات محتاج تعارف نہیں۔ آپ بیک وقت کئی ستودہ صفات کے حامل تھے۔ آپ اگر علماء کی محفل میں جلوہ افروز ہوتے اور علمی گفتگو فرماتے تو علامہ غزالیؒ اور رازیؒ کی یاد تازہ ہو جاتی۔ اگر تصوف اور طریقت پر مکالمہ ہوتا تو حضرت غوث الاعظم ابن العربیؒ اور حضرت سلطان باہوؒ کی محفلوں کا رنگ ہوتا۔ اگر شعر و ادب موضوع ہوتا تو حافظ شیرازیؒ، سعدیؒ، رومیؒ اور اقبالؒ کا ذوق یاد آ جاتا۔ آپ کے فن تعمیر کو دیکھا جائے تو مغل بادشاہ شاہجہان کی تعمیرات نظروں کے آگے پھرتی ہیں۔

حضرت صاحبؒ کے رخ انور پر ایسا جلال تھا کہ کسی کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی۔ چہرۂ انور پر نگاہ پڑتے ہی خدا یاد آ جاتا اور نگاہیں جھک جاتیں۔ آپ فرمان مصطفویؐ اذا رُؤ وذکر اللہ کی تفسیر تھے۔ حضور پاک سرور کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ مرد کامل کو جس وقت دیکھا جائے خدا یاد آ جاتا ہے، اچھے اور برے، کامل اور ناقص، کا پتہ مرنے کے بعد چلتا ہے۔ دنیا میں تو ہر کوئی اپنے آپ کو اچھا کہتا یا کم از کم سمجھتا ہے اور کامل جانتا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد بعض ایسے ہوتے ہیں جن کا چہرہ اور شکل دیکھنے کے قابل نہیں ہوتی اور بعض ایسے جو مر کر بھی زندہ ہوتے ہیں۔ کروڑوں رحمتیں نثار ہوں میرے مرشد کامل پر۔ آپ کا وصال ۱۴ ستمبر سوموار کی رات سوا گیارہ بجے کوٹھہ میں ہوا۔

Marfat.com

آپ کا تابوت مبارک ۱۵ ستمبر کو کوئٹہ سے روانہ ہو کر ۱۶ ستمبر دربار عالیہ حضرت سلطان باہُوؒ پہنچا۔ طویل علالت کے بعد طویل سفر اور گرمی میں تین دن بعد از وفات چہرہ آفتاب کی طرح روشن تھا اور لبوں پر مسکراہٹ تھی اور یہی ایک مرد مومن کامل و اکمل کی نشانی اور علامت ہے کہ ؂

چوں مرگ آید تبسم برلب او

یہ ان نفوس قدسیہ کی نشانی ہے جو مجاہدانہ زندگی کی بدولت حیات جاودانی کا صلہ پاتے ہیں۔ یہ دنیا میں رہ کر بھی زندہ ہیں اور دنیا کو چھوڑ کر بھی زندہ ہیں۔ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ کے مصداق ہیں۔ حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

آپ کی برگزیدہ شخصیت اپنوں اور بیگانوں میں مُسلّم تھی۔ آپ اخلاق کریمانہ اور صفات حمیدہ سے بدرجہ اتم موصوف تھے۔ آپ کا سلسلہ بیعت و ارادت صرف پاکستان کے دور دراز علاقوں تک ہی نہیں بیرون ممالک میں بھی پھیلا ہوا ہے۔

آپ کے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ قومی اخبارات اور ذرائع ابلاغ نے آپ کے وصال کی خبر نشر کی۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ آپ کے انتقال پر ملال سے سوادِ اعظم اہل سنت والجماعت اور مریدین و متعلقین کو جو نقصان عظیم پہنچا ہے وہ تادیر محسوس کیا جاتا رہے گا۔ آپ کے وصال سے عالم اسلام ایک بلند مرتبت دینی و روحانی شخصیت سے محروم ہو گیا ہے۔

آپ کی جدائی میں ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل سوگوار ہے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ زہد و تقویٰ اور لطف و اخلاق کا حسین و جمیل پیکر تھے۔ آپ کی ساری زندگی گم گشتگان منزل کو راہ راست پر لانے میں گزری۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ سروریہ اور خانقاہ حضرت سلطان العارفینؒ کے شمس تاباں تھے۔

Marfat.com

آپ محض ایک پیر اور صوفی ہی نہ تھے بلکہ عالم اسلام اور مملکت خداداد پاکستان پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا۔ آپ نے میدان جنگ میں تشریف لا کر ایک عظیم مجاہد کا کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۷ - ۱۹۴۹ء کے جہاد کشمیر میں اپنی شاندار خدمات کے باعث حکومت آزاد کشمیر سے "فخر کشمیر" کا خطاب حاصل کیا۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک و ہند جنگ کے مواقع پر بھی اپنے مریدین سے مجاہدین کے لشکر تیار فرمائے۔

اللہ تعالیٰ قبلہ حضرت صاحبؒ کو اپنے جوارِ رحمت میں مزید قربت و عزت سے نوازے اور ہم سب کو آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

بندہ نے اس شعر میں قبلہ حضرت صاحبؒ کے وصال کا سن عیسوی نکالا ہے۔

پیرِ ما رفت از جہان - کامل و اکمل و دستگیر زمان

۱۹۸۶ء

حضرت صاحب قبلہؒ کے والد بزرگوار زبدۃ السالکین سراج العارفین، شمس الفقراء واقف گنجینۂ راز حضرت سلطان محمد نواز قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ

کا

مجموعہ کلام

جسے حضرت صاحبؒ نے ۱۹۵۲ میں زیور طباعت سے آراستہ کرایا تھا

اور بقول پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر

(اس مجموعہ کلام میں) تصوف کے مطالب کو آسان اور دلنشین انداز میں پیش کیا گیا ہے" (تذکرہ صوفیائے بلوچستان ص ۱۱۶) حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی

دستگیر منزل دربار حضرت سلطان باہوؒ ضلع جھنگ۔

محدود تعداد میں دستیاب ہے:- ہدیہ ۵ روپے

نی اریس تن توں ادار

منقبت بزبان براھوی

ازمولانا بشیر محمد ریئسانی مہتمم مدرسہ قادریہ انوار باہوؒ، کھارا ضلع کچھی

نی ارانگ نے آن ہناسس پیر مرشد دستگیرؒ
خنپنَ نیں آن بارتن باکمال روشن ضمیر
ہم یقین ہندا ارے انیس نی نے آن جتا
نی اریس تن توں ادار طاقت تس ربؒ قدیر
پھل اریس نی باغِ سلطان ات نے امبار پھل
پیر یوسفؒ نا نگاہ اٹی اسسہ بدرِ منیر
ناں لقب اے "فخرِ کشمیر" نے کہ قربان تن مریں
جنگ اٹی کشمیر نا قربانی تسس بے نظیر
خاندان باہوؒ کین اسس مثال اٹ خمبا ناں
کُل نے کے ہو غیرہ استاک ہردم لیر لیر
کس ہرانا چہرہ نما یادبس اوہ دے زوالجلالؒ
نی اسٹس قطبِ زماں ناں قول اسک خل نا لکیر
شکر ہے خدا کے جانشین نا ارے پیر حامد نواز
کامیابی لے نا مشن ناں اوہ دے تس رب نصیر
ای خنوہ ارشدے نی یاد بریسا ہوُ بہو
مشکل آتہ صدخہ اٹ آسان کے ربؒ قدیر
بیتر محمدؐ بس کرک نے انت مجالِ وصف ناں
لاَ خوفٌ علیہم قرآن اٹی صفت کرے اللہ کبیر

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہؒ

کا مقام

اور

خوارق عادات

سلطان ارشد القادری

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہؒ کا مقام و مرتبہ

میرے والد اور مرشد حضرت صاحب قبلہؒ کتنی عظیم روحانی قوتوں کے مالک تھے انہیں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت غوثیت مآب رضی اللہ عنہ اور حضرت سلطانیت مآب رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ عالم پناہ سے کتنا نوازا گیا تھا۔ ان پر جہانِ معرفت و تصوف اور دنیائے علم و ادب کے کتنے باب وا اور دیدار کے کتنے دریچے باز ہوئے تھے۔ میں اس سے کما حقہ آگاہ نہیں اور حق بات ہے کہ نہ ہی میں ناچیز اس قابل ہوں کہ اتنی عظیم المرتبت ہستی کے مقام و مرتبہ کا صحیح اندازہ یا تعین کر سکوں۔ البتہ ان کی خدمت میں رہتے ہوئے جو کچھ آنکھوں نے دیکھا، کانوں نے سنا یا دل و دماغ نے محسوس کیا وہ صفحۂ قرطاس پر رقم کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

بچپن میں ایک بلند مرتبت عارف کامل جناب پیر صاحب السید یوسف محمود الگیلانی بغدادیؒ سے سنا تھا کہ حضرت سلطان باہوؒ کے خاندان بھر میں حضرت صاحبؒ کے پائے کا کوئی بھی روحانی درجہ نہیں رکھتا۔ یہ سب سے بلند مقام پر فائز ہیں۔ حضور غوث پاکؓ اور حضرت سلطان العارفینؒ کے خاص منظور نظر ہیں۔

پھر ایک اور بات جو کہ معمولات میں شامل ہے یہ کہ ہمیں کبھی کوئی کام ہوتا، کہیں جانے کی اجازت طلب کرنی ہوتی یا کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو کبھی زبان سے حضرت صاحبؒ کو کہنے کی نہ تو جرأت ہوئی اور نہ ہی ضرورت محسوس ہوئی کیونکہ جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ان کی خدمت میں حاضری دیتے وہ خود ہی مہربانی فرماتے اور دلی مدعا سے اپنی روحانی طاقت کے ذریعہ آگاہ ہو کر ہماری ضروریات پوری فرما دیتے۔ مثلاً فرماتے "بیٹا! آپ کو شہر جانا ہے ہو آئیں"۔ یا کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو فرماتے کہ" بیٹا! میرا فلاں کام ہے شہر جا کر کر آئیں اور آپ کا بھی شائد کوئی کام ہو وہ بھی کر لیں۔" اور یا پیسے وغیرہ عطا کرتے کہ" رکھ لیں۔ شائد آپ کو ضرورت ہو" وغیرہ اور یہ معاملہ ایک میرے ساتھ ہی

Marfat.com

نہیں تھا۔ ہمارے سب گھر والوں کے ساتھ تھا۔

مجھے حضرت صاحبؒ قبلہ کی جلوت بھی نصیب رہی اور خلوت بھی۔ دن کو بھی ان کی خدمت کا موقع ملا اور رات کو بھی۔ بیت اللہ شریف کے طواف میں بھی ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔ اور مدینہ منورہ کی زیارت میں بھی۔ منیٰ و عرفات کے میدانوں میں بھی اور صفا مروہ کی پہاڑیوں پر بھی۔ بغداد میں حضور غوث الاعظمؓ اور امام ابو حنیفہ کی بارگاہ میں بھی اور نجف اشرف میں حضرت شیر خدا کے حضور بھی۔ حضرت جنید بغدادی اور حضرت سری سقطی کے مزار پر بھی اور کربلا میں حضرت سید الشہدا کے روضہ پاک پر بھی، وزیرستان کے پہاڑوں میں بھی اور کویت کے ریگستانوں میں بھی، گھر میں بھی اور سفر میں بھی۔ علما و مشائخ کی محفلوں میں بھی اور سادہ لوح لوگوں کے درمیان بھی۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے کبھی بھی حضرت صاحبؒ کو خلاف شرع کوئی کام کرتے نہ پایا، کبھی بے انصافی کرتے، تکبر کرتے کسی کا حق کھاتے یا ان کی نماز قضا ہوتے نہ دیکھی اور سب سے بڑھ کر ان کا یہ کمال تھا۔ کہ سفر و حضر میں کبھی ان کے معمولات میں فرق نہ آیا۔ اتنی باتیں اور واقعے قطار در قطار ذہن میں در آئے ہیں کہ محو حیرت ہوں کہ کہاں سے شروع کروں، کیا کیا سناؤں؟

بغداد معلی، مدینہ منورہ اور کعبۃ اللہ میں جو آپ کی کیفیات ہوتی تھیں وہ تو بیان کرنا کارِ دارد۔ صرف ایک دو عام سی باتیں عرض کروں گا۔

حضرت صاحبؒ مدینہ منورہ میں

ایک تو حضرت صاحبؒ مدینہ منورہ میں اکثر باب جبریل میں بیٹھا کرتے تھے جو کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی طرف ہے۔ حالانکہ وہاں عام طور پر لوگ ریاض الجنت جو کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی طرف مسجد نبوی کے محراب تک کا حصہ ہے اور جس کے بارے میں ارشاد گرامی ہے کہ یہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔ اس میں بیٹھتے اور عبادت کرتے ہیں۔ یہ حضرت صاحبؒ کی اس بارگاہ قدس میں ادب و احترام تھا اور انؒ کی کرم نوازی کا ایک ادنیٰ سا نمونہ یہ تھا کہ وہاں بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔ لاکھوں

Marfat.com

لوگ ہوتے ہیں اور بعض اوقات نماز کی جگہ ملنا بھی مشکل ہو جاتی ہے لیکن حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور حضرت صاحبؒ پر نظر کرم کے طفیل انہوں (حضرت صاحبؒ) نے ہمیں حکم فرمایا تھا کہ آپ لوگ جہاں نماز پڑھنا یا بیٹھنا چاہیں صرف وہاں تک پہنچنے کی کوشش کریں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود مہربانی فرمائیں گے اور آپ کو وہاں جگہ مل جایا کرے گی۔ اور ایسا ہی ہوتا تھا۔ ہم جہاں بھی چاہتے بآسانی جگہ مل جاتی۔ جیسے ہی پہنچتے پہلے بیٹھا شخص یوں ہمارے لئے جگہ خالی کر کے اٹھ کھڑا ہوتا جیسے بٹھایا ہی ہمارے لئے گیا ہو۔

حضرت صاحبؒ میدانِ عرفات میں

حضرت صاحبؒ کی میدانِ عرفات میں جو کیفیت تھی اس کا پھر ایک اور ہی رنگ تھا عرفات میں حج کے دن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ سب کچھ حتیٰ کہ نماز تک چھوڑ کے صرف اور صرف مجھ سے گفتگو کرو اور اس دن حضرت صاحبؒ کی آنکھوں اور چہرے مبارک کا رنگ دیدنی تھا گفتنی نہیں۔

بغداد، مدینہ اور مکہ میں آپؒ پر مزید مہربانیوں کے بارے میں مختلف مضامین میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ زیادہ کیا کہوں مکرر ہو جائے گا۔ اور ہر کوئی وہی کچھ کہہ یا لکھ سکتا ہے جس کی اسے اجازت ہوتی ہے

حضرت صاحبؒ کے فیض یافتگان

حضرت صاحبؒ کے فیض یافتہ خلفا بھی بہت کشف و کرامات کے مالک تھے[۱] اور ہیں

---

[۱] **درویش بابا بشیر احمدؒ** کراچی کے ایک نو مسلم جن کا نام بشیر احمد تھا اور درویش بابا کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ سے بیعت اور خلافت حاصل کی۔ آپؒ نے اسے غلہ یا روٹی وغیرہ کھانے سے منع فرمایا۔ درویش بابا نے بارہ سال تک کھانا نہ کھایا۔ آستانہ حق باہوؒ مہاجر کیمپ سعید آباد کراچی میں بقیہ زندگی گزاری وہاں کوڑھ، ٹی بی، تشنج، جادو اور آسیبی امراض

Marfat.com

اپنے بلند مرتبہ کا اظہار

آپؒ نے اپنی زبان مبارک سے بہت کم بلکہ شاذونادر ہی کبھی اپنے بلند مرتبہ کا اظہار کیا ہوگا۔ ہاں! ایک واقعہ مجھے یاد آرہا ہے۔ میں ان دنوں لاہور میں زیر تعلیم تھا اور سردار علی خان صاحب (ریٹائرڈ ایس ٹی ای ریلوے) کے ہاں رہتا تھا۔ جناب پیر

کے مریض ان کے پاس آتے۔ آپ انہیں گلے سے لگاتے (اور دم تعویز کرتے اور وہ جسمانی وروحانی فیض اور صحت لے کر رخصت ہوتے۔ آج بھی درویش باباؒ کا مزار آستانہ حق باہوؒ کراچی میں مرجع خلائق ہے اور وہاں ہر جمعرات کو محفل ذکر ہوتی ہے۔

حاجی عبدالکریم مدنی جہلم کے ایک درویش حاجی عبدالکریم صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے خلیفہ ہیں۔ مدت مدید سے مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں۔ حضرت صاحبؒ قبلہ ہمیشہ مدینہ منورہ میں ان کے پاس قیام فرماتے تھے۔ صاحب عرفان والیقان ہیں اور یقیناً حضور کریمؐ کی نظر رحمت میں ہیں۔

خلیفہ صوفی محمد زمان صوفی زمان صاحب دھرکنہ ضلع راولپنڈی کے باشندہ ہیں۔ سلوک کی کئی منزلیں طے کر چکے ہیں۔ اکثر ذکر وفکر میں مشغول رہتے ہیں۔ آج کل دبئی (متحدہ عرب امارات) میں رزق حلال کما رہے ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں ہندوستان میں جنگی قیدی ہوگئے۔ وہاں اور پھر واپس پاکستان آکر بھی ہمیشہ محفل ذکر کرتے ہیں۔ کئی گم گشتگان منزل کو راہ سلوک وطریقت پر گامزن کیا اور حضرت صاحب قبلہؒ کے دست حق پرست پر بیعت کرایا۔ صوفی صاحب کا کہنا ہے کہ "حضرت صاحبؒ کی صورت عین باہوؒ تھی" (ملاحظہ ہو "سلطان المشائخ" صفحہ ۵۱)

عبدالحمید عرف ڈپٹی صاحب ٹانک (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کے ایک بہترین معمار تھے۔ کافی عرصہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں گزارا اور دربار و حجروں کی تعمیر کرتا رہا۔ اس پر نگاہ فیض آگیں فرمائی اور اس کا باطن روشن فرما دیا۔ بظاہر وہ مجذوبانہ عادت میں رہتا تھا۔ کافی عرصہ بعد آپ نے اس کی ڈیوٹی کمالیہ (ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) لگا دی۔ دربار

Marfat.com

صاحب آف وانا[؟] کے چھوٹے فرزند سید مامون گیلانی اور چچا صاحب الحاج سلطان نور حسین مرحوم ومغفور کے صاحبزادے سلطان محمد حسین اور سلطان محمد محسن بھی وہیں رہتے اور زیر تعلیم تھے۔ غالباً ۷۷-۱۹۷۶ء کا واقعہ ہے۔ حضرت صاحبؒ لاہور تشریف لائے ہوئے تھے اسی روز لاہور کے ایک مجذوب وقت حضرت بابا چھتری والا رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار راوی روڈ پر واقع ہے کا وصال ہوگیا تھا۔ ہم سب ان کی کرامات سن کر ان کے پرستار بن گئے

حضور پر نور تو قاب و ربیت کے تصور میں چراغ کی روشنی کا پتہ نہ چلتا تھا۔ بس یہ تھا کہ وہ آئندہ (آنے والی) حالات کی نشاندہی کردیتا تھا مگر جب کمالیہ پہنچا تو پھر اس کی درخشندگی وضوفشانی کا پتہ چلا۔ بے اولاد۔ بیروزگار اور مقدمات وغیرہ میں مبتلا افراد کی مرادیں اس کی دعاؤں سے پوری ہوئیں۔ ایک مرتبہ بڑا سیلاب آیا اور کمالیہ شہر کے دریا برد ہونے کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ لوگ نقل مکانی کرنے لگے۔ ڈپٹی صاحب کو پتہ چلا تو چند مٹی کے ڈھیلے دم کر دیئے۔ کہ شہر کے باہر چاروں طرف پھینک دو اور دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا کہ زور شور سے آنے والے اور ہر پست و بلند کو نیست و نابود کرنے والی لہریں ان ڈھیلوں سے ٹکرا کر ایک قطرہ بھی آگے نہ بڑھ سکیں گویا سامنے سیسہ پلائی کی دیوار ہو۔ کتنے فٹ بلند پانی ایک جگہ پر کھڑا آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ بالآخر پانی کا زور ٹوٹا اور شہر سلامت رہا۔ ڈپٹی صاحب کا مزار کمالیہ کے معروف بزرگ حضرت فاضل دیوان صاحبؒ کے دربار پاک کے احاطہ میں ہے یہاں ہر سال شایان شان عرس منایا جاتا ہے۔

خلیفہ شہبازی مسعود قوم کے قبیلہ شمن خیل سے تعلق رکھنے والا ایک معزز فرد شہباز خان عرف خلیفہ شہبازی۔ اس کی ٹرکوں اور ٹرک والوں پر ڈیوٹی لگائی۔ یہ جہاں بھی سڑک پر کھڑا ہوجائے ٹرکوں کی قطار بندھ جاتی ہے۔ دربار مقدس پر اکثر پتھر ولکڑی وغیرہ لانے کی خدمات اس کے ذمہ ہوتی ہیں۔ یہ ٹرک والوں سے دربار کی خدمت لینا اور انہیں دعائیں اور نفع دینا ہے۔

Marfat.com

تھے۔ حضرت صاحبؒ سردار علی خان صاحب کے بنگلہ واقع جی ٹی روڈ نزد فیض باغ سے اپنی کار کرولا ۱۹۸۵ء میں شہزادہ السید مامون گیلانی اور ہمیں نشیمن غوثیہ کریم پارک راوی روڈ حاجی محمد اشفاق صاحب کے ہاں لا رہے تھے۔ شہزادہ صاحب فرنٹ سیٹ پر جلوہ افروز تھے۔ حضرت صاحب خود ڈرائیو فرما رہے تھے اور میں بالکل حضرت صاحبؒ کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ شہزادہ صاحب سارا راستہ بابا چھتری والاؒ کی تعریفیں کرتے

کاکو ملنگ نوشہرہ پشاور کا سعید گل نامی درویش جو کہ کاکو ملنگ کے نام سے معروف ہے۔ اس نے اپنی عمر کا اکثر حصہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں گزارا ہے اور فیض یاب ہوا ہے۔

خلیفہ اسلم افغانستان کے معروف خانہ بدوش قبائل "پرندہ" کا رہنما محمد اسلم قادری حضرت صاحبؒ قبلہ کا خلیفہ ہے۔ اس کی ڈیوٹی افسروں اور دفتری کاموں پر ہے اور کسی بھی بڑے سے بڑے افسر کے پاس بغیر اجازت صرف "حق باہُوؒ" کا نعرۂ مستانہ لگا کر چلا جاتا ہے اور حضرت صاحبؒ کی نظر کرم سے کبھی کسی کام سے ناکام نہیں لوٹا۔ کافی عرصہ جذب و مستی کی حالت میں رہا۔

اسی طرح خلیفہ بادشاہ خان بھٹنی جس نے ایک مدت حضرت صاحبؒ کی خدمت میں گزاری کے علاوہ حضرت صاحبؒ کے والد بزرگوار حضرت سلطان محمد نوازؒ کے وقت کے کچھ خلیفے حاجی ہفتہ خان محسود جو کہ آج کل دربار حضرت سلطان نور محمدؒ سلطان محمد نوازؒ پر مجاور ہے۔ حاجی مرزان علی جتک ساکن حمید آباد (ضلع نصیر آباد) بلوچستان۔ خلیفہ نور نگ محسود (شعیب) بدر جنوبی وزیرستان کے خلیفہ حاجی خان مومن (ا سپین کے خلیفہ خانگل وزیر) خلیفہ فیروز خان شیراتی، اسلام آباد کے خلیفہ غلام مصطفےٰ اور سینکڑوں ایسے اور صاحبان جو کہ حضرت صاحبؒ قبلہ سے فیض یافتہ ہیں اور ان سب سے کئی کرامات ظہور پذیر ہوئی ہیں جن کو یہاں بیان کرنے کا موقع نہیں ہے۔ ان سب کی کرامات دیکھ کر بے ساختہ دل اور

Marfat.com

رہے کہ وہ یوں اپنا جھکا ہوا سر اٹھاتے اور بھری محفل سے کسی بھی فرد کو نام لے کر پکارتے اور بتاتے کہ تمہارا فلاں کام ہو جائے گا اور فلاں دن ہو گا یا نہ ہو گا وغیرہ۔ میں پیچھے بیٹھا عقبی آیئنہ میں حضرت صاحب قبلہؒ کی سرخ ہوتی آنکھیں دیکھ رہا تھا۔ جب شہزادہ صاحب نے بہت زیادہ تعریفیں کیں تو بالآخر حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ شہزادہ صاحب! آپ کے والد محترم سے تو نجانے میرا کیا تعلق تھا جس کا نہ میری اولاد کو علم ہے اور نہ ہی آپ پیر صاحبؒ کی اولاد کو پتہ۔ کہ وہ کیا بات تھی جو کہ مجھے ان کے حضور جھکائے رکھتی تھی۔ ورنہ یقین فرمائیے بابا چھنزی والے جیسے کئی ڈپٹی حمید میں نے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں۔" اور پھر شہزادہ صاحب اور ہم سب پر ایک خاموشی طاری ہو گئی۔ یہ میرا چشم دید اور گوش شنید واقعہ ہے۔

سلطان العارفینؒ کے پیارے فرزند

حضور غوث الاعظمؒ اور حضرت سلطان العارفینؒ کے منظورِ نظر ہونے کے بارے میں کئی واقعات آپ مختلف مضامین خصوصاً جناب پیر صاحب آف داناؒ کے مریدین خاص ملک غلام سرور خان صاحب و ملک احمد خان صاحب اعوان کے علاوہ ڈاکٹر حافظ بشیر احمد صاحب اور مولانا نور احمد صاحب کے مضامین میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی فیض یافتہ ایک کامل درویش خاتون محترمہ حجانی فاطمہ قریشی (ساکن چھپر سرائے عالمگیر ضلع گجرات) جسے حضرت صاحبؒ "ماسی جی" فرمایا کرتے تھے اور وہ اسی نام سے یاد کی اور پکاری جاتی ہیں۔ حضرت صاحبؒ کے ہمراہ تین چار مرتبہ بغداد شریف، مدینہ منورہ اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکی ہیں۔ انہوں نے ایک واقعہ سنایا ہے۔ انہی کی زبانی سنیئے کہ ایک مرتبہ گرمیوں کا موسم تھا۔ حضرت صاحبؒ کہیں باہر دورے سے واپس اپنے گھر

اور زبان یہ پکار اٹھتے ہیں کہ

ع   یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہو گا؟

Marfat.com

نزد دربار حضرت سلطان باہوؒ تشریف لائے تھے اور گھر والوں سے کچھ فاصلہ پر ان کی چارپائی تھی اور وہ لیٹے ہوئے تھے۔ درمیان میں باقی گھر والوں کی چارپائیاں تھیں اور پھر آخر میں میری چارپائی تھی۔ آدھی رات کا وقت ہے۔ ہر کوئی آرام سے سو رہا تھا مگر مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ ایک خوبصورت گھڑ سوار بزرگ تشریف لاتے ہیں اور حضرت صاحبؒ کی چارپائی کے قریب اپنا گھوڑا روکتے ہیں۔ اچانک حضرت صاحبؒ ان کی آہٹ پا کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور "بسم اللہ" "بسم اللہ" کرتے ان کے رکاب میں موجود قدم مبارک کا بوسہ لیتے ہیں اور کہتے ہیں "حضور! آپ نے کیسے زحمت فرمائی"؟ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ "بیٹا! کئی دنوں سے تمہیں نہیں دیکھا تھا۔ تم تھکے ہوئے آئے ہو، سوچا تمہیں دیکھ آؤں۔ پھر وہ آہستہ آہستہ کوئی گفتگو فرماتے ہوئے اپنا گھوڑا دربار حضرت سلطان باہوؒ کی طرف موڑ لیتے ہیں اور حضرت صاحبؒ مؤدب ان کے ساتھ ساتھ پیدل چل پڑتے ہیں۔ میں دور تک انہیں جاتا دیکھتی ہوں۔ اور پھر کافی دیر بعد حضرت صاحبؒ واپس تشریف لا کر اپنے بستر پر استراحت فرمانے کے لئے لیٹ جاتے ہیں۔

محترمہ ماسی جی پر پہلے پہل جذبانہ کیفیت کافی عرصہ جاری رہی اور حضرت سلطان صاحبؒ کی ان پر خاص شفقت اور مہربانی رہی۔ یہ حضرت سلطان صاحبؒ کی اولاد سے ایک اور شخصیت سے بیعت تھیں جو کہ اپنے وقت کے سجادہ نشین تھے۔ مگر حضرت سلطان صاحبؒ نے انہیں اشارہ فرمایا کہ آپ کا فیض (حضرت) غلام دستگیرؒ کے پاس ہے جاؤ ان کی غلامی کرو" اور انہوں نے ہمیشہ اس حکم کی بخوبی تعمیل کی۔

اس واقعہ سے مجھے ایسے کافی واقعات یاد آرہے ہیں کہ کئی لوگ تصوف و معرفت کی دنیا میں داخل ہونے اور سلوک کی منزلیں طے کرنے کے لئے حضور سلطان العارفینؒ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور انہیں حضور نے حضرت صاحب قبلہؒ کا نام پتہ فرما دیا کہ "جاؤ میرا روحانی فیض میرے اس بیٹے کے پاس ہے۔ اس سے ظاہری بیعت اور کسب فیض حاصل کرو"۔

Marfat.com

حضورِ غوث الاعظم کے منظورِ نظر

اب حضور غوث پاک کی کرم نوازیوں کا بھی ایک آدھ قصہ سنا تا چلوں۔ ۱۹۸۲ء میں حضرت صاحبؒ قبلہ کی خدمت میں بغداد شریف جانے کا موقع نصیب ہوا۔ ہمارے سب ساتھیوں کے حضرت صاحبؒ نے اسلام آباد سے عمرہ کے ویزے لگوائے تھے۔ صرف ایک صاحب حاجی تواب شاہ صاحب ساکن مردان (صوبہ سرحد) جو کہ لاہور اور راولپنڈی میں کاغذ کے بہت بڑے بیوپاری ہیں۔ ان کا ویزہ عمرہ کے لیے نہ لگایا گیا تھا۔ کیونکہ وہ کچھ دن قبل عمرہ کر آئے تھے۔ بغداد شریف جا کر حضرت صاحبؒ کی خدمت و صحبت میں کافی دن گزار کر انہیں مزید صحبت کے شوق میں دوبارہ عمرہ و حج بیت اللہ کا شوق ہوا۔ حضرت صاحبؒ انہیں اور ہمیں ساتھ لے کر سعودی سفارت خانہ گئے۔ مگر انہوں نے بتایا کہ اب تو عمرے کے ویزے بند ہو چکے ہیں پھر پاکستانی سفارت خانہ (واقع منصورہ بغداد) گئے۔ اور سفیر پاکستان سے ملاقات کی۔ انہوں نے بھی فون پر گفتگو کے بعد وہی جواب دیا کہ اب جبکہ سعودی والوں نے ویزے بند کر دیئے ہیں کوئی چارہ کار نہیں۔ حضرت صاحبؒ ہمیں لے کر خاموشی سے واپس دربار حضور غوث پاکؓ لوٹ آئے۔ حاجی تواب شاہ بہت پریشان تھے۔ حضرت صاحبؒ نے انہیں تسلی دی۔ دوسرے دن صبح حضور غوث الاعظم قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ اور پھر سفارتخانہ پاکستان کی طرف روانہ ہوئے اور فرمایا کہ اب حضور غوث پاکؓ سے منظوری لے لی ہے۔ اب کام ضرور ہو جائے گا۔ پھر سفیر پاکستان سے ملاقات کی گئی۔ اس نے عرض کی کہ حضرت صاحب! کل ہی آپ کو صورتحال واضح کر دی گئی تھی۔ آپ آج پھر تشریف لے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں حضرت سلطان باہوؒ کا پوتا ہوں اور مجھے اب کے حضور غوث الاعظمؓ نے بھیجا ہے۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم خود جاؤ۔ تم پاکستان کے سفیر ہو۔ سعودی سفیر سے ملاقات کرو۔ وہ تمہیں ویزہ ضرور دے دے گا اور پھر سفیر صاحب بھی خلافِ توقع فوراً مان گئے اور پاسپورٹ لے لیا اور دوسرے دن تشریف لانے کو کہا اور دوسرے دن ہم گئے تو پاسپورٹ پر سعودی ویزہ لگا ہوا تھا۔

Marfat.com

حضور غوث الاعظم رضی کی کرم نوازی کا ایک اور واقعہ صاحبزادہ اظہر سلطان جو کہ حضرت صاحبؒ کے آخری حج و زیارت کے سفر (۱۹۸۵ء) میں ساتھ تھے بیان کرتے ہیں کہ بغداد سے انگلستان جا کر حضرت صاحبؒ سخت بیمار ہو گئے، کافی دنوں تک بیہوشی بھی طاری رہی۔ بعد ازاں کچھ رو بصحت ہو کر بغداد شریف واپس تشریف لائے اور فرمایا (اور یہی بات ہم نے خود بھی حضرت صاحبؒ قبلہ سے سنی ہے) کہ "جب میں انگلینڈ میں بیمار ہوا تو میرا آخری وقت آ پہنچا تھا مگر میں نے عرض گزاری کہ یا اللہ! عیسائیوں کے ملک میں آخری وقت نہ آئے بلکہ اپنے ملک میں آئے اور اس سے پہلے اتنا موقع اور مہلت بھی عطا فرما کر ایک مرتبہ پھر بغداد شریف، مدینہ منورہ اور بیت اللہ شریف کی حاضری دے سکوں اور پھر حضور غوث پاک رضی نے مجھے زندگی کے کچھ اور دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے لے دیئے اور میں تندرست ہو گیا۔ اظہر صاحب بیان کرتے ہیں کہ بغداد شریف اور مدینہ منورہ سے ہو کر حج ادا کرنے کے بعد ہم بیت اللہ شریف میں تھے اور باب ام ہانیؓ جہاں حضرت صاحبؒ اکثر بیٹھا کرتے تھے وہاں مجھے نیند آ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور غوث پاک رضی کے سجادہ نشین (نقیب الاشراف) السید یوسف عبد اللہ الگیلانیؒ مجھے حکم فرماتے ہیں کہ آج سے حضرت صاحبؒ کا کھانا میں بھیجوں گا تم لوگ نہ پکانا۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ بغداد میں سفیر پاکستان (جناب خالد محمود صاحب جو کہ حضرت صاحبؒ کے معتقد ہیں) کا ڈرائیور گل نواز (جو کہ دربار غوث پاک رضی میں حضرت صاحبؒ سے بیعت ہوا تھا) کے ہاتھ جناب پیر صاحب حضرت صاحبؒ کے لئے ایک لمبی سفید دودھیا رنگ کی ڈبل روٹی گرم کر کے بھیجتے ہیں۔ میں وہ ڈبل روٹی لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں جاتا ہوں اور حضرت صاحبؒ کو شدید بیماری اور کمزوری کی حالت میں دیکھتا ہوں جیسا کہ انگلینڈ میں تھے۔ آپ کو وہ ڈبل روٹی پیش کرتا ہوں اور آپ اسی حالت میں وہ تناول فرماتے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو حضرت صاحب باب ام ہانی میں میرے ساتھ تشریف فرما دیدار بیت اللہ شریف میں محو ہیں۔ میں نے انہیں اپنا خواب سنایا تو انہوں نے میری پیشانی پر لوسہ دیا اور فرمایا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ حضور غوث پاک رضی

Marfat.com

نے اب میری زندگی چند دن بڑھا دی ہے''۔ اور بعد کے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک ڈبل روٹی ایک سال کی مدت تھی کہ دوسرے سال (۱۹۸۶ء) انہی دنوں میں حضرت صاحب صاحبِ فراش ہوئے اور محرم میں وصال فرما گئے۔

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازیاں

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت و شفقت کے بھی ایک دو واقعات ملاحظہ کیجئے ایک اظہر صاحب کی زبانی سنیئے۔'' ۱۹۸۵ء میں حج سے چند دن قبل جبکہ مدینہ منورہ میں حاضری نصیب تھی۔ ایک روز شام کے وقت باب جبریلؑ میں ایک پاکستانی نژاد باشندہ نے مجھ سے حضرت صاحبؒ کی بابت دریافت کیا کہ یہ بزرگ ہستی کون ہیں؟ میں نے اسے بتایا تو وہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ کئی سال پہلے حضرت صاحب کی ایک تصویر میں نے حسن ابدال (نزد راولپنڈی) میں ایک دوست کے پاس دیکھی تھی اور میں اسی روز سے اس نورانی صورت کا شیدائی ہوگیا تھا۔ آج ان کی بالمشافہ ملاقات کر کے میری ایک بڑی دلی خواہش کی تکمیل ہو رہی ہے۔

وہ شخص جو کہ'' واسطی صاحب'' مشہور تھے نے حضرت صاحبؒ سے عرض کی کہ اسے بیعت فرمالیں مگر آپ نے فرمایا کہ یہ حضور رسالت مآبؐ کی بارگاہ اقدس ہے۔ یہاں مجھے بیعت کرنے کی مجال نہیں[1]۔ واسطی صاحب اس دن تو خاموش ہو گئے۔ دوسرے روز پھر وہی عرض گزارش تو آپ نے فرمایا کہ حضور کریمؐ کے ہوتے ہوئے بیعت کی کیا ضرورت ہے؟ بس روضۂ اقدس کا دیدار کرتے رہو۔ یہی تمہارے لئے کافی ہے۔ تیسرے دن پھر شام کو واسطی صاحب وہی سوال لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ اب کے حضرت

---

[1] اور مجھے بھی حضرت صاحب قبلہؒ نے ۱۹۸۲ء میں روضۂ اقدس میں بیعت کے سوال پر کچھ یونہی فرمایا تھا اور بعد ازاں مدینہ منورہ میں ہی خلیفہ صاحب حاجی عبدالکریم کی رہائش گاہ پر شرف بیعت سے سرفراز فرمایا۔ —— مرتب

Marfat.com

صاحبؒ نے اسے فوراً بیعت فرمالیا اور پھر شارع قبا پر واقع حاجی عبدالکریم صاحب کے مکان پر جہاں آپ قیام پذیر تھے فرمایا کہ میرے جدّ امجد حضرت سلطان العارفینؒ نے جو کام میرے ذمہ کیا تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ان کے سلسلۂ طریقت میں میری خدمات قبولیت پا چکی ہیں کہ آج خود حضور رسالت مآبﷺ نے اپنی بارگاہ عالم پناہ میں مجھے بیعت کرنے کی اجازت کا اعزاز بخشا ہے۔

پھر جب حج کے دنوں میں ہم نے مدینہ منورہ سے احرام باندھ کر مکۃ المکرمہ روانہ ہونا تھا۔ حضرت صاحبؒ نے ہمیں حکم فرمایا کہ تم سب احرام قرانِ حج کی نیت سے باندھو اور میں کمزوری کے باعث عمرہ کی نیت سے احرام باندھوں گا پھر ہم سب نے مسجد نبوی حاضری دی۔ حضور اکرمﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام پڑھ کر جب ہم باب جبریلؑ سے باہر نکلے تو آپؒ نے فرمایا کہ مجھے حضور کریمﷺ نے بشارت دی اور فرمایا ہے کہ تم بھی حج قران کا احرام باندھو۔ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہو گی اور آرام سے ایک اور حج کر لو گے۔ سو پھر حضرت صاحبؒ نے ویسا ہی کیا۔"

آپ کے مومن ہونے کے بارے میں قرآن مجید کی گواہی

اب ایک اور واقعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور قرآن مجید کی گواہی کا سماعت فرمائیے۔

ایک مرتبہ اسلام آباد میں ہم حضرت صاحب قبلہؒ کے ساتھ حضرت بری امام سرکارؒ کے دربار گوہر بار کی زیارت کو گئے وہاں سے واپسی پر حضرت صاحبؒ نے یہ واقعہ سنایا کہ کافی مدت پہلے ایک مرتبہ میں یہاں زیارت کے لئے آیا تھا۔ تو میرے دل میں آئی کہ کیوں نہ قرآن حکیم اٹھا کر اپنے لئے فال نکالوں اور جب میں نے قرآن مجید فرقان حمید کو بوسہ دے کر فال نکالنے کی نیت سے کھولا تو سامنے آیت تھی "رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ (یعنی اے اللہ! میں ایمان لایا تو مجھے اپنے گواہوں میں لکھ لے) تو فوراً میرے دل کو تسلی ہوئی کہ میرا ایمان پکا ہے اور قرآن مجید اس کی گواہی دے رہا ہے پھر ایک مرتبہ میں نے بیت اللہ شریف میں قرآن مجید سے فال نکالی تو بھی بعینہ یہی

Marfat.com

آیت مبارکہ سامنے آئی۔"

چند خوارق عادات (کرامات)

اب حضرت صاحب قبلہ کی چند خوارق عادات (کرامات) مختلف احباب سے ملاحظہ فرمائیے۔

پیر آف داناؒ سے عزرائیل کو روکنا

(چچا صاحب، حاج حکم سلطان عمر دراز القادری، پروفیسر شاہ برائے خان محسود)

کا روایت کردہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ پروفیسر صاحب موصوف نے بتایا کہ وہ وزیرستان میں تھے۔ ان کی ایک چھوٹی بچی فوت ہو گئی اور اہلیہ سخت بیمار تھیں۔ بسیار علاج معالجہ کے باوجود کوئی افاقہ نہ ہو رہا تھا۔

پروفیسر صاحب ٹانک سے حضرت صاحبؒ کے ایک مرید خاص رب نواز صاحب (جو کہ ٹھیکیدار غلام یٰسین صاحب کے فرزند ہیں) کو اپنی اہلیہ کو دم دعا کرانے کے لئے ساتھ لے گئے۔ رب نواز صاحب کا ایک دوست علم دین نامی جو کہ غیر مرئی مخلوق (جن یا دیو) ہے اور رب نواز صاحب کے ساتھ ہوتا ہے بھی ہمراہ ہے۔ اس نے بتایا کہ فکر نہ کریں کل حضرت صاحبؒ خود پروفیسر صاحب کے گھر تشریف لانے والے ہیں۔ وہ دعا فرمائیں گے اور دم کریں گے تو آپ کی اہلیہ ٹھیک ہو جائیں گی۔

دوسرے دن حضرت صاحبؒ پروفیسر صاحب کے گھر تشریف لے آئے۔ رب نواز اور علم دین بھی وہیں مقیم تھے۔ علم دین نے حضرت صاحبؒ کو عرض کی کہ پروفیسر صاحب کی بیٹی کیوں فوت ہو گئی ہے؟ آپ نے عزرائیل کو کیوں نہیں روکا؟ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ موت کا ذائقہ ہر کسی کو چکھنا ہے اور قدرت کی طرف سے زندگی کے جو دن مقرر ہیں وہ کم و بیش نہیں ہو سکتے۔ عزرائیل کو کون روک سکتا ہے؟ علم دین نے فوراً سوال کیا کہ پیر صاحب السید یوسف گیلانیؒ سے تین مرتبہ آپ نے عزرائیل کو ٹالا اور آپ کی دعاؤں

Marfat.com

سے ان کی زندگی میں اضافہ ہوا۔ آپؒ خاموش ہو گئے۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ کافی دیر بعد فرمایا کہ جو کچھ بھی ہوا پھر بھی قبلہ پیر صاحبؒ اس دار فانی سے بالآخر تو رحلت فرما گئے۔

پروفیسر صاحب بتاتے ہیں کہ حضرت صاحبؒ نے میری اہلیہ کو دم کیا اور دعا فرمائی جس سے وہ چند دنوں میں ہی مکمل صحت یاب ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک پھر بیمار نہیں ہوئیں۔

آپ کی دعا سے گندم میں برکت ہونا

الحاج سلطان عمر دراز صاحب ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ غالباً ۸۲-۱۹۸۳ء کی بات ہے۔ ایک دن میں لنگر کے گندم کے گودام کا خلیفہ بادشاہ خان بھٹنی کے ساتھ جائزہ لینے گیا اور واپس آ کر قبلہ حضرت صاحبؒ سے عرض کی کہ ۲۵ بوریاں پڑی ہیں۔ تقریباً ایک بوری روزانہ لنگر کا خرچ ہے۔ کچھ دنوں بعد گندم زیادہ مہنگی ہو جائے گی اگر آپ حکم دیں تو مزید گندم خرید لی جائے۔ آپ متبسم ہوئے اور فرمایا کہ" بھائی جان! جب یہ گندم ختم ہوئی قدرت اور دے دے گی۔ جب تک چلتی ہے چلنے دیں" اور ہم خاموش ہو گئے۔ اس طرح سردیوں کے تین چار ماہ گزر گئے اور وہ گندم کا سٹاک ختم نہ ہوا۔ پھر گرمیاں شروع ہوئیں اور ماہ جون میں حضرت صاحب قبلہؒ حسب دستور معہ اہل و عیال کوئٹہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد بھی وہ گندم ختم نہ ہوئی۔ پھر گندم کا سیزن شروع ہو گیا اور ہم نے مزید گندم خریدی۔

متوسلین پر ہمیشہ نظر رکھنا

الحاج سلطان عمر دراز صاحب کے فرزند سلطان محی الدین اظہر واقعات بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۹ء میں میرے پر زور اصرار پر حضرت صاحب قبلہؒ نے مجھے ایک ٹرک خرید دیا تھا۔ ۱۹۸۱ء کا واقعہ ہے۔ ہم ٹرک میں رحیم یار خان سے کوئٹہ جا رہے تھے کہ ایک بس پیچھے سے آ کر ٹکرائی۔ ٹرک کا تو زیادہ نقصان نہ ہوا البتہ بس کا کافی نقصان ہوا۔ خیر ہم نے اپنی

Marfat.com

راہ لی اور کوئٹہ گئے۔ وہاں سے تقریباً چار یا پانچ روز بعد واپس دربار حضرت سلطان باھوؒ آئے تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحبؒ قبلہ اپنی آنکھ کا اپریشن کرا کے واپس گھر تشریف لا چکے ہیں۔ حضرت صاحبؒ کے کمرہ میں حاضر ہو کر ان کی دست بوسی کی۔ آپؒ اس وقت تنہا تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھے پیار کیا اور پوچھا کہ بیٹا! دوران سفر کوئی حادثہ تو پیش نہیں آیا۔ میں اس واقعہ کو بھول چکا تھا۔ میں نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے تین مرتبہ اپنا سوال دہرایا اور میں نے تینوں مرتبہ عرض کی کہ نہیں حضور! ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ تو آپ نے خود ہی فرمایا کہ بیٹا! کیا آپ کے ٹرک کے ساتھ کوئی بس نہیں ٹکرائی تھی۔ مجھے تمام واقعہ یاد آ گیا اور میں حیران رہ گیا۔ اس روز حضرت صاحبؒ کی نظر دوربین کا پتہ چلا کہ آپ اپنے متوسلین اور معتقدین پر جہاں کہیں وہ ہوں نظر رکھتے ہیں اور ان کی مشکل کشائی کرتے ہیں۔ آپ نے حادثہ کی مزید کوئی تفصیل دریافت نہ فرمائی اور میں کبھی کیا بتاتا کہ میرا ایمان ہے انہیں سب کچھ معلوم تھا۔

سوکھے درخت کو سبز کرنا

اب چند خلفا کی بیان کردہ کرامات پیش خدمت ہیں۔ خلیفہ حاجی مرزا نعلی صاحب جتک جو کہ اب حمید آباد ہٹ فیڈر ضلع نصیر آباد بلوچستان میں رہتے ہیں۔ انہیں (ہمارے دادا صاحب محترم) حضرت سلطان محمد نواز صاحبؒ سے بیعت کا شرف حاصل ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۵ء کی بات ہے کشتان (ضلع قدت) میں جان محمد، عبدالحکیم، عبدالمجید بن نہال خان شاہوانی کے گھر زردالو کے درخت تھے۔ جن میں سے ایک درخت سوکھ گیا تھا اور اس پر کافی عرصہ سے پھل نہ لگتا تھا۔ انہوں نے وہ درخت حضرت صاحبؒ کو لنگر میں دے دیا آپ اس درخت کے قریب تشریف لے گئے اور اپنا عصا مبارک اس پر پھیرا اور اس درخت کو قبول فرمایا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ سوکھا درخت ہرا ہو گیا اور اس درخت پر باقی درختوں سے بھی زیادہ پھل لگنے لگا۔

Marfat.com

نابینا عورت کو بینائی دینا

خلیفہ حاجی مرزا نعلی صاحب جتک ہی ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ غالباً ۱۹۶۰ء میں حضرت صاحب قبلہؒ گوٹھ مراد علی میں مٹھا جتک کے گھر تشریف فرما تھے۔ مٹھا کی بیوی چند سالوں سے آنکھوں سے نابینا ہو گئی تھی۔ اس نے دعا کے لئے عرض کیا کہ دعا کریں اللہ مجھے بینائی واپس فرمائے۔ اسی اثنا میں نگیہ ولد موسیٰ جتک آیا جو کہ حضرت صاحبؒ قبلہ کا مرید تھا اور اس کی بیوی کسی اور سلسلہ میں بیعت تھی۔ اس نے عرض کی کہ حضور! میری بیوی میرا کہا نہیں مانتی۔ حضرت صاحبؒ نے اس خاتون کو نصیحت فرمائی کہ اپنے خاوند کا ادب واحترام کرے لیکن اس خاتون نے شوخ ہو کر جواب دیا کہ آپ کے مریدوں میں کیا کرامت ہے؟ اور بھی کچھ بڑبڑانے لگی۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ "بکواس مت کرو اور حضرت سلطانؒ کے مریدوں کو برا بھلا مت کہو۔ اس نے جواباً کہا کہ" بکواس کرتے ہیں آپ کے مرید" آپؒ کو جلال آیا۔ کھڑے ہو گئے اور نابینا عورت کی آنکھوں پر پھونک ماری۔

حضرت صاحبؒ کا اٹھنا اور دم کرنا تھا کہ نابینا عورت بینا ہو گئی۔ اس کی آنکھیں فوراً روشن ہو گئیں اور گستاخ عورت گر کر بے ہوش ہو گئی اور تڑپنے لگی۔ آپؒ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جانے لگے کہ لوگوں نے آپ سے معافیاں مانگیں اور اس بے ہوش بسمل خاتون پر نظر رحمت فرمانے کو عرض کرنے لگے۔ بالآخر آپؒ نے پانی دم کر دیا جو اس عورت پر چھڑکا گیا اور وہ فوراً ہوش میں آ گئی اور تا عمر آپ کی غلام رہی۔

ایک شخص کو چارپائی پر ساکت کر دینا

خلیفہ حاجی مرزا نعلی صاحب ہی ایک اور واقعہ روایت کرتے ہیں جو کہ انہوں نے خلیفہ صالح محمد شورنزئی مرحوم و مغفور سے سنا تھا۔ قیام پاکستان (۱۹۴۷ء) سے پہلے کا قصہ ہے خلیفہ صالح محمد مرحوم حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں وزیرستان کے دورے میں ساتھ تھا۔ ایک جگہ رات کو ایک شخص حضرت صاحبؒ کے ساتھ بیٹھا آپ کے پاؤں دبا تا رہا۔ سب

Marfat.com

لوگ رخصت ہوئے۔ آپ نے اس شخص کو بھی اجازت فرمائی کہ اب تم بھی جاؤ مگر وہ آپ کی چارپائی پر بیٹھا رہا اور کہنے لگا کہ جو کرامت تھی آپ کے والد (حضرت سلطان محمد نواز[2]) میں تھی۔ آپ میں کیا ہے؟ میں نہیں اٹھتا۔"

آپ نے فرمایا "ٹھیک ہے اگر تمہاری ضد ہے تو مت اٹھو۔ اور اگر اب تم اٹھنا بھی چاہو گے تو نہ اٹھ پاؤ گے۔" پھر آپ نے اپنے لئے ایک اور چارپائی اور بستر منگایا۔ اور استراحت فرمائی۔

اب وہ شخص چارپائی سے اٹھنا چاہتا تھا مگر اٹھ نہ سکتا تھا جیسا کہ چارپائی ہی کا ایک حصہ ہو۔ وہ تمام رات اسی چارپائی پر بیٹھا رہا۔ اور لیٹ بھی نہ سکا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو وہ منتیں کرنے لگا کہ اسے معافی عطا کی جائے۔ مگر آپ اپنی عبادات میں مشغول ہو گئے۔ صبح کو جب اور لوگ آئے اور انہوں نے یہ حالت دیکھی تو وہ بھی آپ سے اس شخص کے بارے میں معافی کے خواستگار ہوئے۔ بالآخر لوگوں کے اصرار پر آپ نے پانی دم کر کے عطا فرمایا اور تب وہ شخص چارپائی کے چنگل سے آزاد ہوا۔

اب حضرت صاحبؒ کے ایک اور خلیفہ شہباز خان محسود شمن خیل المعروف خلیفہ شہبازی ساکن شعبر تحصیل سروکئی (جنوبی وزیرستان) جس کی حضرت صاحبؒ نے ٹرکوں اور ڈرائیوروں پر ڈیوٹی لگائی تھی اور لنگر سے متعلقہ ٹرکوں کی خدمات اور ٹرک والوں کے لئے دعائیں وغیرہ کرنے اور حضرت صاحبؒ سے دعا تعویذ کرانے کا وہ ذمہ دار ہے۔ سے چند واقعات سنیئے

ایک شخص کے کہنے پر انصاف فرمانا

خلیفہ شہبازی شمن خیل بیان کرتا ہے۔ ۱۹۸۰ء میں علاقہ خیسورہ (جنوبی وزیرستان) میں کمال نیکرا خیل کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے حضرت صاحبؒ کے لئے ایک عام پرانا سا بستر لگایا اور کھانے کا بندوبست کیا۔ کافی لوگ ساتھ تھے۔ اس نے حضرت صاحبؒ کو عرض کی کہ اب میرے بیٹے دبئی سے بہت دولت کما کر لائے ہیں اور بہت سا سامان بھی لائے ہیں۔ میرے گھر میں اب کسی چیز کی ضرورت نہیں لیکن میں نے آپ کے لئے نہ تو اچھا

Marfat.com

پلنگ رکھا اور نہ ہی اعلیٰ بستر لگایا اور نہ ہی قالین وغیرہ بچھائے۔ آپ مجھ سے دریافت فرمائیں کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ آپؒ نے بات سنی ان سنی کر دی۔ اس نے پھر وہی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا! ہم فقیر لوگ ہیں جو کچھ تم نے ہمارے لیے انتظام کیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ چونکہ مجھے اس بات پہ دل میں کوئی ملال یا خفگی نہیں۔ اس لیے میں کیوں پوچھوں لیکن وہ مصر رہا۔ آخرکار آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ تم اگر بتانا ہی چاہتے ہو تو بتاؤ۔ اس نے کہا کہ جی اکثر پیر صاحبان جب کسی کے گھر جاتے ہیں تو جو کچھ انہیں پسند آ جائے وہ مانگ لیتے ہیں اور ساتھ لے جاتے ہیں۔ اس لیے میں نے آپ کے لیے اعلیٰ انتظام نہیں کیا کہ کہیں آپ بھی کوئی چیز لے نہ جائیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے کب کسی سے کچھ مانگا ہے کہ آج تم سے مانگوں گا؟ اور میں تو دینے والا ہوں لینے والا نہیں۔ میری دعا سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیٹے عطا کیے۔ ان کے باہر جانے کا بندوبست ہوا اور تم لوگ میری ہی دعا سے اتنے خوشحال اور دولت مند ہوئے ہو۔ اس نے کہا کہ جی آپ انصاف کریں کہ میں نے شادی کی اور ہماری اولاد ہوئی پھر میں نے اور میرے بیٹوں نے محنت کی اور دولت کمائی۔ اس میں آپ کی دعا کا کیا تعلق ہوا۔ آپ انصاف کیجیے۔ آپؒ نے فرمایا کہ انصاف مت مانگو مگر وہ مصر رہا آخر آپ نے اس سے تین بار پوچھا کہ خوب سوچ سمجھ کے جواب دو کہ کیا میں انصاف کروں۔ اور جو کچھ میری دعا سے تمہیں ملا ہے وہ واپس چھین لوں۔" اس نے کہا کہ بیشک آپؒ انصاف کریں۔ آپ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ یا اللہ! میں اس شخص کا برا نہیں چاہتا نہ ہی اسے بددعا دیتا ہوں۔ بس صرف اتنی گزارش ہے کہ یا اللہ! آپ انصاف فرمائیں اور جو کچھ آپ نے میری دعا اور حضرت سلطان العارفینؒ کے طفیل اسے عطا فرمایا ہے وہ بیشک واپس لے لیں اور جو کچھ آپ نے اپنے طور پر اسے عطا فرمایا ہے وہ اسے نصیب ہو۔ آپ یہ دعا فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ کچھ ہی دنوں میں اس شخص کے جوان بیٹے اور نیا ٹرک ایک حادثہ میں ختم ہو گئے اور تمام زمین و مال دولت بنگلہ سب کچھ نقصانات میں ختم ہو گیا۔ حضرت صاحبؒ بعدازاں اس

Marfat.com

تے بیٹوں کی فاتحہ خوانی کے لیے اس شخص کے گھر گئے۔ دعائے مغفرت فرمائی اور اسے فرمایا کہ دیکھو بیٹا! میں نے تمہیں کوئی بد دعا نہیں دی بلکہ تمہاری ہی طلب اور خواہش پر انصاف کیا ہے۔

آپ کے فیصلہ سے منکر ہونیوالوں کو سزا اور پھر دعا

خلیفہ شہبازی نے ایک واقعہ ۱۹۰۰ء کا بتایا ہے کہ صاحب جان عبدالحئ محسود ساکن ٹیمن (جنوبی وزیرستان) نے امرخان شمن خیل ودین زئی پر اپنا ٹرک فروخت کیا۔ جس کے نو ہزار روپے امرخان نے دینے تھے۔ وہ دربار حضور تک گیا۔ حضرت صاحب ان دنوں دربار سلطان محمد دار بخشؒ کھلکر گئے ہوئے تھے۔ وہ بھی پیچھے پیچھے آئے۔ صاحب جان کا بھائی ساترے خان بھی ساتھ تھا۔ انہوں نے حضرت صاحبؒ کو تمام حالات و معاملات جو کہ سودا کرتے وقت طے ہوئے تھے عرض کیے اور مزید فیصلہ چاہا۔ خلیفہ شہبازی بھی اس وقت موجود تھا۔ حضرت صاحب نے فیصلہ فرمایا کہ فی الحال ٹرک صاحب جان کے پاس رہے گا جب امرخان وغیرہ ۹ ہزار روپے ادا کریں گے تو ٹرک لے جائیں گے۔ اس فیصلہ کو دونوں فریقین نے تسلیم کیا اور واپس ٹانک روانہ ہوگئے۔

پھر تقریباً ایک ماہ بعد حضرت صاحبؒ ٹانک تشریف لائے۔ وہاں ملک زرجان عبدالرحمان خیل محسود کی غلہ منڈی میں واقع میرا بی عبدالرحمان خیل کی دکان میں جلوہ افروز تھے اور بہت سے لوگ معتقدین بیٹھے تھے۔ اسی اثنا میں امرخان شمن خیل کے دو لڑکے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحبؒ نے حال احوال خیریت کے بعد ان سے دریافت فرمایا کہ کتنے پیسے ادا کر دیے گئے ہیں اور کتنے بقایا ہیں؟ امرخان کے لڑکے نے بتایا کہ ساترے فیصلہ سے منحرف ہوگیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ ٹرک میں نے خود خریدا ہے کوئی حضرت صاحبؒ نے تو مجھے لے کر نہیں دیا۔ میں تو فیصلہ صرف اس لیے چاہتا تھا کہ اس طرح ٹرک باآسانی میرے قبضہ میں آجائے گا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ تو ٹھیک ہے ٹرک میں نے لے کر نہیں دیا لیکن فیصلہ تو میں نے کیا تھا۔ اب وہ اگر منکر ہے تو وہ

Marfat.com

اس کاروبار سے پہلے زمین سے آلو نکالا کرتا تھا اب وہی کام کرے گا۔

چند ہی دنوں میں ساتڑے وغیرہ کی ٹانک میں واقع متعدد دکانوں میں آگ لگ گئی۔ چونگی کے کام میں بہت نقصان ہوا اور ٹرک کا پیرز وضلع بنوں میں ایک مسجد شریف سے ایکسیڈنٹ ہوا اور اس کا کاروبار تباہ ہوگیا اور وہ وزیرستان میں آلو نکالنے کی مزدوری پر مجبور ہوگیا۔

بالآخر وہ روتا ہوا خلیفہ شہبازی کے پاس آیا کہ وہ حضرت صاحبؒ سے معافی دلا دے حضرت صاحبؒ ابھی تک وزیرستان کے دورہ پر تھے۔ وہاں سے جب واپس ٹانک تشریف لائے تو میر صاحب جان کے ہاں خلیفہ نے ان کی دعوت کا بندوبست کیا۔ حضرت صاحبؒ تشریف لائے تو خلیفہ نے عرض کی کہ حضرت صاحبؒ یہ تو بہ سے سر سے خلاف کی بگڑی کی اتاریں اور آئندہ مجھ سے ٹرکوں اور ٹرک والوں کی بابت خدمات نہ لیں اور یا اس شخص صاحب جان کے بھائی ساتڑے کو معاف فرمائیں۔ میر صاحب جان ساتڑے اور ان کے دیگر بھائیوں نے بھی رو رو کر اور گڑگڑا کر معافی مانگی۔ حضرت صاحبؒ نے انہیں معاف فرمایا۔ پھر وہ دربار حضور بھی حضرت صاحبؒ کی خدمت میں دوبارہ معافی اور دعا کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ آپ کو معافی ہے اور اب میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے پہلے سے زیادہ بخت برکت عزت اور دولت کی دعا کرتا ہوں۔ اس دعا کی برکت سے ان کا کاروبار دوبارہ ٹھیک ہوگیا۔ ٹانک میں چونگی کا ٹھیکہ دکانیں کامیابی سے چل پڑیں۔ پھر اس نے ڈیرہ غازی خان میں بھی دکانیں بنائیں۔ وہ بھی خوب نفع کا باعث ہوئیں۔ میر صاحب جان کو حضرت صاحبؒ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے بھی عطا فرمائے اور وہ اب خوشحال گھرانہ ہیں۔

چودڈاکوؤں کو نیک بنانا

خلیفہ شہبازی ہی دو اور واقعات بیان کرتا ہے کہ حضرت صاحبؒ قبلہ نے کس طرح اپنی دعا اور برکت سے چوروں کے دو معروف گروہوں کے سرغنوں اور ان کے ساتھیوں کو

Marfat.com

بیعت فرمایا اور ان سے چوریاں چھڑا کر رزق حلال کمانے کی ترغیب دی اور آج وہ نیک اور معزز شہری ہیں۔

(۱) پہلا واقعہ وزیرستان کے علاقہ گاڑہ ہیبت خیل کا ہے۔ وہاں خلیفہ موصوف کو حضرت صاحبؒ نے بھیجا کہ دربار حضرت سلطان نور محمد سلطان محمد نوازؒ کی تعمیر کے لئے پتھر جمع کرائے تاکہ بعد از ٹرکوں پر دربار حضور لائے جا سکیں۔ اور خلیفہ کو فرمایا کہ وہاں لوگوں کو دم دعا کرو۔ جو تم کہو گے اسی سے ان لوگوں کی بیماریاں اور دیگر مصیبتیں دور ہوں گی خلیفہ صاحب جب وہاں پہنچے تو بہت سے لوگ ان کے پاس دوڑ کر آتے اور کہتے کہ ہمیں خواب میں ایک خوبصورت ریش مبارک قراقلی ٹوپی، نورانی چہرہ، خوبصورت اور بارعب آنکھوں اور سفید چادر والے ایک بزرگ ہستی کی زیارت ہوئی ہے۔ جس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کے علاقہ میں میرا خلیفہ آیا ہوا ہے۔ آپ جا کر اس سے دم دعا کرائیں۔ آپ تندرست ہو جائیں گے

خلیفہ کے پاس ٹی بی۔ کوڑھ اور دیگر کئی بیماریوں کے مریض آتے۔ خلیفہ انہیں دم کرتا اور وہاں کی مٹی اپنے جسم پر ملنے کو کہتا جس سے وہ بالکل صحت یاب ہو کر گھر جاتے۔

روزانہ ایسی کرامات ہوتیں جن کے باعث اس علاقہ میں بہت سے لوگ جنہوں نے پہلے حضرت صاحبؒ کی زیارت نہ کی تھی آپؒ کے عقیدت مندوں میں شامل ہونے لگے۔ انہی میں دو بڑے ڈاکو بھی تھے۔ سرغنہ کا نام زارے جان بات خیل تھا۔ انہوں نے خلیفہ کی دعوت کی جسے خلیفہ نے اس وجہ سے قبول کر لیا کہ وہ یہ سب کچھ حضرت سلطان العارفینؒ کے نام پر کر رہے ہیں۔ پھر ان لوگوں کے پرزور اصرار پر حضرت صاحب قبلہؒ اس علاقہ میں تشریف لائے تو سینکڑوں لوگ وہاں جمع ہوئے۔ خلیفہ نے حضرت صاحبؒ کو عرض کی کہ جی یہ دو چور ہیں۔ انہیں بھی بیعت فرمایئے اور ان کے لئے دعا کیجئے۔ آپؒ نے انہیں اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمایا۔ ان کے لئے دعا کی اور نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ تائب ہوں اور آئندہ چوری نہ کرنے اور رزق حلال کمانے کا مصمم ارادہ کریں اور کوئی چھوٹا موٹا کاروبار شروع کریں۔ انہوں نے آپؒ کی نصیحت پر حرف بہ حرف عمل کیا اور آج زارے جان ایک معزز ٹھیکہ دار ہے۔ اس کے ساتھی نے شرع کے مطابق داڑھی رکھی

Marfat.com

ہوئی ہے۔ دونوں پانچ وقت کے نمازی اور پرہیز گار بن گئے ہیں۔

۲۔ حضرت صاحب قبلہؒ کا ایک اور مرید بھی رسہ گیر اور بڑا ڈاکو تھا۔ اس کا نام الاعظم تھا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ دور دراز کے علاقوں میں بھی آپؒ کے ارادتمندوں سے کسی کا بیل، گائے یا کوئی اور مال چوری ہو جاتا اور وہ حضرت صاحبؒ کے پاس حاضر ہوتے۔ آپؒ انہیں الاعظم کے پاس بھیجتے کہ اسے میرا سلام کہو وہ تمہارا مسروقہ مال ڈھونڈھ دے گا۔ الاعظم بھی حضرت صاحبؒ کے سلام ملنے پر فوراً مسروقہ مال واپس کر دیتا۔ بالآخر ایک روز وہ خود حضرت صاحبؒ قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت صاحب! میرا اور میرے بیوی بچوں کا گزارا اسی چوری ڈاکے پر ہے۔ میں جو بھی چوری کرتا ہوں۔ آپؒ واپس کرا دیتے ہیں۔ آپؒ کا کیا حکم ہے کہ میں بھوکا مروں؟ آپؒ نے فرمایا۔ نہیں بیٹا! میرا حکم یہ ہے کہ تم یہ حرام خوری قطعاً ترک کر دو۔ اور کوئی کاروبار کرو۔ اس نے عرض کی کہ جی میں اتنا بدنام ہوں کہ کوئی شخص مجھ پر اعتماد کرنے کو تیار نہیں۔ میں کاروبار کیسے کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کے علاقہ میں نشتر کے درخت بہت زیادہ ہیں (اس درخت کی لکڑیاں موم بتیوں کیطرح جلتی ہیں) تم ان کی شاخیں کاٹ کر بیچا کرو۔ اللہ تعالیٰ اس حلال رزق میں تمہیں برکت اور نفع دے گا۔

الاعظم کا ایک اور ڈاکو ساتھی نور درامن خیل بھی سانفہ تھا۔ اسے بھی حضرت صاحبؒ نے یہی نصیحت فرمائی۔ اور مزید فرمایا کہ آج سے الاعظمؒ ڈاکوؤں چوروں کا "خلیفہ" اور نور ان کا "مُلّا" ہے۔ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اس کام میں بہت ترقی اور برکت دی اور اب وہ معزز تاجر ہیں اور حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہو چکے ہیں۔

خلیفہ محمد اسلم قادری پوندہ قوم کا لیڈر اور حضرت صاحبؒ کا فیض یافتہ خلیفہ ہے۔ کافی مدت اس پر ہمیشہ وجدانی کیفیت طاری رہتی تھی اور ہر وقت جذب و مستی میں اللہ ہُو حق باہُوؒ کے نعرے لگاتا اور پشتو میں حضور سلطان العارفینؒ اور حضرت صاحب قبلہؒ کی شان میں مناقب پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے ذمہ حضرت صاحبؒ نے دفاتر اور اعلیٰ افسروں سے کاموں کے متعلق امور لگائے تھے اور ان کے لئے خلیفہ ہے۔ آج کل آستانہ دستگیر

Marfat.com

کلی پیس بنک سریاب روڈ کوئٹہ میں مقیم ہے۔ اس کی بتائی ہوئی حضرت صاحبؒ کی چند کرمات درج ذیل ہیں۔

آپ کی دعا سے قحط زدہ علاقوں میں بارش ہونا

حضرت صاحبؒ کی دعائیں ضرور مستجاب ہوتی تھیں۔ اکثر ایسا ہوا کہ ہم ان کی خدمت میں قحط زدہ علاقوں میں گئے اور آپ کی دعا سے وہ باران رحمت ہوئی اور ہر طرف خوشحالی کا دار دورہ ہوا۔ اس سلسلہ میں بے شمار کرامات ہیں۔ جن میں سے ایک واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرت صاحبؒ تحصیل مروت ضلع بنوں کے علاقوں کے دورہ پر تھے۔ لنگر خیل کے قصبہ میں تھے۔ لوگ قحط سالی کے باعث سخت تنگ تھے۔ انہوں نے حضرت صاحبؒ سے بھی عرض گزاری اور مجھے بھی بہت تنگ کیا کہ حضرت صاحبؒ سے دعا کرواؤ کہ تین سال سے بارش نہیں ہوئی اور اس ریگستان میں آبنوشی و آبپاشی کا سارا دارومدار بارش پر ہے۔ میں نے حضرت صاحبؒ سے عرض کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ یہاں بارش ہو۔ ورنہ میں روٹی نہ کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ تم روٹی کھاؤ بارش ہو جائے گی۔ آپ کے حکم سے ادھر میں نے روٹی شروع کی اور ادھر آسمان پر بادل چھاگئے۔ میں نے ابھی روٹی ختم نہ کی تھی کہ موسلا دھار بارش ہوئی اور جل تھل میں جل تھل ہوگیا اور تمام تالاب بھر گئے اور بنجر زمینیں آباد ہوگئیں۔

ایک اشارے سے فائر بند کرانا

پھر وہاں سے ہم وزیرستان گئے وہاں اکثر لوگ خوشی میں آ کر حضرت صاحبؒ کے استقبال کے لئے فائرنگ کرتے اور حضرت صاحبؒ کے منع فرمانے کے باوجود مسلسل فائرنگ کرتے رہتے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور ہزارہا لوگ اس کے گواہ ہیں کہ جب حضرت صاحبؒ اپنا ہاتھ بلند فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ " فائر بند کرو" تو سب رائفلیں، بندوقیں، پستول بالکل بند ہو جاتے اور بہت کوشش کے باوجود اس وقت نہ چل سکتے۔

Marfat.com

دبیتلے علاقہ میں پانی کا چشمہ جاری فرمانا

وزیرستان کے دورے میں ہم تحصیل وانا کے علاقہ شولم میں پہنچے۔ وہاں حاجی عبداللہ خان خنڈے خیل نے دعوت کی۔ وہاں پہاڑی اور ریتلا علاقہ تھا اور پانی بہت دور سے جانوروں پر لانا پڑتا تھا۔ ان لوگوں کی التجا پر آپ نے دعا فرمائی اور انہیں حکم دیا کہ فلاں جگہ پر آپ کھدائی کریں۔ انہوں نے حسب حکم تھوڑی سی کھدائی کی تو وہاں سے میٹھے پانی کا چشمہ نکلا۔ جو آج بھی جاری و ساری ہے اور تمام علاقہ اس پانی سے فیض یاب ہو رہا ہے۔

ایک مسافر مرید کی دستگیری فرمانا

آپ کا ایک خلیفہ غلام جان (مہاجر افغانستان) پاکستان آیا ہوا تھا۔ اس کا بھائی سفر کے دوران ریل سے ٹکرا کر ہلاک ہو گیا۔ ریلوے والے متوفی کی لاش ورثا کے حوالے نہیں کر رہے تھے۔ خلیفہ غلام جان بہت پریشان ہوا اور حضرت صاحبؒ کو پکارا کہ یا حضرت! میری مدد فرمائیے۔ ایک تو بھائی ہلاک ہو گیا ہے اور دوسرا اس کی لاش بھی نہیں مل رہی تقریباً دس منٹ گزرے ہوں گے کہ سٹیشن ماسٹر صاحب نے اسے بلوایا اور پوچھا کہ کیا وہ خلیفہ غلام جان ہے۔ اس نے اقرار کیا تو سٹیشن ماسٹر نے اسے حضرت صاحبؒ قبلہ کے ہاتھ مبارک کا لکھا ہوا رقعہ دیا۔ جس میں حضرت صاحبؒ نے اسے تسلی دی تھی اور لکھا تھا کہ جو کچھ قسمت میں لکھا تھا وہ ہونا تھا اور ہو گیا۔ سوائے صبر کے اور چارہ نہیں۔ اور سٹیشن ماسٹر صاحب نے بھی اس کے بھائی کی لاش فوراً اس کے حوالہ کر دی۔

میلوں دور اپنے خلیفہ کی آواز سننا

خلیفہ محمد اسلم ایک اور واقعہ یوں بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ وزیرستان کے دورے پر تھے۔ حضرت صاحبؒ خیسورہ کے علاقہ میں تھے۔ میں ٹانک سے خیسورہ کے لیے روانہ ہوا اور میں نے ذکر شروع کیا تو اسی وقت وہاں لوگوں کو حضرت

Marfat.com

صاحبؒ نے فرمایا کہ مجھے خلیفہ اسلم کے ذکر کرنے کی آواز آرہی ہے۔ بعد ازاں میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے بتایا کہ صبح حضرت صاحبؒ یوں فرما رہے تھے اور ہم سب تمہارا انتظار کر رہے تھے۔

مولانا حکیم خوشی محمد صاحبؒ حضرت صاحبؒ قبلہ کے مرید ہیں۔ گنداخہ ضلع نصیر آباد (بلوچستان) میں حضرت صاحبؒ کے اسم گرامی سے منسوب اور حضرت الحاج حکیم سلطان عمر دراز قادری کی زیر سرپرستی قائم "دستگیری شفاخانہ" کے انچارج اور جاوڑا قوم کے سربراہ ہیں۔ جامع مسجد گنداخہ کے خطیب امام اور مدرسہ رضویہ انوار باہوؒ کے نائب مہتمم اور جماعت اہلسنت پاکستان گنداخہ شاخ کے صدر ہیں۔ انہوں نے حضرت صاحبؒ قبلہ کی چند کرامات یوں تحریر کی ہیں۔ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔

حالت غربت کو ختم کرنا

میں ۱۹۶۲ء میں حضرت صاحب قبلہؒ سے بیعت ہوا۔ ان دنوں میری مالی حالت سخت کمزور تھی اور تقریباً پندرہ سال سے غربت کی چکی میں پس رہا تھا۔ والد اور چچا کی وفات کے بعد ایک بڑے خاندان کی ذمہ داری میرے کاندھوں پر تھی۔ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں التجائے دعا کی۔ آپ نے مجھے درود شریف بکثرت پڑھنے اور بعد نماز عشاء حضرت سلطان باہوؒ کے دربار اقدس کا تصور کرنے کا حکم دیا اور پھر چند ہی دنوں میں میرے دن پھر گئے۔

~ نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی   بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

بوقت سکرات مرید کے پاس تشریف لانا

فقیر اللہ ڈنہ مرحوم حضرت صاحب قبلہؒ کا مرید تھا۔ ایک دفعہ رات کو بارہ بجے کے قریب اس نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ مولوی صاحب سورۂ یٰسین تلاوت کریں۔ میرا آخری وقت آ پہنچا ہے اور میرے مرشد حضرت غلام دستگیرؒ صاحب اور ان کے والد مرشد حضرت سلطان محمد نواز صاحبؒ میرے سرہانے تشریف فرما ہیں اور ان کی برکت سے مجھے سکرات

Marfat.com

کی تکلیف نہ ہوئی۔ اچھا خدا حافظ اور پھر وہ میرے ہاتھوں میں بغیر کسی تکلیف کے انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک مرید کو آخری وقت کا بتانا

گنداخہ میں آپ کا ایک مرید ماسٹر اصغر علی جمالی تھا۔ وہ بہت زیادہ بیمار ہو گیا۔ اسے لاڑکانہ علاج کے لئے لے جایا گیا۔ وہاں ایک دن اس نے اپنے چچا زاد بھائی عبدالرزاق جمالی کو کہا کہ اب مجھے واپس گنداخہ لے جائیں کہ اب میرا آخری وقت آ پہنچا ہے۔ پھر عبدالرزاق وغیرہ کے استفسار پر اس نے بتایا کہ ابھی کچھ دیر پہلے گمبٹ شریف کے بزرگ سید علی مردان شاہ اور حضرت غلام دستگیر صاحبؒ القادری تشریف لائے تھے۔ اور انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ تم واپس گھر چلے جاؤ کہ بعد از وفات تمہارے اعزا کو تمہیں لے جانے میں تکلیف ہو گی۔ وہ گھر واپس آئے اور پھر چند گھنٹوں میں ہی ماسٹر اصغر علی مرحوم کی روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی دعوت میں برکت

۱۹۶۳ء میں میرے والد نذر محمد مرحوم نے حضرت صاحبؒ کی دعوت کی اور بیس پچیس آدمیوں کا کھانا تیار کرایا۔ جب آپ تشریف لائے تو آپ کے ساتھ مریدین کا ایک ہجوم تھا۔ شہر کے بہت سے لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ میرے والد پریشان ہو گئے کہ لنگر کم نہ پڑ جائے۔ آپ میرے والد صاحب کی پریشانی بھانپ گئے اور کھانے پر ایک نظر فرمائی۔ اور لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیا اس طرح کہ روٹیوں کو ڈھانپ دیا جائے اور اندر ہاتھ ڈال کر نکالی جائے نیز سالن کی دیگچی سے بھی ڈھکنا پورا نہ اتارا جائے۔ اس طرح لنگر تقسیم ہوا۔ ہر ایک نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر بھی دیگچی میں سالن اور روٹیاں بچی پڑی تھیں۔ جو کہ تمام گھر والوں اور بچوں میں تقسیم کی گئیں۔ (اس طرح کے بے شمار واقعات وقتاً فوقتاً مختلف علاقوں میں پیش آئے ہیں۔ مرتب)

Marfat.com

بعد از وصال بھی نظر رحمت

دسمبر ۱۹۸۶ء میں ہم گنداخہ کے ارادت مندوں نے آپ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ آستانہ حق باہوؒ گنداخہ میں منعقد کرنے کا بندوبست کیا (جس کا محرک میرا بھائی محمد شریف تھا) جلسہ سے قبل ہم رات گئے تک انتظامات میں مشغول رہے اور سحری کے وقت کچھ دیر کے لئے ہم سو گئے تو گنداخہ کے دو اشخاص راوت خان جمالی اور فتح محمد عرف کوڈو چادڑا نے ایک جیسا خواب دیکھا کہ حضور حضرت صاحب قبلہؒ آستانہ گنداخہ میں تشریف لائے ہیں ان کا فرزند سلطان ارشد انقادری بھی ان کے ہمراہ ہے۔ اور مولوی خوشی محمد دراوی ان کے ہاتھ میں ان کا دست مبارک ہے۔ لوگ خوشی محمد سے پوچھتے ہیں کہ ہم نے تو سنا تھا کہ حضرت صاحبؒ انتقال فرما گئے ہیں۔ تو خوشی محمد جواب دیتا ہے کہ آپ نے اور ہم نے بھی صحیح سنا تھا کہ وہ دنیا سے تشریف لے گئے ہیں لیکن آپ زندہ ہیں اور ہر جگہ موجود ہونے کی قدرت رکھتے ہیں اور یہاں آپ کی یاد میں محفل تھی اور

؎ جن کی محفل ہو وہ محفل میں ضرور آتے ہیں

سو آپ تشریف لے آئے ہیں۔

حضرت صاحبؒ کے ایک اور مرید عالم دین الوالصادق محمد عاشق فائق ضلع بھکر کے رہنے والے ہیں۔ وہ یوں رقمطراز ہیں۔

دلوں کے بھید جاننا

ایک مرتبہ جبکہ یہ ناچیز چمن شاہ دینی درسگاہ میں زیر تعلیم تھا۔ عرس حضرت سلطان العارفینؒ کے موقع پر دربار حضور حاضر ہوا اور قبلہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضری کے لئے (پرانے دربار شریف کی طرف) بستی سمندری روانہ ہوا۔ راستے میں سوچتا آرہا تھا کہ اب مجھ سے پڑھائی نہیں ہوسکتی کوئی اور کام کروں گا۔ ان دنوں میں شرح وقایہ اور

Marfat.com

کا میہ پڑھتا تھا۔ جب حاضر خدمت ہو کر قدم بوسی کی سعادت حاصل کی تو آپؒ نے خیریت کا حال پوچھا اور پھر زائرین کے ہجوم میں موجود دیگر افراد سے گفتگو فرمانے لگے۔ بعدازاں مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "مولوی صاحب! کنز قدوری پڑھے ہوئے تو بہت ہیں۔ آپ تعلیم نہ چھوڑیں۔ مکمل عالم بنیں اور ہمارے مدارس "انوار باہوؒ" میں جا کر پڑھائیں اور عالم پیدا کریں۔ فی الحال شادی کے شوق میں نہ پڑیں۔ اور بندہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

شہباز طریقت

ایک مرتبہ جبکہ میں حضرت صاحبؒ کے مدرسہ غوثیہ انوار باہوؒ بھاگ (بلوچستان) میں شعبہ تدریس میں وابستہ تھا اور وہاں سے بغیر اجازت واپس چلا آیا تو حضرت صاحبؒ اور دیگر صاحبزادہ صاحبان مجھ سے ناراض ہو گئے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کو میں نے نام و فغات عرض کیے تو انہوں نے مجھے معاف فرما دیا۔ مگر دیگر حضرات تا حال ناراض تھے۔ میں نے سوچا کہ اب قبلہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضری مشکل ہو گئی ہے۔ لہٰذا میں صبح پیر جھنڈر شریف جا کر سید غلام جیلانی شاہ صاحبؒ سے دست بیعت ہو جاؤں گا۔ رات کو جب سویا تو خواب میں قبلہ حضرت صاحبؒ کے دیدار سے مشرف ہوا۔ فرمانے لگے۔ آؤ میں تجھے پھر بیعت کروں۔ میں (تو طریقت کا) شہباز ہوں۔ فیض تم خود نہیں لے سکتے۔ شکوہ ہمارا کرتے ہو"۔ میں بیدار ہو کر بہت شرمندہ ہوا اور پھر آپ کے درِ پاک کو چھوڑ کر کہیں نہ گیا۔

آپ کی دعا سے نرینہ اولاد ہونا

ایک مرتبہ عاجز آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص نے آپ سے اولاد نرینہ کے لئے تعویذ مانگا۔ آپ نے سفید مرغ کی ایک ہڈی پر ریشم لپیٹ کر دم فرمایا اور پھر کالی مرچ اور اجوائن بھی اسے دم فرما دی اور طریقہ استعمال اسے بتایا۔ اس شخص نے غالباً سو روپیہ نذرانہ پیش کیا اور مزید سو روپے نذرانہ پیش کرنے کا بھی وعدہ کیا۔ میں نے

Marfat.com

دل میں سوچا کہ اگر اس بیچارہ کا بیٹا نہ ہوا تو اس کے دوسو روپے گئے۔ تھوڑی دیر ہی گزری ہوگی کہ ایک شخص لوبہ ٹیک سنگھ سے حاضر خدمت ہوا اور اپنا نام محمد رفیق بتایا۔ اس نے کہا کہ جن دو سال قبل میں نے آپؒ سے اولادِ نرینہ کے لئے تعویز لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ لڑکا عطا فرمایا ہے (وہ بچہ بھی ساتھ تھا جو قریباً ایک سال کا ہوگا) آپ اس کی درازیٔ عمر و نیک بخشی کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی اور بچے کو پیار کیا۔ بندہ کو تسلی ہوگئی کہ پہلے شخص کا ہدیہ ضائع نہ ہوگا[1]

استاد خورشید احمد خروٹی کے والد مولوی مہر اللہ خان عرف نکا ملا مرحوم تا زیست حضرت صاحبؒ کی خدمت میں رہا۔ استاد خورشید بھی آستانۂ عالیہ میں پیدا ہوا اور پلا بڑھا۔ ایک ماہر ڈرائیور ہیں۔ کافی عرصہ حضرت صاحبؒ اور چچا حاجی سلطان نور حسینؒ کے ساتھ گاڑی چلاتا رہا۔ اس کی زبانی چند کرامات سنیئے۔

ایک لا علاج مریض کو شفایاب کرنا

۱۹۷۶ء کا واقعہ ہے۔ آستانہ دستگیر کوئٹہ میں فوج یا پولیس جیسے کسی محکمہ کا ایک ٹرک سپاہیوں سے بھرا ہوا آیا۔ ان کے ساتھ ایک مریض تھا جس کی گردن ہل نہیں سکتی تھی۔ نہ وہ بول سکتا تھا اور نہ ہی کھا پی سکتا تھا۔ گردن اکڑی ہوئی اور اندر سے گلا بند۔ انہوں نے بتایا کہ اسے کوئٹہ کے تمام بڑے ہسپتالوں کے ڈاکٹر صاحبان نے لاعلاج کر دیا ہے اور سی ایم ایچ میں اس کا علاج نہیں ہو سکا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے اسے دم فرمایا۔ اور لنگر کی چائے منگوائی اور ایک کپ سے پرچ میں ڈال کر خود اس کے منہ کے نزدیک کی

---

[1] اولادِ نرینہ یا جن کی اولاد نہ بچتی ہو اور پیدائش سے قبل یا بعد میں فوت ہو جاتی ہے۔ اس بارے میں تو آپ کی ہزار ہا کرامات ہیں جن کا مکمل حساب نا ممکن نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں مستری محمد عظیم کمالیہ والا نے بھی آپ کی کرامت تحریر کی ہے۔

(مرتب)

Marfat.com

کہ وہ پی سکے۔ اس نے اشارہ سے منع کیا کہ وہ کچھ بھی نگل نہیں سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ میں دے رہا ہوں۔ اور یہ حق باہوؒ کے لنگر کا تبرک ہے۔ تم کوشش کرو ضرور پی سکو گے اور آپ نے آہستہ آہستہ اسے چائے کا وہ پورا پیالہ پلا دیا۔ چائے کا پیالہ ختم ہونا تھا کہ وہ شخص بولنے لگا اور وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

اس کرامت سے وہ مریض اور اس کے تمام ساتھی بہت متاثر ہوئے اور وہ مریض اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ وہ اس کی ایک ماہ کی چھٹی لے لیں۔ وہ ایک مہینہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں ملنگی کرنا چاہتا ہے مگر حضرت صاحبؒ نے اسے سمجھایا کہ ملنگی کرنا بہت مشکل ہے۔ تمہارے بس کا روگ نہیں۔ تمہارا کام ہو گیا ہے تم جاؤ اپنی نوکری کرو۔ مگر وہ بضد رہا اور واپس جانے پر تیار نہ ہوا۔ بالآخر حضرت صاحبؒ نے دوسرے روز اسے لنگر کی بھینسوں کی خدمت سپرد کی اور وہ شخص تین دن ہی میں بھاگ گیا۔

آپ کی برکت سے پٹرول ختم نہ ہونا

۱۹۷۴ء کا واقعہ ہے۔ میں (استاد خورشید احمد) قبلہ حضرت صاحبؒ کی جیپ (ر کے اے کے ۶۰۱۸) چلایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت صاحبؒ کو کوئٹہ شہر کی طرف کہیں جانا تھا۔ میں نے پٹرول ناپا تو بالکل معمولی سا تھا۔ میرا خیال یہ تھا کہ نچانے آستانہ سے ایک دو فرلانگ دور جو (سریاب روڈ پر) پہلا پٹرول پمپ ہے۔ اس تک بھی گاڑی پہنچے گی یا نہیں؟ ہم روانہ ہوئے۔ میں نے حضرت صاحب سے عرض کی کہ جی پٹرول ختم ہے ڈلوا لیں مگر آپ نے فرمایا کہ چلو آگے ڈال لیں گے۔ پھر اگلے پٹرول پمپ پر بھی میری بات کا یہی جواب دیا آخر میں خاموش ہو گیا۔ ہم آستانہ سے تقریباً آٹھ نو میل دور بروری میں واقع فاطمہ جناح ٹی بی سینی ٹوریم کے ایم ایس ڈاکٹر محمد اقبال کے پاس گئے پھر وہاں سے چار یا پانچ میل کوئٹہ شہر آئے اور وہاں حضرت صاحبؒ کے تین چار ارادت مندوں کے گھر جانا ہوا پھر سات آٹھ میل واپس سریاب روڈ آئے اور جب آستانہ پہنچے تو حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ بیٹا! اسی پٹرول میں اور کہاں تک جانا ہے؟ اور میں خاموش ہو گیا۔

Marfat.com

اسی ضمن میں ایک اور واقعہ

خورشید استاد کے سناتے ہوئے درج بالا واقعہ سے مجھے بھی ایک واقعہ اسی ضمن میں یاد آ گیا ہے۔ ایک مرتبہ دربار حضرت سلطان باہوؒ سے حضرت صاحبؒ قبلہ کے ساتھ ان کی کرولا کار (آر آئی ڈی ۵۰۰۵۰۹) میں دربار پیر صاحب بغدادیؒ بھلروان کے لئے روانہ ہوئے۔ دربار سے چلتے وقت دیکھا کہ پٹرول کی سوئی آخری نشان سے بھی نیچے ہے۔ خیر گڑھ مہاراجہ موڑ جو کہ تقریباً چار پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں پہنچے تو وہاں بھی پٹرول نہ ملا۔ میں نے عرض کی کہ جی آگے تیس میل تک پٹرول نہ ملے گا۔ کیوں نہ واپس گھر لوٹ چلیں اور کسی شخص کو بس میں بھیج کر پٹرول منگائیں اور پھر روانگی ہو مگر حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ بیٹا تم میری سیٹ پر آ جاؤ اور اب مجھے ڈرائیو کرنے دو۔ آگے بڑھے ہوئے قدم واپس نہیں ہٹنے چاہئیں۔ سو حضرت صاحبؒ خود ڈرائیونگ فرمانے لگے اور تیس میل کے فاصلہ پر اٹھارہ ہزاری پہنچے۔ یہاں میں نے عرض کی کہ حضور! یہاں پٹرول ڈال لیں مگر آپ نے فرمایا کہ بیٹا یہاں تو مرزائیوں کا پمپ ہے۔ میں تو اس سے کبھی پٹرول نہیں ڈلوانا۔ بالآخر ہم پچاس میل کا فاصلہ طے کر کے بخیریت جھنگ پہنچے اور پٹرول ڈلوایا۔ حضرت صاحبؒ قبلہ کی برکت سے پٹرول کی سوئی ابھی تک وہیں تھی۔

باردو سے زخمی ایک مرید کی مسیحائی فرمانا

بلوچستان کے علاقہ جیل ترکمک (ضلع قلات) کے مسمی لال خان اور خداداد شاد دیا ٹی لہڑی روایت کرتے ہیں کہ غالباً ۱۹۷۶ء کی بات ہے۔ حضرت صاحبؒ جو ہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہاں سے انہیں واپس کوئٹہ پہنچنا تھا مگر اچانک اپنا پروگرام تبدیل کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اب کوئٹہ کی بجائے سنگ بند (علاقہ ترکمک) جانا چاہتا ہوں۔ وہاں ہمارا ایک مرید غلام نبی لہڑی مصیبت میں ہے اور ہمیں پکار رہا ہے۔ اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر آپ سنگ بند تشریف لے گئے اور روانگی سے پہلے غلام نبی کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

Marfat.com

وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ غلام نبی لہڑی (پرانے زمانہ کی بندوق جو کہ اس وقت بھی رائج تھی اور اس میں بارود کوٹ کر بھرا جاتا تھا کے لئے) بارود کوٹ رہا تھا۔ کہ بارود پھٹ گیا اور غلام نبی اس سے شدید زخمی ہوا۔ حتیٰ کہ دو گھنٹے کا سفر طے کر کے جب حضرت صاحبؒ اور دیگر لوگ وہاں پہنچے تو اس وقت بھی اس کے جسم کا گوشت اس طرح جوش کر رہا تھا کہ جیسے تیز آگ پر ابل رہا ہو۔

زخمی نے بتایا کہ جب بارود پھٹا تو اسے بہت تکلیف ہوئی اور اس نے حضرت سلطان باہوؒ اور اپنے مرشد حضرت صاحب قبلہؒ کو پکارا (یہ وہی وقت تھا جب حضرت صاحبؒ نے جوہان میں اس کے لئے دعائے خیر فرمائی تھی) اور پھر مجھے کوئی درد یا تکلیف نہ ہوئی۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے اسے دم فرمایا۔ تعویز دیا اور ارشاد کیا کہ فکر مت کرو۔ تمہارے چہرے یا باقی جسم پر کوئی داغ تک نظر نہ آئے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ کچھ ہی عرصہ میں وہ مکمل صحت یاب ہو گیا۔ وہ شخص اب بھی زندہ سلامت ہے۔ اس کے جسم پر اس جلنے کے زخم کا کوئی نشان نہیں بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گیا۔

عبدالمنان مروت سلیمان خیل تجوڑی لکی مروت ضلع بنوں کا رہنے والا ہے۔ وہ راوی ہے کہ

ایک ٹانگ سے معذور کو چلانا

میرے بڑے بھائی عبدالرحمان کو ایک ٹانگ میں شدید تکلیف اور درد ہوتا تھا۔ جس کے باعث وہ تین ماہ سے چلنے پھرنے سے معذور تھا۔ عبدالرحمان اور میں دونوں نے رو کر حضرت صاحبؒ کو دعا کے لئے عرض کی۔ حضرت صاحبؒ نے عبدالرحمان سے پوچھا کہ کہاں درد ہوتا ہے؟ اس نے ران میں بتایا۔ حضرت صاحبؒ نے دم فرمایا اور پھر پوچھا تو اس نے پنڈلی میں درد بتایا۔ حضرت صاحبؒ نے دوبارہ دم فرمایا اور پھر پوچھا تو اس نے پاؤں میں درد بتایا۔ حضرت صاحبؒ نے تیسری مرتبہ دم فرمایا تو عبدالرحمان نے بتایا کہ اب کہیں بھی

Marfat.com

درد نہیں۔ پھر حضرت صاحبؒ قبلہ کے حکم پر وہ خود کھڑا ہو گیا اور چلنے لگ پڑا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں کبھی درد نہ ہو گا۔ اور پھر آج تک میرے بھائی کو کبھی درد کی شکایت نہیں ہوئی۔

منہ سے باہر نکلی زبان والے کو صحت یاب کرنا

آستانہ دستگیر کوئٹہ میں غالباً ۱۹۸۲ء کا واقعہ ہے۔ ملیشیا کا ایک جوان غلام رسول نامی کو حضرت صاحبؒ کی خدمت میں لایا گیا جس کی زبان اس کے منہ سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ اور کسی طور اندر نہ جاتی تھی۔ وہ ڈاکٹروں حکیموں اور کئی علماء و مشائخ سے مایوس ہو کر آیا تھا۔ آپ کے دم فرمانے سے اس کی زبان منہ میں چلی گئی اور وہ بالکل تندرست ہو گیا۔

خواب کے ذریعہ صحت عطا فرمانا

عیسیٰ خان دینارزئی بنگلزئی (عمر تقریباً ۸۰ سال) ساکن اسپلنجی (بلوچستان) قیام پاکستان سے پہلے کا ذکر کرتا ہے کہ میں ناڑی (بھاگ ضلع کچھی) میں حاجی لونگ خان گراٹی کے شہر میں تھا کہ مجھے ڈبل نمونیا ہو گیا۔ شدید بخار میں سینہ بند ہو گیا اور گردن ہلنے جلنے کے قابل نہ رہی۔ کافی علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا بلکہ

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ایک دن شدتِ تکلیف سے بے ہوش ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ چار اشخاص ہیں۔ دو نے مجھے ہاتھوں سے اور دو نے پاؤں سے پکڑ کر اٹھایا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے ہوا میں لہرا کر ایک بڑے گڑھے میں پھینک دیا جو کہ کالے پانی اور کیچڑ سے بھرا ہوا تھا۔ میں نکلنے کی بہتیری کوشش کرتا ہوں مگر اس دلدل میں مزید پھنستا چلا جاتا ہوں۔ حتیٰ کہ وہ غلیظ کیچڑ میرے منہ اور ناک میں بھر جاتا ہے۔ جب میں نے سمجھ لیا کہ اپنی طاقت سے نہیں نکل سکتا تو میں نے نعرہ لگایا "یا اللہ! یا رسول اللہ ﷺ! یا سائیں غلام دستگیرؒ مرشد کامل! مجھے اس سے نکالیئے" تو مجھے سر کے بالوں میں ایک ہاتھ محسوس ہوتا ہے جو مجھے کھینچ کر باہر نکال لیتا ہے۔ پھر کسی شخص کو حکم دیا جاتا ہے کہ اسے نہلاؤ اور صاف ستھرا کرو۔ وہاں شمالاً جنوبی دو نلکے

Marfat.com

ہیں۔ وہ مجھے جنوبی نلکے پر لے جاکر نہلاتے ہیں۔ میرا چہرہ مشرق کی طرف ہوتا ہے۔ جب میں خوب پاک صاف ہو چکا تو میرے عقب سے آواز آئی کہ اسے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دیا گیا تب میں نے مغرب کی طرف رخ کیا تو وہاں حضرت صاحبؒ سلطان غلام دستگیر القادری'' جلوہ افروز ہیں۔ پھر میں نے کلمہ شریف پڑھا اور میری آنکھ کھل گئی۔ بیدار ہونے پر میں نے فوراً محسوس کیا کہ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بخار، درد، سینہ اور گردن کی بندش سب یکلخت ختم ہو چکے تھے پھر مجھے آج تک ایسی تکلیف نہیں ہوئی۔

ایک گمشدہ کا گھر پہنچانا

کمالیہ (پنجاب) سے انجمن سپاہ مصطفےؐ کے بانی رکن اور جمعیت علمائے پاکستان کے سیکرٹری نشر و اشاعت ہدایت اللہ عامر منہاس رقمطراز ہیں کہ ہم سب بھائی قالین بافی کا کام کرتے ہیں۔ میرے بڑے بھائی محمد لوٹا کاروباری سلسلہ میں روزانہ صبح ملتان جاتا اور شام کو واپس گھر لوٹ آتا۔ ایک مرتبہ وہ چھ روز تک گھر واپس نہ لوٹا۔ تمام گھر والے سخت متفکر تھے۔ والدہ صاحبہ نے مجھے حکم دیا کہ ملتان جاکر بھائی کو تلاش کروں۔ مغرب کا وقت تھا۔ میں انتہائی پریشانی میں مسجد میں نماز ادا کرنے چلا گیا اور جماعت میں شامل ہو گیا۔ خیال تھا کہ نماز کے بعد ملتان جاؤں گا۔ نیت باندھی تو خود کو دربار حضرت سلطان باہوؒ کے قریب بستی سمندری میں حضرت صاحبؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر پایا کہ میں وہاں کھڑا حضرت صاحبؒ کا انتظار کر رہا ہوں۔ سرکار کچھ ہی دیر میں گھر سے باہر تشریف لاتے ہیں۔ میں قدم بوس ہو کر سلام عرض کرتا ہوں۔ آپؒ متبسم ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کی پریشانی ابھی دور ہو جائے گی۔ پھر آپؒ نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت سلطان العارفینؒ کے دربار مقدس کی جانب لہرایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا بھائی میرے سامنے کھڑا ہے۔ حضور نے مجھے فرمایا ''بس بچو!'' اور پھر میرے بھائی جان سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ کیوں بھئی تم گھر کیوں نہیں جاتے؟ گھر جاؤ''۔ پھر ہم دونوں آپ سے رخصت ہوتے ہیں اور اتنے میں امام صاحب سلام پھیرتے ہیں اور نماز ختم ہوتی ہے۔ مولوی حضرات اگر اس بات پر فتوے لگائیں تو

Marfat.com

بیشک لگائیں۔ بہرحال اس کے بعد میں نے باقی نماز نہایت سکون سے ادا کی کیونکہ ایک تو حضرت صاحبؒ کا دیدار ہو گیا تھا اور دوسرا مجھے یقین تھا کہ میرے آقا کا فرمان ضرور پورا ہوگا۔ نماز سے فارغ ہو کر گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں بھائی محمد بوٹا مجھ سے پہلے گھر پہنچے ہوئے ہیں اور اس بات پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں کہ ابھی کچھ دیر پہلے میں ملتان میں تھا جو کہ یہاں سے تقریباً چار گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور ابھی اپنے گھر کیسے پہنچ گیا ہوں؟ پھر میں نے سب کو نماز میں پیش آنے والے واقعہ سے آگاہ کیا اور سب مطمئن ہوگئے کہ یہ ہمارے مرشدِ کامل کی مہربانی ہے۔

ایک مجذوب کی تین خواہشات پوری فرمانا

علاقہ دشت تڑی ضلع قلات کے حاجی شیر دل پہلوان زئی مینگل ۱۹۷۰ء کا ایک واقعہ یوں سناتے ہیں کہ محرم شریف کے عرس میں محمد مراد خان سمالانی مینگل مرحوم (دلبند والا) اور میں نے دربار حضور پر حاضری دی۔ محمد مراد جو کہ مجذوب تھا وہ عرس کے بعد میرے بے حد اصرار پر بھی واپس گھر جانے پر تیار نہ ہوا۔ میں نے بالآخر حضرت صاحب سلطان غلام دستگیرؒ کی خدمت میں عرض گزاری کہ وہ اسے گھر واپس جانے کے لئے حکم فرمائیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ "فقیر مراد دلبند والا! آپ کو اب سلطان العارفینؒ نے واپس جانے کی اجازت دے دی ہے" اس نے کہا کہ "جناب! میرے تین سوال ہیں۔ وہ پورے فرمائیں تب میں واپس جاؤں گا۔" پھر حضرت صاحبؒ کے استفسار پر اس نے سوالات پیش کئے کہ ایک تو میری زندگی اور موت علاقہ دلبند میں ہو۔ دوسرا دلبند میں ہمارا اپنا قبرستان ہو اور تیسرا ہماری قوم سمالانیؒ کو اللہ تعالیٰ اتنی توفیق فرمائے کہ ہم بنگلزئی قوم سے دلبند کا علاقہ خرید لیں۔ کیونکہ وہ اب ہمیں دلبند سے نکالنے کے درپے ہیں۔" حضرت صاحبؒ نے دعا فرمائی۔ پھر خود ہی بشارت دی کہ یہ دعا مستجاب ہوگئی ہے۔ تمہاری تینوں خواہشات پوری ہوں گی۔ اب جاؤ آپ کو اجازت ہے"۔ پھر ہم واپس گھر آگئے۔ پھر یونہی ہوا۔ قوم سمالانیؒ حضرت صاحبؒ کی دعا سے آسودہ اور خوشحال ہوئی اور انہوں نے بنگلزئی قوم سے علاقہ دلبند خرید لیا۔

Marfat.com

فقیر محمد مراد نے اپنی بقیہ زندگی اسی علاقہ میں گزاری اور وہیں اس کا مدفن بنا۔ اور قوم سمالانی جو کہ پہلے اپنے مُردوں کو دور دراز قبرستان میں جا کر دفن کرتے ہیں۔ انہوں نے اب اپنے علاقہ میں اپنا قبرستان بھی بنا یا لے۔

ہرجا عین ظہور

وزیرستان کے قاضی قیمت خان محسود کے بھائی غازی حیات خان نے ایک واقعہ یوں تحریر کیا ہے کہ ۱۹۷۵ء میں میں رینجرز میں نائیک کی حیثیت سے قصور بارڈر پر تعینات تھا وہاں سے عرس مبارک میں حاضری کے لئے دربار حضور آیا۔ الحاج سلطان حامد نواز صاحبؒ (جانشین حضرت صاحب سلطان العصرؒ) لنگر خانہ کے نگران تھے۔ انہوں نے میری ڈیوٹی لگائی کہ لنگر خانہ کے دروازہ سے کسی غیر متعلقہ شخص کو اندر نہ آنے دوں۔ تاکہ انتظامات میں خلل اور رکاوٹ نہ پڑے۔ میں اپنی ڈیوٹی پر تھا کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اب میں کسی کو بھی اندر نہ چھوڑوں گا چاہے بڑے حضرت صاحبؒ بھی تشریف لے آئیں۔ اس وقت بڑے حضرت صاحبؒ باہر زائرین کے ہجوم میں جلوہ افروز تھے۔ میں نے یہ سوچ کر جب لنگر خانہ کے اندر دیکھا تو حضرت صاحبؒ وہاں اندر کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ میں دل میں بہت شرمندہ اور حیرت زدہ ہوا کہ اندر باہر دونوں جگہ آپ بیک وقت جلوہ فرما ہیں۔

ایک کم علم کو نظرِ رحمت سے تعلیم یافتہ کرنا

میر بچہ خان ہیڈ پوسٹ ماسٹر (ریٹائرڈ) بسی سے راقم ہیں کہ ۱۹۵۲ء میں بندہ بحیثیت پوسٹ مین کام کر رہا تھا۔ ہمارے محکمہ میں ان دنوں ترقی کے لئے مقابلہ کا امتحان ہونے والا تھا۔ میں نے اپنے مرشد حضرت غلام دستگیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے لئے التجا

لے اس واقعہ کی ۱۴ ؍ جون ۸۷ء کو دلبند میں فقیر محمد مراد کے فرزندان سعداللہ اور اسد خان نے بھی میرے سامنے تصدیق کی (مرتب)

Marfat.com

اور کہا کہ مجھے چونکہ انگریزی نہیں آتی اس لیے میں امتحان میں شرکت نہیں کر سکتا۔ آپ نے مجھے پرزور لہجہ میں فرمایا کہ "کون کہتا ہے آپ کو انگریزی نہیں آتی؟ جاؤ امتحان میں بیٹھو آج سے تمہیں انگریزی آتی ہے"۔ آپؒ کے حکم کے مطابق میں امتحان میں شریک ہوا۔ خدا کے فضل سے اور آپؒ کی دعا سے میں نے نمایاں پوزیشن حاصل کی حالانکہ امتحان میں مجھ سے بڑھ کر تعلیم یافتہ اور انگریزی دان شریک تھے۔ پھر آپ کی دعاؤں کے طفیل میں کئی امتحانات پاس کرتا ہوا ہیڈ پوسٹ ماسٹر کے عہدہ تک جا پہنچا۔

ایک عرصہ سے بند دکانیں کرائے پر اٹھ جانا

شیخ عبدالوہاب صاحب عین الدین سٹریٹ کوئٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ چند سال قبل ہم نے اپنے گھر کے ساتھ کچھ دکانیں تعمیر کرائیں تاکہ انہیں کرایہ پر اٹھا کر آرام سے گزر بسر کر سکوں مگر دو سال کا عرصہ گزر گیا اور کوئٹہ کے بڑے تجارتی مرکز لیاقت بازار کے قریب ہونے کے باوصف دکانیں کرایہ پر نہ جا سکیں۔ حضرت صاحبؒ کے وصال سے کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ میرے دوست سلطان ارشد القادری نے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں میرے لیے دعا فرمانے کو عرض کی۔ آپ نے اپنے دست مبارک بلند کیے اور دعا فرمائی اور پھر ایک ہفتہ کے اندر اندر میری تمام دکانیں اور گودام کرایہ پر اُٹھ گئے۔

آپ کا دست مبارک 'دست شفا

کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے محمد حسین خان قادری رقمطراز ہیں کہ ۱۹۷۳ء میں مجھے درد گردہ کے شدید حملے ہوا کرتے تھے۔ حضرت صاحب سلطان غلام دستگیر القادریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے عرض حال سماعت فرمانے کے بعد اپنا دست مبارک گردہ کے مقام پر رکھا اور دریافت فرمایا کہ "بیٹا! یہاں درد ہے"۔ بس اس دست شفا کا مقام درد سے لگنا تھا

Marfat.com

کہ اسی وقت درد کافور ہو گیا[1] اور تا دم تحریر پھر یہ تکلیف نہیں ہوئی۔

ایک مریض کی مسیحائی

تاج عالم خان محسود سپنکئی جنوبی وزیرستان سے تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے کوئی شدید (ناگفتنی) بیماری لاحق ہو گئی۔ بہت علاج معالجہ کرایا۔ دم تعویذ کرائے مگر افاقہ نہ ہوا بالآخر آپ تشریف لے آئے۔ دم فرمایا اور دعا فرمائی تو بندہ فوراً صحت یاب ہو گیا۔

پاؤں سے معذور بچے کو دوڑانا

استاد خورشید احمد خان خروٹی ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آستانہ دستگیر کوئٹہ میں ایک غریب بھکاری عورت اپنا دونوں پاؤں سے معذور بچہ آپ کی خدمت میں لائی۔ آپ نے دم کیا اور تعویذ دیا۔ بھکاری عورت نے کہا۔ مجھے دم تعویذ نہیں چاہیے۔ مجھے اپنا چلتا پھرتا تندرست بچہ چاہیئے۔ حضرت صاحبؒ جلال میں آ گئے اور بچے کو فرمایا کہ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ وہ کہنے لگا میں اٹھ نہیں سکتا۔ آپؒ نے فرمایا" میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ کھڑے ہو جاؤ" اور وہ بچہ خود ہی کھڑا ہو گیا۔ فرمایا چلو تو وہ چل پڑا۔ پھر فرمایا۔ اب بھاگو اور دیکھنے والی آنکھوں نے دیدۂ حیرت سے دیکھا کہ وہ معذور بچہ بھاگنے لگا۔

فرشتۂ موت کو بھگانا

واپڈا کالونی سبی کے خطیب مولوی عبدالجبار صاحب اپنے والد بزرگوار مولوی عبداللطیف صاحب کا بیان کردہ ایک واقعہ یوں رقم کرتے ہیں کہ والد صاحب نے بتایا کہ وہ اپنی جوانی

---

[1] بقول شاعر ؎ کیا پوچھتے ہو درد کہاں ہے کہاں نہیں؟
تم نے جہاں پہ ہاتھ رکھا ہے یہاں نہیں
(بشکریہ چودھری محمد حسین صاحب کوئٹہ۔ مرتب)

Marfat.com

میں ایک مرتبہ شدید بیمار ہو گئے۔ قریب المرگ تھے اور عزیز و اقارب میرے ساتھ بیٹھے تھے ایک عزیز کو کسی شہر سے کفن کا کپڑا لانے کے لئے بھی بھیجا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتۂ اجل آتا ہے اور میرے پاؤں کی طرف کھڑا ہوتا ہے۔ میں اسے دیکھ کر اپنے مرشد کامل حضرت سلطان غلام دستگیر صاحبؒ کو پکارتا ہوں۔ آپ تشریف لے آتے ہیں اور فرشتۂ موت کو ایک نیزہ مار کر بھگاتے ہیں۔ پھر وہ میرے سر کی طرف آتا ہے۔ پھر حضرت صاحبؒ وہاں سے بھی اسے بھگاتے ہیں۔ فرشتہ کے جانے کے بعد مجھے فرماتے ہیں کہ عبداللطیف اب اٹھ کر بیٹھ جا تمہاری موت اور بیماری ب رخصت ہوئی۔ اب تمہیں طویل عمر نصیب ہوگی اور میرے عزیز اقربا نے اس وقت خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا جب میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور ان سے گفتگو کرنے اور چلنے پھرنے لگا۔

آسٹریا میں بیمار ایک عقیدتمند کا کشف کے ذریعہ حال معلوم کرنا اور دعا فرمانا

ٹانک (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کے ایک معروف معالج ڈاکٹر محمد یوسف سلطانی والد رب نواز خان بیان کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ جبکہ ڈاکٹر یوسف ویانا (آسٹریا) میں حضرت صاحبؒ ہمارے ہاں ٹانک تشریف لائے اور میرے والد محترم ٹھیکیدار غلام ... صاحب کے پاس بیٹھے تھے کہ بار بار فرمایا" یوسف بہت اچھا برخوردار ہے۔ اللہ تعالیٰ ا... ہمیشہ صحت و سلامتی سے رکھے اور تکالیف سے امان بخشے"۔ بعد ازاں پتہ چلا کہ اس دن ا... ویانا میں ڈاکٹر یوسف بہت زیادہ تکلیف میں مبتلا تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبؒ ... دعاؤں کے طفیل اسے صحت کاملہ اور نئی زندگی بخشی۔

ڈاکٹر یوسف سلطانی جو کہ ایران، برطانیہ، آسٹریا اور سعودی عرب میں مختلف کو... اور ملازمت کرتا رہا ہے۔ جب واپس پاکستان آیا تو آپؒ نے اسے فرمایا کہ" بیٹا! میں نے تمہارے لئے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اب تمہیں بیرون ملک یا کہیں اور جانے کی اجا... نہیں۔ اپنے چھوٹے سے شہر ٹانک میں رہ کر لوگوں کی خدمت کرو کیونکہ یہاں اتنے اعلیٰ...

Marfat.com

نہیں ہیں۔ رہا تمہاری کمائی کا مسئلہ تو تم یہاں جتنی بھی فیس لوگوں سے مانگو گے وہ تمہیں دیں گے۔ یہ میری دعا اور ذمہ ہے۔ اور اب حضرت صاحبؒ کی دعا سے ڈاکٹر یوسف سلطانی نہایت کامیابی و کامرانی سے ٹانک میں اپنا کلینک چلا رہا ہے۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

وانا (وزیرستان) کے حاجی نادر خان وزیر جے خیل رقمطراز ہیں کہ ایک دن حضرت صاحبؒ وانا کیمپ میں ٹھیکیدار یوسف خان کے گھر تشریف فرما تھے۔ میں حاضر ہوا اور اپنا نام بتایا تو آپ نے فرمایا "حاجی نادر خان"۔ میں نے عرض کی کہ حضور! میں نے ابھی حج نہیں کیا پھر فرمایا کہ تم حاجی ہو اور تمام اہل محفل کو اور پھر ہمارے گھر تشریف لا کر سب گھر والوں کو فرمایا کہ آج سے یہ "حاجی" ہے۔ آپ سب اسے حاجی کہا کریں اور پھر جبکہ میرا حج پر جانے کا کوئی ارادہ یا پروگرام نہ تھا۔ اچانک تیاری بن گئی اور اسی سال میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوا۔

آٹھ سال کا گمشدہ بھائی ملانا

میرا بھائی نواز خان آٹھ سال سے گم تھا۔ ملک بھر میں اسے بہت تلاش کیا مگر اس کا کہیں نشان پتہ نہ ملا۔ حیران تھے کہ اسے آسمان نگل گیا ہے یا زمین کھا گئی ہے۔ ہم نے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ گرمیوں میں جب ہم کوئٹہ جاتے ہیں آپ بھی وہاں آ جائیں۔ پھر ہم حسب حکم کوئٹہ حاضر ہوئے اور ہفتہ بھر اسے کوئٹہ اور اس کے نواحی علاقوں میں ڈھونڈتے رہے مگر وہ نہ ملا۔ ایک دن ظہر کی نماز کے بعد حضرت صاحبؒ نے حکم فرمایا کہ تم لوگ کوئٹہ شہر جاؤ وہاں میزان چوک کے قریب آپ کو بھائی مل جائے گا اور جب ہم میزان چوک پہنچے تو نواز خان کو سامنے کھڑا پایا۔ پھر ہم سیدھے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں آستانہ دستگیر حاضر ہوئے۔ آج بھی ہمارا بھائی زندہ سلامت ہمارے ساتھ غوا خا وانا میں موجود ہے۔

Marfat.com

یہ تو تھیں آپ کی زندگی میں لوگوں سے متعلقہ آپؒ کی چند کرامات[1]۔ اب کچھ ایسی باتیں ملاحظہ فرمایئے کہ آپ نے اپنی زبان مبارک سے زندگی کے متعلق کیا فرمایا۔ وصال سے قبل اپنی ظاہری زندگی کے بارے میں فرمان اور بعد وصال بھی آپ کس طرح دستگیری اور رہنمائی فرمارہے ہیں

وصال سے قبل اپنی ظاہری زندگی کے بارے میں فرمان

وصال سے قریباً پانچ سال قبل فرمایا تھا کہ اب میری عمر ۶۰ سال ہو چکی ہے اور حضور سرور کائنات ﷺ نے اتنی ہی ظاہری زندگی گزاری تھی لیکن میرے ذمہ ابھی بہت سے کام ہیں جن کی تکمیل تک مجھے اس دنیا میں موجود رہنا ہے ۔

ایک سال قبل (۱۹۸۵ء میں) جب آخری حج سے واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ میری زندگی کے دن تو پورے ہو چکے تھے مگر حضور غوث پاکؓ نے کچھ اور دن بڑھا دیئے ہیں (یہ واقعہ پہلے تفصیل سے درج ہو چکا ہے)

پھر اپریل ۱۹۸۰ء میں سبی میں ہونے والی حق باھُوؒ کانفرنس اور مدارس انوار باھو سندھ بلوچستان کے سالانہ اجلاس کے موقع پر بھی آپ نے ان علاقوں کا اور پھر پاکستان بھر میں دیگر تمام علاقوں کے طوفانی دورے فرمائے۔ دربار حضور پر دربار، مدرسہ، حجرے اور رہائشی مکانات کی تعمیر کے کاموں کو تیزی سے مکمل کرنے کی جدوجہد فرمائی اور ہر ایک سے یہی فرمایا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں۔ چاہتا ہوں کہ آخری بار سب سے مل لوں اور اپنی ذمہ داریوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا لوں ۔

آپ کے وصال کا تین روز قبل اعلان ہونا

خلیفہ سلطانی فقیر داد محمد صاحب مرغزانی (سبی) بیان فرماتے ہیں کہ حضرت صاحبؒ

---

[1] کافی کرامات اور واقعات کتاب کی طوالت اور وقت کی کمی کے باعث فی الحال شائع نہیں کئے جا رہے۔ وہ انشاء اللہ حضرت صاحبؒ قبلہ کی کرامات سے متعلقہ ایک علیحدہ کتاب میں اشاعت پذیر ہوں گے (مرتب)

Marfat.com

کی عدالت کا مجھے علم نہ تھا۔ آپ کے وصال فرمانے سے تین روز قبل میرے والد بزرگوار حضرت فقیر جان محمدؒ نے مجھے خواب میں ارشاد فرمایا کہ "حضرت غلام دستگیر صاحبؒ سول ہسپتال کوئٹہ میں داخل ہیں۔ انہیں جاکر میری طرف سے پیغام دو کہ تمام نیک لوگوں کو چاہیئے کہ وہ ظاہری زندگی میں ہیں یا ان کا انتقال ہو چکا ہے یہ اعلان سنایا گیا ہے کہ تین روز بعد آپؒ اس فانی دنیا سے باقی دنیا کی طرف منتقل ہونے والے ہیں لہٰذا آپ اب کوئٹہ سے اپنے گھر دربار حضرت سلطان باہوؒ تشریف لے جائیں تاکہ آپ کے اہل خاندان اور تمام عقیدت مند آپ کی زیارت اور برکات سے مستفیض ہو سکیں"۔ اور جب میں ہسپتال حاضر خدمت ہوا تو مجھے یہ سب کہنے کی تاب نہ تھی۔

سردار عبدالمنان خان خلجی جو کہ نیشنل سوشل ویلفیئر آف پاکستان کے ممبر اور کوئٹہ کی ممتاز سماجی شخصیت ہیں نے بھی بتایا کہ انہیں تین روز پہلے خواب میں بتایا گیا تھا اور پھر انہوں نے ہسپتال آکر آپ کی زیارت اور دست بوسی کی اور آخری سلام سے مشرف ہوئے

ٹانک کے رب نواز خان جن کا ایک ساتھی علم دین غیر مرئی مخلوق سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر سال ۹ محرم کو دربار حضور حاضری دیتے تھے مگر گزشتہ سال (۱۹۸۰) کو وہ ۶ محرم کو ہی حاضری دے کر واپس ٹانک چلے گئے اور پھر حضرت صاحبؒ قبلہ کے وصال کے کئی روز بعد فاتحہ خوانی کے لیئے تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ انہیں ۶ محرم کو یعنی حضرت صاحب کے وصال سے تین دن پہلے معلوم ہو گیا تھا اور انہیں پہلے ہی زیارت کر جانے کا حکم ملا تھا کیونکہ بقول ان کے اگر" حضرت صاحبؒ قبلہ کی تدفین کے وقت میں موجود ہوتا تو مجھے بھی آپ کے ساتھ دفن کیا جاتا لیکن ابھی مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا رنج و آلام میں زندہ رکھنا ہے"۔

وصال سے قبل آپ کے مزار مبارک کا غلاف نیا ہونا

آپ کے وصال سے تین روز قبل لاہور کے ایک معزز اور تعلیم یافتہ گھرانہ کے سربراہ حاجی محمد بشیر ککے زئی کی اہلیہ محترمہ کو خواب میں حضرت سلطان العارفینؒ کی زیارت نصیب

Marfat.com

ہوئی اور سلطان العارفینؒ نے ارشاد فرمایا کہ

"تمہارے مرشد (حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ) غوث وقت تھے۔ انہوں نے اپنے فرائض بحسن وخوبی سرانجام دے دیئے ہیں اور اب کا فانی جہان سے انتقال ہو رہا ہے۔ تم ان کے مزار کے لئے غلاف تیار کراؤ اور اس پر میرا نام بھی لکھواؤ اور دربار شریف پر لے آؤ۔ تمہارا غلاف پہلا ہوگا جو تمہارے مرشد کے مزار پر چڑھایا جائے گا۔"

اس خاتون نے صبح بیدار ہوکر یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا تو حاجی صاحب نے اپنی اہلیہ کو ڈانٹا کہ ایسی بدفال منہ سے مت نکالو لیکن بعدازاں انہوں نے سوچا کہ جانے خواب کی کیا تعبیر ہو۔ بہرحال ایک عالیشان غلاف تیار کرا کے لے جانا چاہیئے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ انشا اللہ دربار حضور پر تشریف فرما ہوں گے۔ انہیں عرض کریں گے کہ آپ ہمارے ساتھ تکلیف فرما کر یہ غلاف حضرت سلطان العارفینؒ کے مزار پر انوار پر چڑھائیں۔

اور پھر جب ۹ محرم کی صبح وہ غلاف تیار کرا کے دربار حضور لائے اور حضرت صاحبؒ کے جانشین الحاج سلطان حامد نواز القادری مدظلہٗ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ تمام واقعہ سنایا اور غلاف پیش کیا اور اپنی بات مکمل کی تو اسی وقت ایک آدمی یہ روح فرسا خبر لایا کہ ٹیلی فون پر حضرت صاحبؒ قبلہ کے وصال فرما جانے کی اطلاع جانکاہ آئی ہے اور آپ کو لے کر قافلہ کوئٹہ سے روانہ ہو چکا ہے۔

کوئٹہ میں علالت کے دوران آپ کو مکہ میں حج ادا کرتے دیکھا جانا

موضع حضرت سلطان باہوؒ کے حاجی اللہ دتہ ۱۹۸۶ء میں حج کی سعادت حاصل کرنے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت صاحبؒ سلطان غلام دستگیرؒ نے ہمارے ساتھ ارکان حج ادا کئے ہیں۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ آپ کے ہمراہ طواف

Marfat.com

اور زیارتیں کی ہیں اور یہ سب میں نے کھلی آنکھوں سے دیکھا ہے۔[1]

مدینہ منورہ میں آپ کا جنازہ اور تدفین

حاجی صاحب اللہ دتہ ہی بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہیں اور ایک جنازہ لایا جاتا ہے اور اعلان ہوتا ہے کہ یہ اپنے وقت کے ایک اعلیٰ روحانی درجہ رکھنے والے بزرگ اور حضرت سلطان العارفینؒ کی اولاد سے اسلطان غلام دستگیر القادری کا جنازہ ہے۔ تمام مسلمان اس میں شرکت کریں پھر آپ کا صندوق مبارک موجہہ شریف کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے میں بھی شریک ہوتا ہوں اور پھر ہم سب آپ کے جسد مبارک کو اٹھا کر جنت البقیع لے گئے اور وہاں بھی نورانی چہروں والے حضرات کا ایک بے پناہ ہجوم ہوتا ہے اور سب آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرتے ہیں پھر چند انتہائی بزرگ اور محترم ہستیاں آپ کو جنت البقیع میں لحد میں اتارتی ہیں۔" حاجی صاحب مزید بتاتے ہیں کہ اس خواب کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنے ساتھیوں کو بھی یہ ماجرا سنایا پھر جب واپس کراچی پہنچے تو یہاں علم ہوا کہ واقعی حضرت صاحبؒ کا انتقال ہو چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وصال کی رات آپ کو خواب میں مدینہ منورہ میں دیکھا جانا

دربار حضور کے قریب ہی رہائش پذیر ایک درویش کامل مسمّی میاں احمد جنہیں حضرت صاحب قبلہؒ "احموں فقیر" کہہ کر پکارتے تھے۔ انہیں دعویٰ ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں بیت اللہ شریف، مدینہ منورہ اور کربلا و نجف اشرف کی زیارتیں اپنے کشف کے ذریعہ کرائی ہیں اور وہاں انہوں نے یہ دیکھا ہے کہ حضرت صاحبؒ بارگاہ نبوی ﷺ میں کتنے منظور نظر

---

[1] اس بارے میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب بنام "سلطان العشق" صفحہ نمبر ۱۰۔ کتاب سلطان المشائخ صفحہ نمبر ۲۲ (مرتب)

Marfat.com

ہیں میاں احمد حضرت صاحبؒ کے خاص مریدوں میں شامل ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "۹ محرم کی رات تہجد سے قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے مرشد حضرت صاحبؒ حضور کریمؐ کے روضۂ مبارک کے سامنے دوزانو بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کا ایک ملنگ ڈپٹی حمید مرحوم بھی ان کے ساتھ بیٹھا ہے۔ میں حضرت صاحبؒ قبلہ کا سلام کرتا ہوں اور وہ مجھ سے دریافت فرماتے ہیں "حموں فقیر! کیا حال ہے، خیریت ہے؟" اور میں اثبات میں جواب دیتا ہوں۔ پھر بیدار ہونے کے بعد میں نے دو اندازے لگائے۔ ایک تو یہ کہ میرا مرشد کامل مدینہ منورہ میں رہتے ہیں اور اس بارے میں اسی وقت فی البدیہہ یہ کہا ہوگیا کہ

ے ہنھ وچ ماہیا اے مرشد میرا غلام دستگیرؒ مدینے وچ رہندا اے

اور دوسرا اندازہ یہ ہوا کہ ڈپٹی حمید تو دنیا سے گزر گیا ہے۔ آج وہ آپ کے ساتھ بیٹھا تھا کہیں آپ بھی وصال تو نہیں فرما گئے۔ اور پھر صبح جب آپ کے آستانہ آیا تو میرے اس اندازہ کی تصدیق ہوگئی۔

بعد از وصال اپنے زندہ ہونے کے متعلق فرمودات

حضرت علامہ محمد نور سلطان القادری مہتمم جامعہ انوار باہوؒ بھکر جو کہ حضرت صاحب قبلہ کے بھتیجے ہیں۔ بیان فرماتے ہیں کہ "جب میں نے آپ کی یاد میں قطعہ "از دست رفت" (یعنی میرے ہاتھوں سے چلے گئے) تحریر کیا تو آپ نے رات کو خواب میں اپنے دیدار سے نوازتے ہوئے فرمایا۔

"بیٹا! یہ تم نے لکھا ہے "از دست رفت"۔ میں یہ سن کر گھبرا گیا اور اقرار کیا تو فرمانے لگے۔

"میں تو تمہارے پاس کھڑا ہوں اور تم کہتے ہو از دست رفت"

رب نواز (ٹانک) کہتے ہیں کہ میرا چچازاد بھائی محمد مشتاق (بنک آفیسر) حضرت صاحبؒ کی تدفین کے وقت موجود تھا۔ اسے خواب میں زیارت بخشی اور فرمایا کہ "تم لوگوں کو بتاتے پھرتے ہو کہ حضرت صاحبؒ وفات پا گئے ہیں۔ ان کا چہرہ اور بال ایسے تھے

Marfat.com

اور تم نے خود میری تدفین میں حصہ لیا ہے۔ لیکن دیکھو میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ کیا میں مرگیا ہوں یا زندہ ہوں؟

اپنے مزار مبارک سے گفتگو فرمانا

رب نواز خان جب بھی دربار آتے ہیں تو ان پر ایک غیر مرئی مخلوق کا فرد (جن یا دیو) مسمّی علم دین چھایا ہوتا ہے اور حضرت صاحبؒ قبلہ ان کے لئے دودھ اور فروٹ منگاتے تھے۔ رب نواز صاحب (معہ علم دین) جب ۲۹ ستمبر ۱۹۸۶ء کو حضرت صاحبؒ کی فاتحہ خوانی کے لئے دربار حضور آئے تو ہم نے انہیں حسب سابق ٹھنڈے دودھ کا گلاس پیش کیا۔ وہ دھاڑیں مار مار کر حضرت صاحبؒ کی یاد میں روتے رہے اور دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت صاحب قبلہؒ کے مزار گوہر بار کی زیارت کرنے چلے گئے وہاں سے جلدی جلدی واپس آئے اور دودھ طلب کیا۔ پھر مزار مبارک کے قریب جا کر گلاس پی لیا۔ کچھ دیر بعد واپس آئے اور میں نے انہیں اپنے تاثرات بیان کرنے کو کہا تو انہوں نے کہا کہ "ابھی میں آپ کا دیا ہوا دودھ نہیں پی رہا تھا کہ حضرت صاحبؒ کے مزار پاک پر گیا تو انہوں نے خود حکم دیا کہ "یہ دودھ پی لو اور یہاں آیا کرو۔ یہاں سے تمہیں اسی طرح فیض ملے گا (جیسا میری ظاہری زندگی میں ملتا تھا) پھر میں نے حسب حکم دودھ پی لیا۔"

(ملاحظہ ہو کتاب سلطان المشائخ ص ۸۴)

خواب میں ہدایات فرمانا

نوابزادہ صلال خان بگٹی جو کہ نواب محمد اکبر خان بگٹی سابق گورنر بلوچستان کا چھوٹا بیٹا اور حضرت صاحبؒ کا ارادتمند ہے۔ اپنا خواب بیان کرتے ہیں کہ دیکھتا ہوں حضرت صاحبؒ قبلہ کفن اوڑھے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی دست بوسی کا شرف ایک بار پھر حاصل کروں۔ جب آپ کا ہاتھ مبارک پکڑنا چاہتا ہوں تو آپ اپنا ہاتھ کھینچ کر اپنے سینہ مبارک پر رکھ لیتے ہیں پھر چہرہ مبارک سے کفن ہٹا کر تھوڑا سا اونچا ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت صاحبؒ آپ تو وفات نہیں پا گئے ؟ آپ فرماتے ہیں کہ "نہیں بیٹا ! میں تو زندہ ہوں" پھر مجھے چند ہدایات اور نصائح فرماتے ہیں اور ایک کام جو کہ میں انہی دنوں کرنے والا تھا سے منع فرماتے ہیں کہ اس کام میں تمہارا نقصان ہے پھر میں نے اس کام کا ارادہ ترک کر دیا۔

فقیر عمر حیات ہانس (ساکن جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان) کو شب جمعرات ۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو سحری کے وقت خواب میں پیغام فرمایا کہ "پچھلی جمعرات کو میرے خیرات ختم میں میرے چچا بزرگوار حضرت غلام سرور صاحب اور برادرم حکیم سلطان عمر دراز صاحب موجود نہ تھے۔ آج پھر جمعرات ہے حامد صاحب کو پیغام دینا کہ ان دو حضرات سمیت باقی عزیز و اقربا کو بھی آج ختم شریف میں ضرور بلا کر شامل کریں۔

محمد عارف۔ ساکن شہر سمندری ضلع فیصل آباد رقمطراز ہے کہ میری چھ بچیاں ہیں۔ اور میری بیوی اب کے حاملہ تھی تو ہمیں سخت پریشانی تھی کہ کہیں پھر بچی نہ ہو۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ ایک رات میری بیوی نے خواب میں ایک بزرگ کی زیارت کی اور انہوں نے اسے تسلی دی اور فرمایا "تم غم نہ کھا انشاء اللہ اس مرتبہ خوشی دیکھو گی اور میں پھر بھی تجھے ملتا رہوں گا۔" میری بیوی نے حضرت صاحبؒ کی زندگی میں ان کے دیدار سے محروم رہی ہے۔ پھر میں نے جب حضرت صاحبؒ کی تصویر اسے دکھائی تو اس نے کہا کہ بالکل یہی بزرگ تھے اور پھر حضرت صاحبؒ کی مہربانی اور دعا کے طفیل اس مرتبہ ہمارا بچہ پیدا ہوا ہے اور اس کا نام ہم نے آپ کے اسم گرامی پر رکھا ہے۔

بعد از وصال آپ کا ظاہری دیدار اور خوشبو

حضرت صاحب قبلہؒ کے وصال کے بعد آپ کے کمرے کے سامنے سے گزر جائے تو دل ڈر جاتا ہے۔ آدمی مؤدب ہو جاتا ہے۔ پاؤں زمین پر آہستہ سے رکھتا ہے اور قطعی یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ اپنے کمرے میں موجود ہیں نیز اب بھی آپ کے جسم مبارک کسی مخصوص بھینی بھینی اور منفرد خوشبو آپ کے کمرے، استعمال کی اشیاء حتیٰ کہ آپ کے مزار مبارک

Marfat.com

سے بھی محسوس کی جا سکتی ہے۔

آپ کے ظاہری دیدار کے بارے میں دو واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ حضرت صاحب کے کمرا میں آپ کے وصال کے بعد میں نے آپ کی ایک بڑی تصویر رکھی ہے۔ میری بھابھی صاحبہ محترمہ ایک روز وہ تصویر دیکھنے آپ کے کمرے میں گئیں تو فرماتی ہیں ''میں جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرے سے متصل غسل خانہ کا دروازہ کھلا اور میں نے اپنی جاگتی آنکھوں سے حضرت صاحب قبلہؒ کو دیکھا کہ وضو فرما کر تشریف لا رہے ہیں۔ بازوؤں اور ریش مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ فرماتے ہیں ''بیٹا! مجھے دیکھنے آئی ہو اور پھر میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

۲۔ ہمارے گھر کی ایک خادمہ اہلیہ شیر خان ڈرائیور ایک روز کسی کام سے حضرت صاحبؒ کے کمرے میں داخل ہونے لگی تو دروازے کو زور سے کھولا جو کہ ساتھ پڑی لوہے کی الماری سے ٹکرایا۔ وہ قسم اٹھا کر کہتی ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحبؒ اپنے بستر پر آرام فرما رہے تھے۔ اٹھ کر بیٹھ گئے ہیں۔ میں پھر آنکھیں جھکائے باہر نکل آئی۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ وہم کی کرشمہ سازی ہے مگر رات کو سوئی تو خواب میں آپ کی زیارت کی۔ مجھے سرزنش فرماتے ہیں کہ'' کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دروازہ آہستہ کھولا کرو تاکہ کوئی سویا ہوا بے آرام نہ ہو'' اور پھر مجھے یقین ہو گیا کہ آپؒ بعد از وصال بھی اپنے کمرے میں تشریف لاتے ہیں

خواب میں ایک اور کرم نوازی

چچا صاحب پروفیسر الحاج سلطان الطاف علی فرماتے ہیں کہ ماہ جون ۸۷ء میں ایک رات حضرت صاحبؒ خواب میں تشریف لائے۔ دیکھتا ہوں کہ اپنا اور میرا سامان تیار کر رہے ہیں اور کہتے ہیں چلیں لمبا سفر ہے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہم حج پر جا رہے ہیں۔ دوسرے روز کالج پہنچا تو حکومت پاکستان کی طرف سے مجھے حج پر بھیجنے کے لئے فارم بھیجے گئے۔ اور چند روز بعد حج پر جانے کی اجازت آگئی۔

اور چچا صاحب موصوف امسال (۱۹۸۷ء) حکومت پاکستان کی طرف سے حج پر تشریف

لے گئے۔

اور بھی کئی باتیں، کرامتیں، واقعات اور خواب ہیں مگر تمام کی تمام بیان کرنے کے لئے ایک مکمل ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ انشاءاللہ آئندہ کبھی مرتب کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ یہ ایک مضمون بھی کتاب ہذا کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ پر مشتمل ہے۔

الفقر فخری

ایک مرتبہ ایوب خان کی حکومت کے دنوں میں حضرت صاحبؒ کے نام صدر ایوب خان کا خط آیا کہ آپ مجھ سے آکر ملاقات کریں۔ حضرت صاحبؒ نے مجلس میں موجود ہم سب لوگوں سے پوچھا کہ "بتایئے میں صدر صاحب کو کیا جواب دوں؟" سب خاموش رہے بالآخر آپ نے یہ جواب تحریر کرکے ارسال کیا کہ "میں فقیر ہوں۔ میرا بادشاہوں کے دربار میں کیا کام؟ اگر آپ ملنگوں کے پاس آنا چاہیں تو آسکتے ہیں۔"

عبدالمنان مروت کی یادوں سے

Marfat.com

میرے آقا دستگیرؒ

سید ناصر چشتی کچا تاندلا ضلع فیصل آباد

دستگیرِ بے کساں ہیں میرے آقا دستگیرؒ
زینتِ کُل عارفاں ہیں میرے آقا دستگیرؒ

قادری و سروری ہیں گلشنِ باہُوؒ کے پھُول
معرفت کے گلستاں ہیں میرے آقا دستگیرؒ

علم و حکمت میں خدا نے آپ کو یکتا کیا
ایک بحرِ بے کراں ہیں میرے آقا دستگیرؒ

دل کی جلتی سرزمیں پہ کب سے ہیں سایہ فگن
شفقتوں کے سائباں ہیں میرے آقا دستگیرؒ

شعر و حکمت علم و دانش کے ہیں بحرِ بے کنار
میرے ایسوں کی اماں ہیں میرے آقا دستگیرؒ

ساتھ جن کے چل کے پائی ہم نے بھی ناصرؔ فلاح
الفتوں کا کارواں ہیں میرے آقا دستگیرؒ

Marfat.com

مگر سیئں دا ہمسر نہ آوے نظر

از شاعر سلطانی محبوب مستقیم دربار سلطان سردار بخشؒ سلطان محمد مشتاق بھکر

ہزاراں زمانے تے ہن ذی قدر
مگر سیئں دا ہمسر نہ آوے نظر

سیّد پیر مُحمّد یُوسفؒ گیلانی — ہے کیتی سیئں تے اجہی مہربانی
نہ کیتا جُدا سوہنے نوں عمر بھر

سوہنا پیر کامل سیئں غلام دستگیرؒ اے — جہدے ناں مبارک دے وچ اے تاثیر اے
جدوں نام لیوے تے ٹھر دا جگر

ناویں مُحرّم تے دسویں دی رات اے — شہادت دی رب نوں ملی جد سوغات اے
زمانے نے پھر کیوں نہ ہووے اثر

نہ بُھلسن کداہیں اوہو مٹھیاں باتاں — اوہ رل مل گزارے جیہڑے ڈینہ تے راتاں
اوہ کوئٹے دی وادی تے لمبے سفر

او حجرہ مبارک تے نورُی مُصلّہ — جتھے بہہ کے کردے رہے "اللہ" "اللہ"
جُھاں سوسو واری اوہو پاک در

سیئں حامد تے ارشد ہن لعل تیرے — محبّت دے موتی جنہاں ہن بکھیرے
الٰہی! سلامت رکھیں ایہہ گُر

سندھی، پنجابی، بلوچی، پٹھانے — صدا یاد کر کر کے روندے نمانے
بناں آپ دے کیویں ہووے بسر

ایہہ محبوبؒ ہے جیہڑے دردا دیوانہ — رہے شالا آباد ایہہ آستانہ
جتھے آ کے جُھکدے لکھاں تاجور

Marfat.com

تاثرات و تعزیتی پیغامات

Marfat.com

تاثرات از خانوادہ سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ العزیز

تقدس مآب قابل صد احترام گیلانیہ محمود فیض اللہ الگیلانی

(ہمشیرہ پیر صاحب آف واناؒ) حارثیہ بغداد (عراق)

میں اکثر حضرت صاحبؒ مرحوم کے بارے سوچتی اور ان کے خط کا انتظار کرتی رہی چند روز قبل حضرت صاحبؒ کی وفات کی خبر سنی تو انتہائی صدمہ ہوا۔ آپ میرے برادر مرحوم سید یوسف گیلانیؒ کے بہترین اور مخلص دوست تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ و ارفع مقامات سے نوازے اور اپنا مزید قرب عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور حضرت صاحب مرحوم کی برکتوں سے نوازے (آمین) میں عموماً حضرت صاحب کی روح مبارک کے ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید تلاوت کرتی ہوں۔

عزت مآب عالی جناب پیر السید فیض اللہ شجاع الگیلانی (ابن پیر صاحب واناؒ)

بیت المجاہدین پھلرواں ضلع سرگودھا (پاکستان)

حضرت سلطان غلام دستگیر صاحبؒ حضور غوث پاکؓ کے سچے عاشق۔ حضرت سلطان العارفینؒ کے قابل فخر فرزند اور حضور پیر صاحبؒ کے بہترین ساتھی تھے اس لئے ان تینوں ہستیوں کی آپؒ پر خصوصی نظر کرم تھی حضرت صاحبؒ کی زندگی حضور پیر صاحبؒ کی گہری صحبت کی وجہ سے منفرد تھی۔

Marfat.com

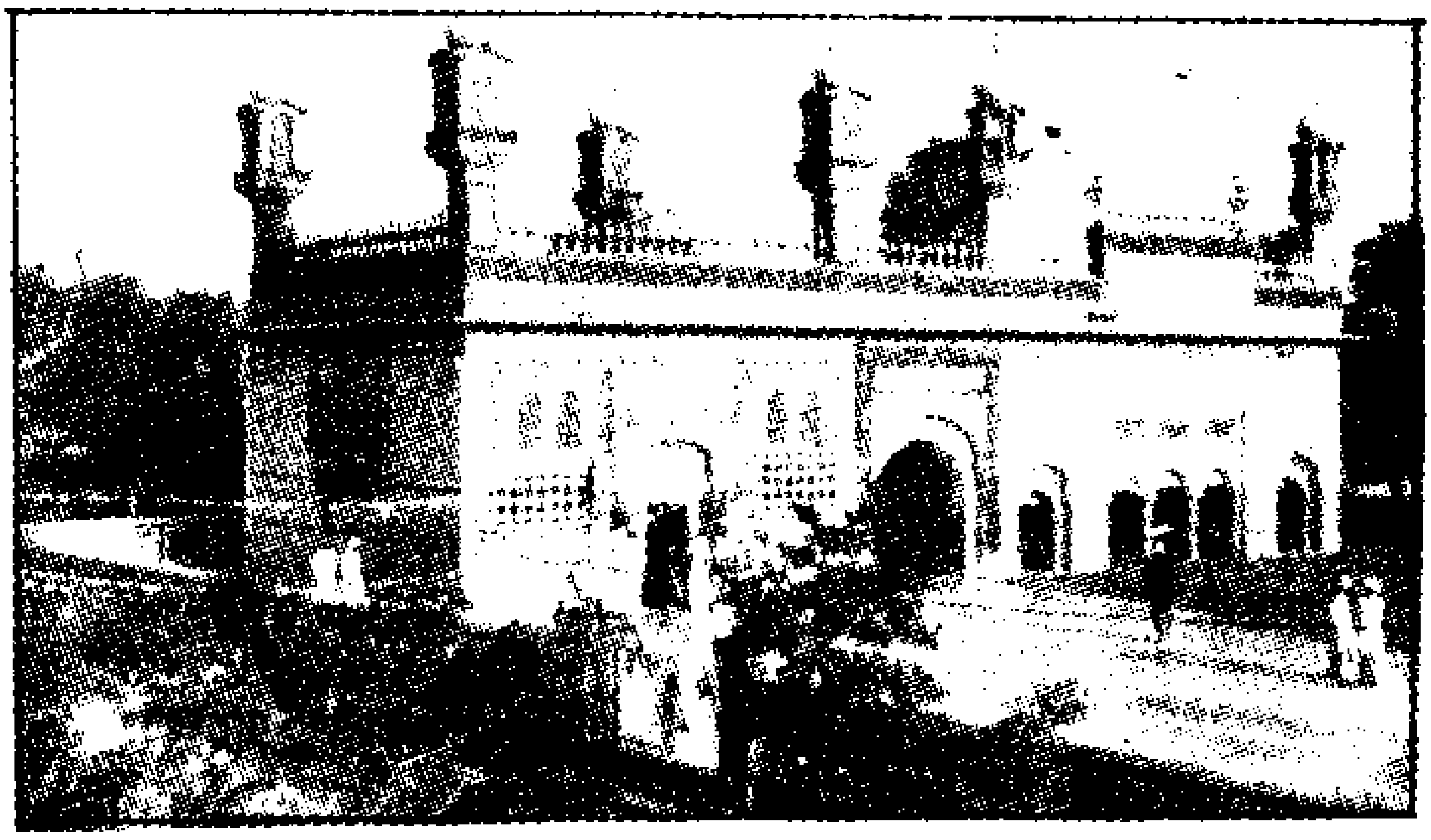

تاثرات از خانوادۂ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

جناب الحاج خواجہ سلطان نور محمد صاحب القادری

دربار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ (ضلع جھنگ)

برادر بزرگوار حضرت غلام دستگیر صاحب علیہ رحمت کی شخصیت کے بارے میں کیا لکھوں؟ ان کی جدائی خون کے آنسو رلاتی ہے۔ آپؒ مکمل انسانیت کے علمبردار تھے ہم غریب برادری کے غمخوار اور شفیق تھے ہم باہر دورے پر ہوتے تو گھر کا فکر وغم نہ ہوتا تھا کہ حضرت صاحبؒ موجود ہیں آپ ہی کے وجود سے ہم (اولاد حضرت سلطان باہوؒ سے) سمندری والے حضرات متفق ومتحد رہے۔ میرا اور حضرت صاحبؒ کا خاص تعلق تھا ہم دونوں کا مرشد ایک تھا استاد ایک تھا ہمیں حضرت صاحبؒ بے سہارا چھوڑ گئے ہیں۔ اب ہم کس کے پاس جائیں گے۔ خدا کے بغیر اور کوئی سہارا نہیں۔

جناب الحاج سلطان غلام میراں صاحب

سجادہ نشین دربار سلطانی۔ باہوؒ کالونی۔ اوستہ محمد (بلوچستان)

شان سمندری، صفت پاک، ہر مومن کے روح رواں، فخر کشمیر کا آج چالیسواں جس عقیدت سے منایا جارہا ہے وہ واقعی اس کے مستحق تھے۔ آپؒ نے اولاد سلطان العارفین کو ایک پلیٹ فارم پر جمع رکھنے میں جو کاوش کی طرح عیاں ہے مجھے امید ہے ان کے خلا کو پورا کرنے کے لیے کوئی مرد مومن ضرور میدان میں آئے گا اور اللہ کے کرم سے اتحاد قائم رہے گا

Marfat.com

جناب سلطان محمد اصغر علی صاحب

دربار سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نزد دربار حضرت سلطان باہوؒ

حضرت سلطان غلام دستگیر صاحب کی شان کے بارے میں لکھنا یا سمجھانا تو بہت مشکل ہے لیکن چند الفاظ جو بالکل صحیح ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔ قبلہ حضرت صاحبؒ صاحب قرأت، عاشق اللہ پاکؒ و عاشق رسولؐ تھے بہت ہی بابرکت، صاحب دانا، صاحب شعور، اور حضرت سلطان العارفینؒ کے خاندان میں ایک اعلیٰ شخصیت کے مالک تھے آپ سے طالب اور مرشد دونوں اوصاف کا سبق ملتا تھا اس قسم کی شخصیت پورے پاکستان کے کسی خاندان میں ہونا ہو ہی نہیں سکتا قبلہ حضرت صاحب۔ پاک دل، باادب۔ بہت بڑے جوانمرد اور ظاہر و باطن میں ایک تھے۔

جناب صاحبزادہ قمر سلطان امیر افضل صاحب

دربار صاحب سلطان باہوؒ

حضرت صاحبؒ کی شان بہت اونچی تھی وہ فقر میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے ہر ایک سے خوشی اور عزت سے ملتے تھے مجھ پر بھی ان کی خاص نظر کرم تھی۔

جناب قاضی رفیق احمد سلطان

بستی قاضی صاحب - کروڑ ضلع لیہ

فخر کشمیر حضرت سلطان غلام دستگیر صاحب علیہ رحمت کے اس دار فانی سے رحلت فرمانے پر ہماری قوم کو اللہ تعالیٰ نے یتیم کر دیا ہے۔ آپ کے دل میں صرف اپنی قوم ہی کے لئے نہیں تمام عالم انسانیت کے لئے خدمت کا جذبہ تھا جو آپ کی زندگی میں بدرجہ اتم نظر آتا تھا آپ کا جینا اٹھنا، بیٹھنا سونا جاگنا چلنا پھرنا سب سنت رسولؐ کے مطابق تھا آپ کے بعد جو خلا پیدا ہوا ہے وہ شاید ہی پُر ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپؒ کے نقش قدم پر چلائے۔

(آمین)

Marfat.com

جناب سلطان معین الدین امجد

دربار حضرت سلطان باھُورؒ

قبلہ حضرت صاحب خانوادہ سلطان العارفین کا ایک سنہری باب تھے آپ جیسی شخصیت کا پیدا ہونا ممکن نظر نہیں آتا آپ اخلاق، تحمل، بردباری، جذبہ قربانی، وفا، اتفاق اخوت اور بھائی چارہ کی علامت تھے آپ نمازی تھے اور یوم عاشورہ (دس محرم) کو تدفین کے باعث آپ شہیدوں میں بھی شامل ہو گئے۔

جناب صاحبزادہ خالد سلطان

درگاہ سلطانی رحؒ اوستہ محمد (بلوچستان)

ع ناشاد رب سے مل کر آباد ہو گئے
ناشاد ہم ہوئے ہیں وہ شاد ہو گئے

حضرت صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ ہمارے بزرگ، غمخوار، مہربان اور شفیق تھے آپؒ کے حسن اخلاق، تدبر اور معاملہ فہمی کا یہ عالم تھا کہ اگر خاندان میں کوئی چھوٹا بھی ناراض ہو جاتا تو آپؒ خود اسے منانے تشریف لے جاتے آپ نے عالم اسلام اور پاکستان کے لئے وہ خدمات انجام دیں کہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی آپ پر رشک کریں گی۔

آپ ہم سب کو یتیم کر گئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ بدلہ قبول فرماتا تو میں اپنی چھوٹی سی جان آپؒ پر قربان کر دیتا اور پوری قوم کو یتیم ہونے سے بچا لیتا آپؒ کے بارے میں جتنا لکھا جائے کم ہے آپ مجسمہ رشد و ہدایت سراپا شریعت، علمبردار طریقت اور کامل ولی اللہ تھے کہاں میں خاکسار اور کہاں آپ کی شان میں لب کشائی بالکل وہی بات ہے کہ

ع کتھے مہر علیؒ کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں!

جناب حافظ سلطان سیف الدین اکمل (مدرسہ غوثیہ سلطانیہ اڈا مرید والا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

قبلہ حضرات صاحبؒ تصوف کے امام ، عابدوں کے رہنما ، زاہدوں کے قافلہ سالار صوفیوں کے پیشوا تھے اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے پیکر میں علم و عمل کی تمام خوبیاں یکجا کر دی تھیں آپؒ میدان علم میں تحقیق و تدقیق کے شاہسوار ، اخلاق و عادات میں لائق تقلید اور شامل ہو کر نجانے کتنے افراد دنیائے علم و فضل اور جہان عرفان و آگہی میں امر ہو گئے۔

جناب سلطان محمد محسن (دربار حضرت سلطان باہوؒ)

میرے خیالات حضرت صاحبؒ کیلئے اتنے ہیں کہ وہ قلم کی زبان سے بیان نہیں ہو سکے کہ میرے قلم میں اتنی سکت نہیں کیا لکھوں ؟ کیا کہوں ؟ ہاں مگر یہ کہ

ع جو دیکھ سکتے ہو دیکھو کھلے دریچوں سے
کھلی ہوئی ہے مکمل کتاب آنکھوں سے

دیگر مشائخ نظام

(جناب پیر میاں جمیل احمد صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ)

سلطان غلام دستگیر القادری رحمتہ اللہ علیہ سے ماہ محرم الحرام میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کی تقریبات کے موقع پر اکثر و بیشتر ملاقات ہوتی تھی آپ کو حضرت سلطان باہوؒ کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں اجاگر کرنے کا بے حد شوق تھا اور آپ کی گرامی شخصیت سے والہانہ عقیدت و محبت تھی آپ بلند اخلاق ، منکسر المزاج اور علم دوست انسان تھے آپ کی زندگی اتباع سنت کا نمونہ تھی حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ اہل سنت والجماعت کی مایہ ناز شخصیت تھے اور آپ کی مہمان نوازی حسنِ اخلاق کی منہ بولتی تصویر تھی اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم سے آپؒ کے درجات کو بلند فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

Marfat.com

جناب بابا فقیر محمد افغانی خلیفۂ خاص دربار پاک سیدنا غوث الاعظم قدس سرہٗ باب الشیخ بغداد (عراق)

مجھے حضرت الحاج سلطان غلام دستگیر القادریؒ کی جدائی سے جو صدمہ ہوا ہے وہ الفاظ میں بیان کرنے سے باہر ہے آپؒ عالم ہی نہیں ایک بہت بڑے درویش اور ولی کامل تھے ان کی کمی اب شاید ہی کوئی پوری کر سکے آپؒ ہر مجلس میں یکتا نظر آتے تھے حلیم الطبع ہر چھوٹے بڑے سے نرمی سے گفتگو فرماتے تھے یادداشت اس عمر میں بھی اتنی اچھی تھی کہ بیس سال پہلے ملاقات کرنے والوں کے بھی نام انہیں یاد ہوتے مجھے اگر پہلے پتہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے ان کی مزید درازیٔ عمر کی التجا کرتا اب ہر لمحہ ان کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعائیں عرض کرتا رہتا ہوں۔

جناب الحاج مولانا سید فتح حیدری القادری۔ (بستان حیدری فیڈرل بی ایریا کراچی)

حضرت قادری صاحبؒ نے ایسا نوازا کہ ان کی یاد دل سے نہ جاتی نہ کم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے خلوص و محبت کا سمندر حضرت مرحوم کے قلب میں سیراب فرما دیا تھا آپؒ سے میری ملاقات کل پانچ مرتبہ ہوئی ہے لیکن اعیان تابتہ ارتباط روحانی کے فیضان سے آپس میں محبت ذاتی کا عالم یہ ہے کہ جیسے برسوں ساتھ رہ سکے ہوں مزید یہ کہ بعض بزرگوں کے ساتھ برسوں رہنا ہوا مگر ان سے بچھڑ کر ان کی یاد اتنی زیادہ نہیں ستاتی جتنی ہمارے حضرت قادری صاحب قبلہ فاتح کشمیر کی یاد پریشان کرتی ہے مگر یہ پریشانی میرے لئے ہر طرح مفید ہے۔

۸۔ جولائی ۱۹۸۵ء کو آپؒ نے ہمارے (ادارے) جدّاعلیٰ حضرت سیدنا مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ کی نذر کی محفل میں بستان حیدری کراچی شرکت فرمائی اور آپ کی برکت اور محفل نذر و نیاز کے فیضان سے محفل میں موجود کوئی بچہ بھی ایسا نہ تھا جو پوری طرح فیض یاب نہ ہوا ہو۔

Marfat.com

جناب ابو الاثر سید محمد سلیمان شاہ تنویر بخاری نقشبندی

سجادہ نشین محسن آباد شریف ضلع لورالائی (بلوچستان)

حضرت صاحب مرحوم ایک مقتدر شخصیت تھے آپ کے وصال سے تمام مومنوں کو دکھ ہوا ہے مجھے بھی از حد قلق ہوا ہے۔

جناب صوفی خیر محمد نقشبندی آستانہ مجددیہ عثمانیہ تحصیل بارکھان ضلع لورالائی)

یہ وحشت انگیز خبر سن کر کہ حضرت سلطان غلام دستگیر صاحب اس دار فانی سے عالم عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے ہیں سن کر غم والم ہوا۔

جناب صاحبزادہ مولانا محمد عبد الباقی جان صاحب مرو شریف ضلع قلات

حضرت پیر غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے کامل ولی اور ممتاز شخصیت تھے مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کے لئے حضرت کے مساعی جمیلہ تاریخ کے ورق پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ثبت رہیں گے آپ کی کوششوں کی بدولت آج بلوچستان کے ہر حصہ میں جماعت اہل سنت روز افزوں ترقی کی جانب گامزن ہے۔

جناب میاں محمد انور صاحب قادری (سجادہ نشین درگاہ کٹپار شریف ضلع کچھی)

جن ہستیوں کے بارے میں خداوند پاک نے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۝

فرمایا کہ ان کے متعلق کچھ کہنا یا لکھنا بندہ ناچیز کے بس سے باہر ہے۔

جناب میاں عبد الحئی صاحب (آستانہ عالیہ کٹپار شریف ضلع کچھی بلوچستان)

تو عزم سفر کردی رفتی زبر ما — بستی کمر خویش شکستی کمر ما

حضرت پیر غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے کامل ولی اور ممتاز شخصیت تھے حضرت صاحب پیر طریقت، رہبر شریعت، نہایت نیک سیرت مدبر اور درویش طبع تھے۔ طبیعت میں

Marfat.com

قلال تھا پوری زندگی اسلام کی خدمت میں صرف فرما دی آپ ایک مشفق، مہربان غم گسار
ت خیر و برکت، رہبر و پیشوا اور فرشتہ سیرت بزرگ تھے۔

جناب مولانا عبدالغفور صاحب (کپٹار شریف تحصیل ہڑی)

حضرت صاحب مرحوم و مغفور سلطان العارفینؒ کے خاندان میں ایک خاص حیثیت کے
تھے آپ بڑے پائے کے رہبر اور پر وقار شخصیت کے مالک تھے آپ کی طبع شریف صلح کن
ی سیرت و صورت میں یکتائے روزگار تھے آپ کی شفقت سے ملک بھر کے دیگر علاقوں کے
وں کی طرح بلوچستان کے بہت سے قبائل بھی فیض یاب ہوئے ہمیں آپ کی جدائی کا بہت صدمہ ہوا ہے

جناب ڈاکٹر میاں منظور احمد صاحب (میڈیکل آفیسر سول ہسپتال بھاگ)

آپؒ کا ہر لمحہ دین خدا اور مخلوقِ خدا کی خدمت اور شرعی اصولوں کی پابندی میں گذرا
پ کی دعاؤں اور بار بار تلقین و نصیحت کا نتیجہ ہے کہ میں آج اس مقام پر پہنچا ہوں۔

جناب ڈاکٹر میاں نور محمد صاحب کپٹاری (بولان میڈیکل کالج کوئٹہ)

میرے مشفق و مہربان مرشد کامل کی زندگی کا دور ایک سنہری دور تھا آپ ہمارے خاندان
نہایت ہی مہربان اور شفیق تھے۔

جناب میاں محمد حسین سلطانی۔ (دربار عالیہ چھچھڑ شریف ضلع میانوالی)

حضرت مرشدی سیدی حضور فیض گنجور قبلہ دل کعبہ جان حضرت الحاج سلطان غلام دستگیر
حمتہ اللہ علیہ کا اس جہان فانی سے رحلت فرما جانا نہایت افسوسناک اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔

ع وہ جو منہ دکھا کے چلے گئے دل ان کے ساتھ رواں ہوا
نہ وہ دل رہا نہ وہ دلربا رہی زندگی سو وبال ہے

حضرت صاحبؒ، حضور سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے جگر گوشہ اور خاص لاڈے گل تھے۔

Marfat.com

گورنر بلوچستان جنرل (ریٹائرڈ) **محمد موسیٰ** کے

حضرت سلطان غلام دستگیر القادریؒ کی شخصیت کے بارے میں

تاثرات

مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ حضرت غلام دستگیر اکیڈمی کے زیر اہتمام الحاج سلطان غلام دستگیر القادری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور سوانح حیات پر مشتمل کتاب شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

حضرت غلام دستگیر ایک ممتاز عالم دین، عظیم صوفی۔ شاعر اور بزرگ شخصیت تھے۔ انہوں نے نہ صرف تحریک پاکستان کے دوران قابلِ قدر خدمات انجام دیں بلکہ قیام پاکستان کے بعد کشمیر کی جنگ میں بھی انہوں نے مجاہدین کے رہنما کی حیثیت سے بے لوث طریقے سے کام کیا وہ ایک سچے محب وطن بلند کردار اور مدبر انسان تھے ہمارے نوجوانوں کو ان کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ گوشہ عافیت میں رکھے (آمین)

گورنر سیکریٹریٹ نمبر ایس جی بی/پی آر او/۷-۱۶/(۳۷۹)

مورخہ ۶ جولائی ۱۹۸۷ء

Marfat.com

الحاج سردار بہادر خان بنگلزئی

صوبائی وزیر خوراک و ماہی پروری حکومت بلوچستان کے تاثرات

وزیر خوراک و ماہی گیری

جناب حضرت الحاج سلطان غلام دستگیر صاحب رحمت اللہ علیہ سے میرے ذاتی دوستانہ مراسم عرصہ سے تھے الحمد اللہ ان کے خاندان سے میرے تعلقات بدستور قائم ہیں خداوند کریم یہ تعلقات مدام قائم و دائم رکھے۔

حضرت صاحب مرحوم ایک خلیق ملنسار اور نہایت ہی مہربان ہستی تھے۔ حضرت موصوف اپنے حین حیات میں بنی نوع انسان کے لئے ایک مربی کی حیثیت رکھتے تھے۔

آپؒ نے قیام پاکستان اور جہاد کشمیر کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ تاریخ میں یاد رکھی جائیں گی۔

سردار چاکر خان صاحب ڈومکی

رکن صوبائی اسمبلی بلوچستان کے تاثرات

ممبر صوبائی اسمبلی

مجھ میں بکمال بے بضاعتی اکجا رہنمائے طریقت، سلطان العصر حضرت صاحب شرف فخر کشمیر سلطان غلام دستگیر القادریؒ کے منبع کمالات ظاہری و باطنی کی عظیم دینی شخصیت پر تاثرات کا اظہار:

نہ میرے پاس متصوفانہ کمال ہے اور نہ ہی وہ الفاظ جن سے میں آپؒ کے اوصاف حمیدہ نیز لامحدود کمالات ظاہر و باطنی کا احاطہ کرسکوں۔

مجھے آپؒ کی خدمت میں حاضری و قدم بوسی کا شرف حاصل رہا ہے آپؒ کی ذات اقدس جامع کمالات دینی دینوی، ظاہری و باطنی تھی آپ کا سلوک مریدان نیز عقیدتمندوں سے بدرجۂ کمال مشفقانہ و مخلصانہ ہوتا تھے غرضیکہ آپ اپنے وقت کے پیر کامل مشفق، ناصح اور عظیم رہنما شخصیت تھے۔

Marfat.com

تاثرات از سید فصیح اقبال صاحب

رکن ایوان بالا (سینیٹ) پاکستان چیئرمین آل پاکستان نیوز پیپرز
سوسائٹی مدیر اعلیٰ روزنامہ "زمانہ" و بلوچستان ٹائمز کوئٹہ

MEMBER
SENATE OF PAKISTAN

سلطان العارفین حضرت باھوؒ رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے ان اولیائے کرام میں شامل ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنے دور میں بندگانِ خدا کو فیض پہنچایا بلکہ صدیاں گذر جانے کے باوجود اب بھی یہ سلسلہ ان کے کلام اور ان کے جانشینوں اور درویشوں کی بدولت جاری ہے۔

خانوادۂ سلطان العارفینؒ میں جہاں تک حضرت الحاج سلطان غلام دستگیر القادری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے یہ امر بے حد توجہ طلب ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی گوشۂ تنہائی یا حجرہ تصوف میں نہیں گذاری بلکہ عمر بھر بندگانِ خدا کے درمیان رہے اور ان کی تطہیرِ قلب کی مبارک جدوجہد میں مصروف رہے ان کے فیضانِ نظر سے ان گنت بندگانِ خدا کو جادۂ معرفت کا عرفان حاصل ہوا۔ اور بے شمار بھٹکے ہوئے لوگوں نے ہدایت کی روشنی پائی۔

ان کی یہ خدمتِ دین حضرت سلطان العارفینؒ کی تابندہ روایت کے عین مطابق تھی اور یہ خدمت اس انداز سے ہوئی ہے کہ انہوں نے جو ان گنت چراغ فروزاں کئے ان سے ان سے مزید چراغ روشن ہوتے چلے جائیں گے اور یہ سلسلہ فیضان ہمیشہ جاری رہے گا وہ صرف صاحب سجادہ نہ تھے بلکہ مردِ میدان بھی تھے انہوں نے قیامِ پاکستان کی تحریک میں سرفروشانہ حصہ لیا اور جہادِ کشمیر میں صفِ اوّل کے مجاہدین میں شامل رہے اسی بنا پر ان کو "فخرِ کشمیر" کا اعزاز ملا ایسے باعمل اور صاحب فیضان طریقت بزرگوں کی یاد ہمیشہ قائم رہنی چاہیئے اس سلسلہ میں کی جانے والی ہر کاوش مبارک و مسعود ہے۔

Marfat.com

ایک مجاہد کشمیر کے تاثرات

محمد اقبال (ایکس حوالدار جہاد کشمیر) چک ۵۰۲-ر نزد دربار مہارا بنا جھنگ

حضرت نوکشمیر ؒ سے ہماری فوجی پلٹن 6TH ROYAL F.F.RIF بھی منسلک تھی۔ آپ کا لشکر جموں کے قریب موضع اسڑھ میں متعین تھا۔ ہماری پلٹن میجر شہزادہ محمد جہاندور (جو کہ غزنی کے شاہی خاندان سے تھے) کے ماتحت تھی۔ حضرت صاحب ؒ نے موضع مناور (ریاست جموں) پر حملہ کر کے اسے فتح کیا (مناور مغلیہ دور کا تاریخی قصبہ ہے وہاں مغلیہ عہد کی مسجد اور کئی عمارات بھی ہیں)

حضرت صاحب ؒ مرحوم پکے مسلمان، صوم وصلوٰۃ کے پابند، نڈر، دلیر مجاہد تھے اور پاکستان کی آن پر ہر وقت قربان ہونے کے لئے تیار رہتے تھے۔ ہماری پلٹن کے سپاہی انہیں زہد و تقویٰ کے باعث "پیر غازی" اور مجاہدانہ بہادری کی وجہ سے "صلاح الدین ایوبی" کہہ کر پکارتے تھے پہلے مشہور تھا کہ آپ کو "شیر کشمیر" کا خطاب دیا جائے گا جب آپ کو اس کا علم ہوا تو فرمایا کہ شیر تو حرام بھی کھا لیتا ہے اس لئے مجھے شیر کا خطاب بلکہ کوئی خطاب نہیں چاہیئے میں نے تو فی سبیل اللہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ بعد ازاں آپ نے "فخر کشمیر" کا اعزاز لینے بھی معذاری کا اظہار فرمایا۔ پھر پیر صاحب آف وانا ؒ کے اصرار پر آپ نے یہ اعزاز قبول فرما لیا۔ آپ ؒ ہمیشہ جہاد میں بے خوف وخطر رہتے موت سے بالکل نہ ڈرتے بلکہ فرماتے کہ "اس راہ میں موت مل جائے تو یہی زندگی ہے" اللہ تعالیٰ پاکستانی قوم کو ان کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے پکے مجاہد بننے کی توفیق دے

آمین

Marfat.com

علمی و ادبی شخصیات کے تاثرات

ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید عرفانی، ستارۂ امتیاز پاکستان
نشانِ سپاس ایران، پوسٹ بکس ۱۰ سیالکوٹ

جناب ڈاکٹر خواجہ عرفانی صاحب کی حضرت صاحب قبلہؒ سے بالمشافہ ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ خواجہ صاحب نے صرف آپ کا فارسی کلام "پیر مغاں" مطالعہ فرمایا اور اس پر تبصرہ لکھا تھا ——— مرتب

پس عدم گردم عدم چون ارغنون
گویدم انا الیہ راجعون

چند روز قبل حضرت "ناشاد" سلطان العارفین حضرت باہُوؒ کے خلف الرشید کی درگزشت کی اطلاع ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

"پیر مغان" کی روح پرور آواز اب تک میرے گوشِ نیوش میں گونج رہی ہے۔

ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب کے توسط سے مجھے اس زمانہ کے "لسان الغیب" سے آشنائی کی سعادت نصیب ہوئی

حضرت ناشاد جیسے اہل حال اور اہل قال کی موت کو موت سے کیسے تعبیر کر سکتا ہوں یہ تو محض انتقال، تبدیلی محل ہے۔

Marfat.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کی واقعہ پر مولانا رومؒ کے الفاظ نازل ہونے لگے ایسے لوگ مرتے نہیں نقل مکانی کرتے ہیں۔ ان کی رحلت جدائی نہیں وصلت ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

چوں بلالؓ از ضعف شد ہمچو ہلال — رنگ مرگ افتاد بر روی بلالؓ
جفت او دیدش بگفتا وا حرب — پس بلالش گفتہ نے نے واطرب
تاکنون اندر حرب بودم ز زیست — تو چہ دانی، مرگ چہ عیش است وچیست
گفت جفتش "الفراق! اے خوش خصال"! — گفت! "نے نے الوصال است الوصال"
گفت "امشب در غریبی می روی — از تبار و خویش غایب می شوی"
گفت "نے نے بلکہ امشب جان من — می رسد از خود غریبی با وطن"
گفت "ویران گشت این خانہ دریغ — گفت اندر مہ نگر، منگر بہ میغ
آنکہ مردن شد بہ پیش فتح یاب — "سارعو" آید مراو را در خطاب
اولیا را چوں بوصل افتد نظر — وان کہ ایشاں را اجل باشد شکر

یہ عجیب تعزیب نامہ ہے۔ بہرحال اس وقت شعور اور لاشعور سے بیک وقت دوچار ہیں حضرت ناشاد کا تخلص بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ

اولیاء را تنگ آمد این جہان — چون شہان رفتند اندر لامکان "

حضرت پیر صاحب کے دو اشعار پر یہ نامہ ختم کرتا ہوں

بیا اے ماہرو ساقی بیاور دفتر لہا — کہ از بعد رخ خوبت فتادہ شور در دلہا
بشد عمری بہ مہجوری، بہ تلخی ہای مجبوری — بیا کز دوق محوری بیارایم محفل ہا

گویا ایک عمر کی جدائی کو وصل میں تبدیل کرتے ہیں۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر (مصنف ۲۵ کتب بلوچستان) ناظم تعلیمات ادارہ نصابیات و مرکز توسیع تعلیم بلوچستان

حضرت صاحب الحاج سلطان غلام دستگیر القادری فخر کشمیرؒ ایک متحرک اور فعال شخصیت کے مالک وہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کے خانوادہ میں ایک ممتاز حیثیت لئے ہوئے

Marfat.com

نظر آتے ہیں وہ مرد میدان اور مرد قلندر تھے انہوں نے اپنے حلقہ اثر میں مسلمان کی ذہنی، فکری اور روحانی تربیت میں ایک نمایاں کردار ادا کیا انہوں نے باری تعالیٰ اور بادی اسلام حضور پاک سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر اپنے آپ کو دوسروں کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ بیٹھتے اٹھتے سوتے جاگتے دوسروں کی دینی و دنیاوی بہبود کی خاطر مختلف کام سر انجام دینا ان کا ذاتی مقصد حیات نظر آتا ہے ان کی عملی زندگی ان دو شعروں کے مصداق تھی

کس گھر کو دیکھا کہ ہے بے چراغ
وہاں کے دیا میں جلا کر چلا

عمر بھر جینے کا اتنا تو صلہ پائیں گے ہم
بجھتے بجھتے چند شمعیں تو جلا جائیں گے ہم

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

بانی و سرپرست مرکزی ادارہ منہاج القرآن و کاروان اسلام

حضرت سلطان غلام دستگیر صاحب القادری سے مجھے زیادہ شرف ملاقات تو نصیب نہیں ہو سکا مختصر ملاقات ہوئی مگر دیگر ذرائع سے ان کی دینی خدمات اور طریقت قادریہ سلطانیہ کے فروغ کے لئے مساعی کا پتہ چلا ہے ان کی ساری زندگی اپنے مشائخ وآباء کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسی راہ پر جدوجہد کرتے ہوئے بسر ہوئی اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں صلحاء القادر کی معیت میں اعلیٰ مقامات سے نوازے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اور انکے خانوادے کے مشائخ کی دینی علمی اور روحانی خدمات تاریخ اسلام کا ناقابل فراموش حصہ ہیں برصغیر پاک و ہند کا کوئی گوشہ فیض سلطانی سے خالی نہیں ہر جگہ ان کے جلائے ہوئے چراغ نور افشاں ہیں باری تعالیٰ اس سلسلہ فیض کو آباد اور سلامت رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

افتخار ملت علامہ صاحبزادہ افتخار الحسن (طارق آباد فیصل آباد)

حضرت مرد درویش سلطان غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات دنیائے فقر و درویشی میں ایک ایسا خلا پیدا کر گئی ہے جس کی تلافی اس ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں مشکل ہے

جناب امداد نظامی۔ (ایڈیٹر روزنامہ "زمانہ" و روزنامہ "بلوچستان ٹائمز" کوئٹہ و چیئرمین سرائیکی ادبی سنگت (پاکستان)

سلطان المشائخ حضرت سلطان غلام دستگیر القادری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بیسویں صدی کے ان روحانی بزرگوں کی صف اول میں شامل تھی جنہوں نے چراغ شریعت و طریقت کی روشنی تھی جنہوں نے چراغ شریعت و طریقت کی روشنی کو ہی تا بندگی عطا کی اور اپنی ولادت سے وصال تک ظاہری زندگی کے ۷۶ سال یہی مبارک و مسعود روشنی بانٹنے میں گذارے وہ اپنا مقدس مشن مکمل کر کے بارگاہ خداوندی میں واپس جا چکے ہیں لیکن ان کی روشن کی ہوئی مشعلوں کو زوال نہیں ہے ان کی ملکوتی تنویر کروڑوں بندگان خدا کے دل و دماغ اور روحوں کو ہمیشہ منور رکھے گی۔ اور اس کی تابانی نسلاً بعد نسلاً آگے ہی آگے بڑھتی جائے گی۔

جناب محمد خان گھگی (ڈین آف ایڈمنسٹریشن بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ)

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں خلفائے راشدین کی شان کی جھلک نظر آتی تھی آپ سر تا پا مہر و محبت کے پیکر اور سنت سرکار مدینہ ﷺ کے علمبردار تھے۔ آپ کے دربار گوہر بار کے توسط سے جو درخواست بھی کی گئی اسے ہمیشہ شرف قبولیت حاصل ہوا۔

جناب میر عبدالقادر شاہوانی الحمر (اسسٹنٹ ڈائریکٹر، وزارت اطلاعات و نشریات حکومت)

میں نے حضرت صاحبؒ میں جہاں حسنِ اخلاق، علم و عمل اور انسانی اقدار کی پاسداری کو بدرجہ اتم پایا وہاں انہیں بیک وقت مختلف لوگوں سے براہوی۔ بلوچی۔ پشتو، سرائیکی، پنجابی، سندھی، فارسی اور اردو میں گفتگو کرتے بھی دیکھا آپ ایک جید عالم اور روحانی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

ایک عملی مجاہد، صاحب سیف اور جذبہ ایثار وخلوص سے سرشار سماجی کارکن بھی تھے

جناب سیٹھ محمد اجمل اعوان (مرکزی سینئر نائب صدر تنظیم الاعوان (پاکستان) بولان ہوٹل کوئٹہ)

حضرت صاحب قبلہؒ ایک مدت سے تازیست تنظیم الاعوان بلوچستان کے سرپرست رہے یوں تو انکی رہنمائی اور شفقت سے ہر خاص و عام مستفیض ہوتا تھا مگر تنظیم اور اعوانان بلوچستان کو ان کی سرپرستی اور مفید مشوروں سے بہت فوائد حاصل ہوئے اور آج بھی ان ہی کی دعاؤں کی برکت اور روحانی توجہ سے تنظیم الاعوان سرگرم عمل ہے آپؒ ایک نہایت بردبار، مشفق، دوراندیش اور معاملہ فہم بزرگ تھے۔

جناب ملک غلام سرور اعوان (ایڈووکیٹ) نائب صدر تنظیم الاعوان بلوچستان کوئٹہ)

حضرت فخر کشمیرؒ ایک مخلص، ملنسار، دیندار، اور سچے مسلمان تھے وہ اپنے بلند کردار اور گفتار سے ملنے والوں کے دل موہ لیتے تھے اعوان قوم کے لئے خاص طور پر حد سے زیادہ ہمدرد اور باعث فخر ہستی تھے وہ تنظیم الاعوان بلوچستان کے سرپرست اعلیٰ تھے اور برادری کی فلاح وبہبود میں بہت دلچسپی رکھتے تھے ان کی وفات سے اعوان قوم ایک عظیم انسان کی رہنمائی سے محروم ہوگئی ہے۔

جناب راجہ نثار احمد (ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر نصیر آباد (بلوچستان)

خانوادہ حضرت سلطان باھوؒ میں حضرت صاحبؒ کا اپنا ایک خاص مقام ومرتبہ ہے آپ کا رخ انور فقر حضرت سلطان باھوؒ کا مظہر تھا آپ کے بارے میں اگر میں یہ عرض کروں کہ آپ جنیدؒ وقت اور بایزیدؒ دوراں تھے تو ہرگز مبالغانہ ہوگا دین حنیف کے لئے آپ کی خدمات جلیلہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں آپ بے شک ایک عظیم روحانی پیشوا اور حق پرست وحق گو دینی رہنما تھے۔ آپ کی رحلت سے نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام ایک عظیم روحانی شخصیت سے محروم ہوگیا ہے۔

Marfat.com

آقای محمد ذاکری (مسؤل خانہ فرہنگ ایران کوئٹہ)

افسانہ حیات دو روزی نبود بیش
آنہم کلیم با تو بگویم چہ سان گذشت
یک روز صرف بستن دل شد بہ این وآن
روز دگر بہ کندن دل زین وآن گذشت

اِنَّمَا الدُّنْیَا فَنَاءٌ لَیْسَ لِلدُّنْیَا ثُبُوتُ
اِنَّمَا الدُّنْیَا کَبَیْتٍ نَسَجَتْہُ الْعَنْکَبُوتُ (از حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

جناب قاری محمد یوسف رحمانی نظامی (مرکزی جنرل سیکرٹری انجمن پاکستان اوکاڑہ)

حضرت صاحبؒ کے انتقال کی خبر پڑھ کر بہت افسوس ہوا اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین ثمہ آمین)

جناب پروفیسر محمد عارف (پرنسپل گورنمنٹ کالج بیلہ (بلوچستان)

حضرت صاحبؒ لاکھوں بے سہارا، غریبوں اور مجبوروں کے بزرگ، والی اور ہمدرد تھے اس صدمہ کو برداشت کرنا مشکل کام ہے اور پھر اتنی عظیم شخصیت کا انتقال ایک بہت بڑا خلا ہے جو مشکل سے پورا ہوگا لوگ آتے ہیں اپنا وقت پورا کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں لیکن ایسی شخصیات اپنے پیچھے اتنا بڑا خلا اور صدمہ چھوڑ جاتی ہیں کہ مت پوچھیں۔

جناب پروفیسر ناصر خلیل (پرنسپل گورنمنٹ کالج ... (بلوچستان)

حضرت علامہ دستگیر صاحبؒ کی رحلت کا سن کر اس ناچیز کو از حد غم اور افسوس ہوا ہے" انا للہ وانا الیہ راجعون"

Marfat.com

جناب پروفیسر عبدالعزیز جمالی (پرنسپل گورنمنٹ کالج بھاگ ضلع کچھی)

جناب قبلہ سلطان غلام دستگیر صاحب پیر طریقت اور رہبر اعظم کے انتقال کا علم ہوا یقین کریں مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ مرحوم و مغفور کے انتقال سے بے شمار بندگان خدا ان کی رہبری و روحانی تجلیات سے محروم ہو گئے ہیں۔

جناب پروفیسر سعید احمد خالد (وائس پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ)

وقتاً فوقتاً دنیا میں ایسی عظیم ہستیاں ظہور پذیر ہوئیں جو اپنی دل پذیر شخصیت، اعلیٰ کردار اور صالح عمل کی بدولت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امر ہو گئیں حضرت غلام دستگیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی ایسی ہی عظیم ہستی تھے۔ جن کی بلند پایہ شخصیت کے نقوش آپ سے ہر ملنے والے کے دل پر ثبت ہو گئے۔ آپؒ کے چہرے پر بھی ہمہ وقت روحانی نور کا عکس جھلکتا تھا اور پھر آپؒ کی پرخلوص مسکراہٹ تو دل موہ لیتی تھی

بلاشبہ آپ ایک باعمل درویش اور اپنے زمانے کے غوث تھے آپ جسمانی و روحانی صفائی، انسانی ہمدردی اور عالمگیر شفقت کے پیکر تھے میں جس قدر آپؒ کی شخصیت سے متاثر ہوا کسی اور ہستی سے اس قدر متاثر نہیں ہوا اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ حضرت حق باہوؒ کا صحیح تعارف مجھے آپ ہی کی ہستی سے ہوا۔

یہ بات میرے لئے باعث صد افتخار ہے کہ آپؒ مجھ پر ہمیشہ مہربان رہے آپ کی من موہن شخصیت تو عقیدت میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں بس گئی اور مجھے آپؒ میں کوئی انسانی کمزوری نظر نہ آئی۔ حضرت موصوف کی اس جہانِ فانی سے رحلت عقیدت مندوں کے لئے ایک جانکاہ خبر ثابت ہوئی میں جب بھی آپ کے سراپا کا تصور کرتا ہوں مسحور ہو جاتا ہے اور آپ کی ہستی کو اپنے قریب تر محسوس کرتا ہوں۔

جناب ڈاکٹر ابو یحییٰ عیسیٰ (بانی وچیئرمین بلوچستان بلوچی و براہوی ادبی بورڈ۔ کوئٹہ)

بندہ کے ہاتھوں میں سکت ہے نہ قلم میں قوت کہ میں اپنا مافی الضمیر بصورت تحریر بیان کر سکوں

Marfat.com

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت پیر وقت مرحوم و مغفور کو ان ہی دنوں میں بڑوں کی جانب سے دعوت نامہ آیا تھا جس کی انہوں نے اجابت کی اور یہ دعوت ناگہانی بیانی اور زبانی نہ تھی اور نہ ہی یہ رکوائی جاسکتی تھی

جناب محمد عثمان (جماعتی کنوینر جماعت اہل سنت پاکستان (بلوچستان)

آہ! وہ چراغ ... کیوں بجھ گیا ... ؟ جو مُرشد کامل ... اپنی ہمہ گیر شخصیت .... اور اپنی روحانی قوت کے باعث بے آسرا لوگوں کے لئے ... سہارا بنا رہا ... آہ! ... وہ طاقت قلم کہاں سے لاؤں ... کہ حضرت غلام دستگیر القادری کو ... مرحوم ... لکھ سکوں!

جناب پروفیسر غلام نبی نقشبندی (سابق صدر انجمن اساتذہ پاکستان وصوبائی امیر مجلس رفقائے اسلام (بلوچستان)

حضرت غلام دستگیر القادری کی رحلت کا معلوم ہوا اس سلسلہ میں جتنی قرار دادیں اور جتنے بیانات دیئے جائیں مگر حضرت صاحبؒ کی رحلت کی وجہ سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پُر نہیں کیا جاسکتا۔

جناب پروفیسر صابر بولانوی قادری (نائب صدر انجمن اساتذہ پاکستان (بلوچستان)

السلام علیک یا حضرت غلام دستگیرؒ القادری!

آپؒ قادری سلسلہ کے وہ بزرگ ہیں کہ آپؒ کا فیض ایک جانب تو بلوچستان کے دورافتادہ علاقوں میں پھیلا ہوا ہے جبکہ دوسری جانب وزیرستان اور کشمیر کا گوشہ گوشہ آپ کی بابرکت ذات سے منور ہے آپ کی رحلت ہر باشعور فرد کے لئے باعث افسوس ہے۔

جناب ناگی عبدالرزاق خاور (صدر انجمن دبستان بولان۔ کوئٹہ)

میں دو تین بار حضرت صاحبؒ سے مل چکا ہوں میرا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ وہ اس دور میں اسلاف کی آخری نشانی تھے ان کی متین، بردبار، حلیم اور پرنور شخصیت نے مجھ جیسے بے یقین شخص کے دل میں بھی اپنی جگہ بنالی تھی۔

میں یہ ان کا معجزہ کہوں گا کہ انہوں نے مجھ سے ابیات باھُوؒ کا منظوم ترجمہ سن کر میرے لئے

Marfat.com

دعا فرمائی اور اس کے بعد شعر و سخن کا یہ سلسلہ چلا جو آج جاری ہے

جناب شیخ صابر پرویز - (ادارہ معاف محمدیہ ماڈرن ٹریڈنگ کمپنی شارع اقبال کوئٹہ

حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال شیخ طریقت تھے اس عظمت کے باوجود تواضع اور انکساری کا یہ عالم کہ معمولی سے معمولی آدمی سے بڑی محبت اور احترام سے ملتے جو شخص آپؒ کی خدمت میں ایک دفعہ بھی حاضر ہوا وہ ہمیشہ کے لئے آپؒ کی محبت اور عقیدت لے کر واپس آیا میں نے ہمیشہ آپ کو انتہائی مہربان، مشفق اور محبت کرنے والا بزرگ پایا۔ آپؒ میرے خیال میں اپنی ہم عصر روحانی ہستیوں کے لئے بھی مشعل راہ تھے کہ جو ہم جیسے ناقص اور قابل اصلاح لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے کے ساتھ ساتھ ان کی اصلاح کرنے پر بھی قادر تھے۔

جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب (پی ایچ ڈی) جامعہ اسلام آباد

قبلہ و کعبہ حضرت صاحبؒ کے انتقال کی خبر پڑھ کر دل بہت سخت پریشان ہوا اور دماغ چکرا گیا قبلہ و کعبہ کا چہرہ مبارک ہمہ وقت میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اللہ تعالیٰ آپؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام سے نوازے (آمین)

جناب پروفیسر محمد سرور شفقت اکیڈٹ کالج حسن ابدال (پنجاب)

لائی ہے گل کدوں سے صبا یادِ رفتگاں ـــ ہوتی ہے پھر فسانہ سرا یادِ رفتگان
بنتی ہے خلوتوں میں انیس دل و جگر ـــ دیتی ہے درس صبر و وفا یادِ رفتگان
اک یاد رفتہ رفتہ ہوئی دردِ دل پذیر ـــ اک درد رفتہ رفتہ بنا یادِ رفتگان

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانے سے زہد و اتقاء کی کتنی ہی راہیں ہیں کہ ویران دکھائی دیتی ہیں وفا و خلوص کے کتنے ہی پھول سرِ شاخ سرنگوں ہیں جرأت و ایثار کی کتنی ہی روائتیں نسون و فسانہ ہو گئی ہیں ان کے جانے سے تو زمین کے ذروں میں بھی ستاروں کی چمک آگئی ہے کیسی کیسی صورتیں مٹی میں مل گئیں افشاں سمجھ کے خاک سے ذرہ اٹھائیے۔

Marfat.com

جناب پروفیسر اے آر صابر (شعبہ سیاسیات گورنمنٹ کالج بھاگ (بلوچستان)

جناب حضرت صاحب بہت بڑے ادیب، شاعر، عالم فاضل اور ذہین و فطین تھے آپ کی ہر بات میں شائستگی اور انہاک پایا جاتا تھا آپ سراسر اخلاق کے پیکر تھے شرافت صداقت اور صاف گوئی آپ کا وطیرہ تھا آپ کی محفل سے کبھی اٹھنے کو جی نہیں کرتا تھا

جناب پروفیسر گل فراز احمد مرزا

(گورنمنٹ ڈگری کالج اوستہ محمد ضلع نصیر آباد)

یہ خبر انتہائی افسوسناک اور دل آزاد تھی کہ جناب حضرت غلام دستگیر صاحب اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے

ان کی دینی اور تاریخی خدمات اس قدر ہیں کہ وہ ہم میں نہ ہوتے ہوئے بھی ہم میں موجود رہیں گے۔

جناب سید عابد رضوی ۔ (ریڈیو پاکستان ۔ کوئٹہ)

حضرت صاحبؒ کے وصال کی خبر سن کر بے حد دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاکؐ کے صدقے انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

Marfat.com

جناب حافظ مشتاق قادری (صوبائی ناظم انجمن طلبہ اسلام) بلوچستان)

جناب حضرت پیر طریقت سلطان غلام دستگیر رحمت اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کا معلوم ہوا ان کر انتہائی صدمہ ورنج ہوا اللہ تعالیٰ حضرت کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے

جناب علامہ مولانا سیف الرحمان نظامی چشتی (صدر مدرس دارالعلوم غوثیہ انوار باہو باگ)

قبلہ حضرت الحاج العالم العلم الظاہر والباطن سلطان غلام دستگیر القادری رح سے میرا تعارف حضرت سلطان محمد مشتاق القادری مرحوم ومغفور کے ذریعہ ہوا جبکہ ۱۹۶۷ء میں مدرسہ عربیہ منبع العلوم انوار باہو ڈھاڈر کا افتتاح ہوا۔ اس کے بعد حضرت صاحب قبلہ مرحوم کی بہت سی نشستوں میں حاضری دی آپ مجھ پر انتہائی مہربان تھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ والدین سے زیادہ مشفق ہیں آپ میں تمام اوصاف شرعیہ موجود تھے آپ یکتائے زمانہ تھے آپ کی رحلت دنیائے اسلام کے لئے انتہائی حزن عظیم ہے۔

جناب مولانا عبدالحق کلاچی (خطیب جامع مسجد اوقاف اوستہ محمد ضلع نصیر آباد

حضرت صاحب اپنے وقت کے بڑے صاحب اتقا تھے دین متین کے ساتھ ان کو خاص کر بڑی توجہ تھی جب بھی اس احقر کو ان سے ملاقات کا موقع ملا ان کی مجلس سے احکام الہٰی، اتباع سنت مصطفیٰ ص سے متاثر ہوئے۔ بغیر نہیں اٹھے ایک جمعتہ المبارک کے موقع پر آپ نے اس احقر کو صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لئے تاکید فرمائی۔ اللہ بزرگ و برتر سے استدعا ہے کہ آپ کے روحانی تعلقات ہمارے ساتھ وابستہ رہیں۔

جناب مولانا حافظ نذیر احمد صاحب (خطیب اولینڈر گلی ۶ بی، ۳، ۳۰ ڈبلیوالیس روٹرڈیم ہالینڈ)

حقیقت یہ ہے کہ حضور قبلہ پیر غلام دستگیر قدس سرہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی جیتی جاگتی تصویر پُر تنویر تھے خانوادوں وسجادہ نشینوں کا بھرم تھے آپ کی وفات حسرت آیات سے

Marfat.com

ایک ناقابل تلافی خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا ناممکن نظر آتا ہے آپ شریعت وطریقت کی غیر معمولی ہم آہنگی کے ایسے درخشاں مظہر تھے کہ جس کی مثال فی زمانہ کمیابی سے نایابی کی طرف بڑھی سرعت کے ساتھ مائل ہے آپ کی ذات ستودہ صفات جامع خصوصیات کی حامل تھی۔ آپ کے وصال پاک سے ہم شریعت وطریقت کے ایک عظیم رہنما ومربی ومرشد برحق وشیخ کامل ومکمل واکمل سے محروم ہو گئے ہیں سرکار سلطان ماکی گفتار کردار نشست وبرخاست منکسر المزاجی، تواضع اور عفو وحلم میں اولیائے کرام کی صحبتوں کا عکس جمیل صوفشان تھا آپ کے دم قدم سے اس مادی دور میں بھی معرفت وحقیقت کا بھرم قائم تھا آپ کی حیثیت ایک ایسی شمع فروزاں کی تھی جو اندھیروں میں اجالے بکھیرتی اور گم کردہ راہوں کو صراطِ مُستقیم کی طرف رہنمائی کرتی تھی اس دورِ پر آشوب میں آپ اسلاف کی حجت اور اخلاف کی عزت تھے۔

ولیسَ علی اللہ بمُستنکرٍ ان یجمعَ العالمَ فی واحدٍ

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ وہ تمام جہانوں کو ایک شخصیت میں جمع فرما دے۔

السّلام اے عاصیوں کے دل کی دھیر
السّلام اے پیر ما اے دستگیر

جناب حاجی محمد اقبال ناظم مالیات (اہل سنت ضلع کوئٹہ) ٹبالہ جنرل سٹور لیاقت بازار کوئٹہ

قبلہ عالم کی وفات ہم سب کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے آپ بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے۔

جناب عبداللطیف مولانا عبدالجبار (ہاشمی) (خطیب جامع مسجد واپڈا سبی)

حضرت صاحبؒ وقت کے قطب تھے آپ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سچے اور بڑے عاشق تھے۔

جناب شمیم طاہر (ملک) ناظم نشر واشاعت اہل سنت پاکستان کوئٹہ

Marfat.com

حضرت صاحب کا اس جہان فانی سے کوچ کرنا ایک نقصان عظیم ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ جیسے گنہگاروں پہ ان کا فیض جاری و ساری رکھے کہ روز محشر بخشش کی کوئی راہ سجھائی دے

جناب کریم داد کھنیزان ریٹائرڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بابکھان ضلع لورالائی

حضرت صاحب کے وصال سے روحانی دنیا میں یک عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے

مولانا الحاج دائم الدین (خطیب جامع مسجد گنبد و ناظم اعلیٰ مدرسہ انور باہو سی کونسیر جماعت اہل سنت ضلع سبی)

حضرت صاحب کی شان میں کچھ تحریر کرنے کو جب بھی قلم اٹھاتا ہوں بے اختیار آنسو بہہ نکلتے ہیں

مولانا خلیفہ پیر بخش پڑنگ آبادی (ناظم اعلیٰ مدرسہ غوثیہ انوار باہو سنگر رمتونگ)

خانوادہ حضرت سلطان باہو میں ماضی قریب و حال میں ایسی بلند مرتبت ہستی نہیں آئی حضرت صاحب خوش خلق بارعب اور صاحب کشف و کرامت تھے۔

مولانا ڈاکٹر خوشی محمد (نائب مہتمم مدرسہ نور باہو و صدر جماعت اہلسنت گنداخہ ضلع نصیر آباد موجیتان)

یہ بات تحقیق سے کہہ رہا ہوں کہ آپ حضرت غوث پاک رض کے سچے عاشق خلیفہ اور منظور نظر تھے آپ کی کئی کرامات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اپنے احباب سے سنی ہیں۔

قاری شیر محمد خان قادری (ساہیوال ضلع سرگودھا پنجاب)

قبلہ حضرت صاحب بڑے نیک سیرت مطیع شریعت اور صوفی باصفا تھے جید عالم دین اور عظیم عارف کامل تھے۔

حاجی اللہ رکھیو قادری ربانی رکن انجمن طلبہ اسلام و صدر اہل سنت سوشل ویلفیئر سوسائٹی جیکب آباد

پیر طریقت آفتاب رشد و ہدایت حضرت قبلہ رح کی خدمت وصال سے چند ماہ قبل آخری بار حاضری

Marfat.com

کا شرف حاصل ہوا اور میری التجا پہ آپ نے دعا فرمائی جس کی برکت سے حج بیت اللہ وزیارت گنبد خضریٰ کی سعادت نصیب ہوئی آپ کے سخی دربار سے کوئی سائل کبھی خالی نہیں لوٹا اور نہ لوٹے گا

مولانا عبدالباقی کھوسہ (وحدت کالونی کوئٹہ)

حضرت صاحب بڑے پائے کے مجاہد، صاحب شریعت و معرفت تھے کئی نابکار انسان آپ کے فیض سے فیضیاب ہوئے آپ کی نورانی و عرفانی محفل میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ یاد آجاتا تھا

حافظ عبدالستار موچی (دربار سلطان باہو ضلع جھنگ)

حضرت سلطان العارفین نے اپنی تصنیفات میں مرشد کامل کی جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں وہ سب حضرت ممدوح میں بدرجہ اتم موجود تھیں آپ ایک سچے اور پکے عاشق رسول تھے آپ کے وصال ملک و ملت ایک عظیم روحانی پیشوا سے محروم ہو گیا ہے آپ کی رحلت موت العالم کے مصداق ہے

مولانا منظور احمد نعمانی (خطیب مسجد غوثیہ جنرل بس سٹینڈ بھکر پنجاب)

قبلہ حضرت صاحب ایک روح دل نواز، گلشن لازوال اور پیکر جمال و کمال تھے ایک شمع خرمن سوز ایک شیرازۂ آتش افروز تھے وہ آسمان ولایت کے نیر تاباں، ہمت و جرأت کے کوہ گراں محبت و مروت کے تابندہ نشان، علوم طریقت کے بحر بیکراں اور قافلۂ حضرت سلطان باہو کے حدی خواں تھے آپ کی ہمہ گیر شخصیت ہم سب کے لئے سرمایۂ اعزاز تھی۔

جناب ارشد اقبال ملک (جنرل سیکرٹری بزم باہو بوچیتان)

علم و عمل کے روشن مینار اور غوث زمان حضرت فخر کشمیر رحمت اللہ علیہ جن کے سینے میں اویس قرنی رح کا پرتو، آنکھوں میں جامی رح کی التجاؤں کا انداز دل میں تڑپ صدیق رض کی جھلک، تھے کی وسعت پرواز کا گمان اور چہرے کی سادگی سے رومی رح کا جاہ و جلال ٹپکتا تھا آپ رح اعتدال پسند صلح جو اور وسیع القلب شخصیت کے مالک تھے آپ کے ہاں خیر کا سمندر

Marfat.com

ٹھاٹھیں مارتا تھا مخلوق خدا سے محبت آپ کا منشور تھا آپ کی پیشانی میں فرشتوں کا جمال اور ذات گرامی میں تمام علم و کمال سمو دیا گیا تھا۔ آپ کی زبان گوہر فشان و کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی تھی فصاحت و بلاغت اور فکر و نظر کی روشنی سے معمور گفتگو آپ کے علم و دانش کا ثبوت اور طرۂ امتیاز تھی آپ کی وفات سے آج محسوس ہو رہا ہے کہ عمر بلبل کے ساتھ ساتھ کئی آبرد ئے گل یوں لگتا ہے گویا علم و دیانت و فکر و عمل پیار و خلوص راست بازی و حق گوئی درویشی و قلندری کی دنیا اجڑ گئی ہے اور غم واندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ یقیناً آج لاکھوں کروڑوں انسان سوگوار ہیں لیکن حضرت کی وفات پر نظام قدرت کی تکمیل ابدی پہلو ہے اس سے انکار کسی کے بس میں نہیں رب العزت اپنے اس برگزیدہ انسان پر رحمتوں اور مغفرتوں کی چادر تانے رکھے اور ہمیں آپؒ کے روحانی فضیلت سے مالا مال فرمائے۔

جناب فاروق فیصل (جنرل سیکریٹری انجمن دلبستان بولان کوئٹہ)

حضرت غلام دستگیر صاحب نے اپنی تمام زندگی حضرت سلطان باہو کی رہنمائی میں بسر کی اور سلسلۂ قادریہ کے رموز و نکات سمجھاتے ہوئے لوگوں کو معراج روحانی کے حصول کا ذریعہ تبلایا حضرت صاحب ان دانشوروں اور اولیا اللہ میں سے تھے جن کی سیرابی جسم و جان کے لئے معرفت، و روحانیت کے علاوہ علم و ادب بھی ایک بڑے سرمائے کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ آپ نے زندگی بھر اپنی ساری توجہ دنی آسودگی سے زیادہ ذہنی و روحانی آسودگی کے حصول پر مرکوز رکھی اور واقعہ یہ ہے کہ جب تک اس دنیا میں رہے درویش خدا مست کی طرح رہے سچے عالموں کی طرح زندگی بسر کی اور خود داری پر کبھی بھی صرف نہ آنے دیا ان کے علم فضل سے ہزاروں لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں یہ مسلم ہے کہ حضرت ناشاد القادری بہت بڑے صوفی شاعر بھی تھے ان کی شاعری میں صوفیانہ خیالات پاکیزہ جذبات اور لطیف احساسات موجود ہے ان کے کلام میں تصوف جزو اعظم ہے اور سچا صوفیانہ عقیدہ پاکیزگی نفس و خیال حتیٰ کہ صوفیانہ زندگی اور عمل کی ہر بات نظر آتی ہے ان کی رحلت پورے عالم اسلام کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے

جناب محمد اشرف امان چودھری (سابق جنرل سیکریٹری انجمن فکر محمد و بانی رکن مدرسہ تعلیم القرآن انوار باہو بار کھان لولائی)

Marfat.com

حضرت صاحب فخر کشمیر، ولی کامل، مرشد بے نظیر مبلغ اسلام شیخ الاسلام والمسلمین، منبع علم وعرفان پیر طریقت اور مردم شناس تھے آنجناب اعلیٰ صلاحیتوں اور ارفع صفات کے مالک تھے خلوص و وفا میں آپ کا کوئی ثانی نہیں میں ان لمحات کو فراموش نہیں کر سکتا جب آپ نے کوہلو، بارکھان کا دورہ فرمانے کے بعد علاقہ میں پھیلی جہالت پر اظہار افسوس فرمایا یہاں ایک دینی مدرسہ قائم کیے جانے کی خواہش ظاہر کی اور پھر جناب کی دعا کی برکت اور ہدایات کے روشنی میں چودھری محمد لطیف صاحب کے تعاون سے ہم نے مدرسہ قائم کر لیا۔
آپ ہمیشہ ہر خط کا جواب عطا فرماتے اور مشکل اوقات میں اپنے زریں مشوروں سے نوازتے آپ کی مجلس میں جو سکون قلب اور فیض حاصل ہوتا تھا اور کہیں نہیں ملا کئی مشائخ و صوفیائے کرام کی بارگاہوں میں حاضری دے چکا ہوں مگر آپ کو میں نے ان تمام سے منفرد اور عظیم تر پایا۔

حضرت ناشاد القادری رح کا ایک قطعہ

لسانِ حق بیانِ مردِ کامل

حصولِ حق حضورِ مردِ کامل

مقدس ہو گئے وہ خاک و پتھر

جہاں پہنچے ہیں پائے مردِ کامل

مزدلفہ ۱۶۔ فروری ۱۹۷۰ء

Marfat.com

قبائلی عمائدین

جناب الحاج میر سائیں داد ساتکزئی کوئٹہ

حضرت صاحب باقدر پیر، غریبوں کے ہمدرد، بیماروں کے لئے باعث شفا، ناراض لوگوں کے درمیان صلح وخیر کرانے والے تھے۔ حضرت ورتکبر آپ میں قطعاً نہ تھا۔ بستی بستی گاؤں گاؤں خود تشریف لے جا کر تبلیغ دین کرتے۔ لوگوں کے حالات سے آگاہ ہوتے ان سے ہمدردی کرتے اور ان کی نگرانی فرماتے اور دعائیں دیتے ہمیشہ ان کی دعائیں شامل حال رہی ہیں اور انشاء اللہ رہیں گی۔

جناب میر نبی بخش خان ڈومکی، لہڑی ضلع کچھی بلوچستان

حضرت صاحبؒ کے دل میں عشق رسولؐ ہمیشہ موجزن رہتا تھا ایک مرتبہ آپ کی محفل پاک میں حاضر تھا کہ آپ نے کسی غیر موجود شخص کے بارے میں دریافت فرمایا تو بتایا گیا کہ اُسے درد رہتا ہے۔ آپ نے پرجوش انداز میں فرمایا کہ" اللہ قیامت تک درد عطا فرمائے رکھے جس کو درد نہیں وہ مرد نہیں "۔ میں حضرت صاحبؒ کے ان جملوں سے بہت متاثر ہوا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ بلاشک وشبہ پیر کامل اور مرد اکمل ومکمل تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے آمین! ۔

جناب سردار زادہ میر محمد انور خان مری مری ہاؤس کوئٹہ

میرے مرشد کامل حضرت صاحبؒ قبلہ ایک نایاب پیر اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ محبوب اور نیک بندے تھے۔ آپ ہمارے مرشد بھی تھے اور والد کی جگہ پر سرپرست اور شفیق وکریم بھی۔ میں یہ حروف اپنے دلی دکھ اور آنسوؤں سے لکھ رہا ہوں۔ ان کی محبت ناقابلِ فراموش ہے۔ یہ ہم اہلیانِ بلوچستان کی بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ اتنی عظیم ہستی ہم سے دور چلی گئی ہے۔

Marfat.com

جناب الحاج شاہ عالم خان میاں خیل گنڈی عمر خان ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (سرحد)

جناب حضرت صاحب ایک پرہیزگار، دیندار، نہایت مخلص، نیک سیرت، خوش طبع، سادہ مزاج اور خندہ رو شخصیت کے مالک تھے۔ تحریک قیام پاکستان میں قربانیاں دیں اور جہادِ کشمیر میں صف اول میں رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں بلند مقامات سے نوازے آمین۔

میر نہالان خان مری سابق ممبر مجلس شوریٰ پاکستان کوہلو ایجنسی

حضرت صاحبؒ سے جب پہلی مرتبہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو میرا خیال تھا کہ وہ اردو یا سرائیکی میں گفتگو فرمائیں گے لیکن یہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا کہ انہوں نے بلوچی زبان میں ہمارے علاقائی رواج کے مطابق "حال احوال" کیا۔ آپ نے عالم اسلام اور پاکستان کے لئے بہت قربانیاں دیں۔ تحریکِ پاکستان اور جہادِ کشمیر میں حصہ لیا۔ ان کی خدمات اور خوبیاں احاطۂ تحریر میں نہیں لائی جا سکتیں۔

سردار منان خلجی (سماجی کارکن) کوئٹہ

شہبازِ طریقت حضرت صاحبؒ سے میری پہلی ملاقات لاہور میں ہوئی جبکہ میں ایک طالبعلم تھا اور تحریکِ پاکستان کے ایک کارکن کی حیثیت سے لاہور گیا تھا۔ دوسری مرتبہ جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہادِ آزادیٔ کشمیر میں شرکت کی غرض سے کشمیر گیا تو وہاں حضرت والا شان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ایک کامل ولی اللہ اور قابلِ صد احترام شخصیت تھے۔ آپکی بصیرت کا یہ عالم تھا کہ مجھے تقریباً ۳۵ سال بعد جب حق باہوؒ کانفرنس کوئٹہ میں آپ کا سلام ہوا تو مجھے دیکھ کر پہچان گئے اور میرا نام لے کر بلایا۔ میں زندگی میں کئی بادشاہوں، سربراہانِ مملکت اور اعلیٰ شخصیات سے ملا ہوں مگر وہ جمال و جلال، شان و کمال اور شخصیت و کردار جو میں نے آپ میں پایا کسی اور میں نہ دیکھا۔

حاجی ملک محمد فضل شاہوانی صدر جماعت اہلسنت ضلع کوئٹہ ملک خلیل الرحمن کیچی بیگ سریاب کوئٹہ

حضرت صاحب نہایت متقی، بلند اخلاق اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ

Marfat.com

آپ نے کوئٹہ کلی شیخ بیگ میں اپنا آستانہ قائم فرمایا اور ہر سال ہمیں زیارتوں اور دعاؤں سے نوازتے رہے۔ آپ بلوچستان کی علاقائی زبانوں رسوم و رواج اور مسائل و حالات سے بخوبی آگاہی رکھتے تھے یہ ہماری شومئی قسمت ہے کہ ہم ایسی شخصیت کی نورانی روشنی سے محروم ہو گئے ہیں۔

وڈیرہ شاہ نواز خان کھوسہ صدر جماعت اہلسنت ضلع نصیر آباد (بلوچستان)

پیر و مرشد قبلہؒ کی ذات بابرکات گمراہ لوگوں کے لئے مشعل راہِ ہدایت اور سرچشمۂ نور معرفت تھی۔ آپ کی محبت و شفقت کے باعث کسی کا آپ کی محفل سے اٹھنے کو دل نہیں کرتا تھا۔ آپ سنت نبویؐ کے مجسم پیکر تھے۔ علم و عمل، شرافت و محنت، عفو و درگزر، فیاضی و سخاوت شفقت اور رحمدلی آپ کی شخصیت کا لازمی حصہ تھے۔ ہم پہ اتنی مہربانیاں فرمائیں کہ ہم اس کا بار نہیں اٹھا سکتے۔

سردار غلام قادر بزدار، کوئٹہ

حضرت غلام دستگیر صاحب محبت و احترام کرنے والے، حاجت روا بزرگ تھے تبلیغ اسلام سلسلہ قادریہ میں۔ آپ نے نمایاں ترین کردار ادا فرمایا۔

حاجی امداد حسین کھوسہ ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت حمید آباد ضلع نصیر آباد

آپ اہلِ سنت والجماعت کے بہت بڑے سرپرست تھے۔ جماعت اہلِ سنت پاکستان کو بھی آپ کے دم قدم سے کافی تقویت حاصل تھی۔

وڈیرہ عطا محمد کھوسہ صدر جماعت اہلسنت گوٹھ مراد علی تحصیل ڈیرہ اللہ یار (بلوچستان)

حضرت صاحب ہمارے مرشد تھے ان کا وصال بہت بڑا سانحہ ہے۔

Marfat.com

ڈیرہ محمد اشفاق خان کھوسہ مانجھائی ہٹ فیڈر ضلع نصیر آباد

قبلہ حضرت صاحبؒ سے جب بھی ملاقات ہوئی آپ بڑی شفقت سے پیش آئے۔

حاجی در محمد شاہوانی کلی کیچی بیگ۔ کوئٹہ

آپ دینِ محمدیؐ کی تبلیغ و ترویج کے لئے اہلِ اسلام کے لئے ایک شمع فروزاں تھے شومئی قسمت کہ اس ناسازگار دور میں جب کہ آپ جیسی عظیم شخصیت کی قدم قدم پر ضرورت ہے موت کی بے رحم آندھی نے یہ پُر نور چراغ گُل کر دیا۔

ملک سعید احمد شاہوانی، کلی کیچی بیگ سرآب کوئٹہ

آپ ایک بزرگ ترین شخصیت کے علاوہ بے حد سخی مزاج، اعلیٰ رہبر اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔ ہم اب بھی جس مشکل وقت میں آپ کو پکارتے ہیں ہماری مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

عشق ممنونِ حُسنِ خوباں ہے
عشق کا حُسن پر بھی احساں ہے
میرے خونِ جگر کی رنگینی!
چہرۂ یار میں نمایاں ہیں

حضرت ناشاد القادری

پُھلروان تا سرگودہا ۱۹ نومبر ۱۹۶۴ء

تاثرات احباب و مخلصین

جناب سنگ مرجان محسود سیکرٹری ٹو گورنر صوبہ سرحد۔ پشاور

قابل قدر حضرت غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر گہرا صدمہ ہوا۔

جناب ارباب عبدالستار خان سیکرٹری پاکستان ریلویز بورڈ۔ اسلام آباد

حضرت سلطان غلام دستگیرؒ کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے۔ جس کا دلی افسوس ہوا۔

جناب زین اللہ خان ڈائریکٹر ہیڈ کوارٹرز واپڈا۔ رحیم یار خان

اس خبر کو پڑھ کر مجھے حقیقت میں اتنا زیادہ افسوس ہوا جتنا کہ اپنے قریبی عزیز و اقارب کی موت پر بھی نہیں ہوا۔

جناب سید ارباب علی شاہ سپرنٹنڈنٹ انجینئر ہائی ویز سکھر (سندھ)

حضرت سلطان غلام دستگیرؒ کے رحلت فرما جانے پر میرا دلی افسوس اور اظہارِ تعزیت قبول فرمائیے

جناب خادم حسین میمن ڈپٹی چیف کمرشل مینیجر پاکستان ریلویز۔ لاہور

الحاج حضرت صاحب کے سانحۂ ارتحال کی خبر پا کر دلی صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

جناب کریم اللہ خان نواب پور روڈ ملتان

برادرِ محترم حضرت صاحبؒ کی خدمت میں جو وقت بھی گزرا اس میں زندگی گزارنے کے اسرار و رموز سے آگاہی ہوئی۔ اس عظیم المرتبت ہستی نے جس انداز سے اپنے علم و فضل اور معرفت و روحانیت

Marfat.com

سے لاکھوں لوگوں کے دلوں کو بیسویں صدی کے مغرب زدہ ماحول میں مذہب سے محبت کا درس دیا اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ آپ ایک جامع صفات شخصیت کے مالک تھے۔ آپ ظاہری و باطنی اوصاف، سیرت و کردار کی پاکیزگی کی بنا پر سلطان العارفین کے عکس جمیل تھے۔

خان محمد اسلم خان (گورنمنٹ کنٹریکٹر) اسلم مارکیٹ دی مال، واہ چھاونی

آپ کی شخصیت دین اسلام کے جانثاروں اور فدائیوں کے لیے مشعلِ راہ اور مملکت خدا دادِ پاکستان کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لئے موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک مثالی نمونہ ہے اور اگر ہم اس سے استفادہ حاصل نہیں کرتے تو ہم خسارے میں رہیں گے۔

جناب محمد فضل ایڈیشنل کمشنر سبی و رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز کوئٹہ

حضرت مشہور مجاہدِ اسلام تھے۔ بطور عقیدتمند اکثر حاضری کا شرف حاصل رہا اور ہمیشہ روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہوتا رہا۔

جناب شائستہ خان محسود پاکستان سٹیٹ آئل بہاولپور

حضرت صاحب ایک درویش کامل اور عاشقِ رسولؐ تھے۔ کبھی کسی کی دل آزاری نہ کی۔ آپ ایک علم دوست اور دور اندیش شخصیت کے مالک تھے وزیرستان کے مختلف علاقوں اور قوموں میں سکول اور مدارس قائم فرمائے اور لوگوں کو تعلیم و تہذیب کی طرف راغب کیا۔

جناب ممتاز خان ڈپٹی رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز کوئٹہ

حضور حضرت صاحبؒ بہت بڑے شاعر اور مختلف زبانوں کے ماہر تھے اور اہلِ زبان کی طرح ہر بولی بولتے تھے۔

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف طلبہ، میکانگی روڈ کوئٹہ

حضرت صاحبؒ مجھ سے بے پناہ شفقت و محبت فرمایا کرتے تھے ان کی شخصیت ناقابل فراموش ہے۔ مجھے اس موقعہ پر شدید صدمہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کے وصال پر موجود نہ ہو سکا۔

ڈاکٹر اللہ نواز خان ارشدؔ ایم ایس فیض رحمٰن ہسپتال شیر شاہ - کراچی

قبلہ حضرت صاحبؒ وہ یکتائے زمانہ تھے جن کا وجود صدیوں میں بمشکل ملتا ہے آپ ایک ابر چھائی ہوئی شخصیت تھے کہ ہر ملنے والا یا ان سے تعلق رکھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ شاید میں ان کے سب سے زیادہ قریب ہوں اور اس کا سبب ان کا ہر ایک سے قریب تر رابطہ تھا۔

حضرت صاحب مجموعۂ صفات تھے۔ ہر ایک نے اپنا الگ الگ تاثر لیا ہوگا لیکن آپ کی جو بات نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا اور جو میری نظروں میں آپ کو بہت نامی گرامی لوگوں سے بالا کر دیتی ہے وہ یہ کہ آپ جہاں جلوہ افروز ہوتے وہ جگہ سراپا محفل ہوتی اور وہاں مکمل زندگی پائی جاتی تھی دوسری اہم چیز یہ کہ ان کی شخصیت میں ماں کی ممتا اور باپ کی شفقت دونوں بیک وقت موجود تھیں ان سے مل کر محسوس ہوتا کہ والدین سے مل لیا ہے۔

سردار غلام مصطفٰے (ایڈووکیٹ ہائیکورٹ وزارت انصاف) ایبٹ آباد

مرشدی و مولائی حضرت صاحبؒ سے پہلی ملاقات میں پہلی نظر سے وجدانی کیفیت وارد ہوئی کے علاوہ درد خفی جو خاصۂ ملاقاتِ اولیا ہے جاری و ساری ہو گیا۔ اور چند لمحوں کی ملاقات کا نتیجہ اوّل مجھے "درامید آب تعلش دائما بیمار باش" کے مصداق طلب حیات ہو کر رہ گیا۔ اور ان کی التفات کی سحر افرینی تھی کہ نہ صرف مجھے شرف بیعت فرمایا بلکہ "فقر سلطانی" سے بھی نوازا آپ ثانی "نقش سلطان باہوؒ" تھے۔

Marfat.com

لیفٹیننٹ نثار علی خان۔ ۱۰۱ ار انجینیرز، ژوب

آپؒ کی وفات حسرت آیات سے ہماری زندگی میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے اور ہمارے سروں سے ایک شفقت بھرا عظیم سایہ اٹھ گیا ہے۔

میر عبد الفتاح کھوسہ، صوبائی اسمبلی بلوچستان

حضرت پیر طریقتؒ کا انتقالِ پُر ملال ایسے موقع پر ہوا کہ بندہ بھی اور ہزار ہا عقیدتمندوں کے ساتھ محرم شریف کے عرس کی تقریبات میں حاضر تھا آپ کا نورانی چہرہ اب تک میری نظروں میں ہے

ڈاکٹر ظہور الٰہی، حاجی یحییٰ کالونی۔ لاہور

ان کو ہمیشہ سلطان العارفینؒ کے نقشِ قدم پر قائم و دائم دیکھا شکل و صورت اور طرزِ گفت۔ عین سنت کے مطابق، بڑے غمگسار، بہادر طبع اور پیار کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتے (آمین)

جناب اسرار الحق، انسپکٹر (ریٹائرڈ) گارڈن روڈ کراچی

یقین جانیں کہ اس خبر جانکاہ سے ہم پیر بھائیوں کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔

خلیفہ علی خان (خادم پیر صاحب آف وانا) باب الشیخؒ۔ بغداد (عراق)

حضرت صاحبؒ میرے پیرو مرشد کا ہر کام نہایت خلوص اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کرتے تھے۔ اور حضور پیر صاحب کو آپ سے بہت محبت تھی۔ آپ سے ہر فرد بہت خوش تھا۔ مجھے ان کی وفات کا بہت صدمہ پہنچا ہے اللہ تعالیٰ انھیں اپنی جوارِ رحمت میں رکھتے۔ (آمین!)

Marfat.com

خلیفہ غوثیہ مولوی مظہر حسین، پیراں غیب جہلم (پنجاب)

"حضرت غلام دستگیر صاحب زمانے کے غوث تھے اور یہ مرتبہ ان کو پیر صاحب آف وانا رحمۃ اللہ علیہ نے جہادِ کشمیر کے موقعہ پر دیا تھا۔ نیز آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت سلطان باہوؒ کی ماں اولاد مادر زات ولی ہے لیکن ان میں حضرت صاحب کا مقام بہت بلند ہے۔

ملک صاحب جان شیرانی، نمائندہ دربار غوثیہ، ژوب (بلوچستان)

حضرت صاحبؒ کے بارے میں میرے مرشد پیر صاحب سید یوسف گیلانیؒ نے ۱۹۵۷ء میں فرمایا کہ یہ میرے بھائی ہیں اور اسی دن سے میں حضرت صاحب کو اسی نظرِ عقیدت سے دیکھتا تھا مجھے ان کی وفات کا انتہائی دکھ ہوا ہے۔

حاجی موسیٰ خان جلال خیل محسود، جنڈولی جنوبی وزیرستان

میرے آقا و مرشدؒ بڑے پرہیزگار، متقی، معزز، سادہ طبیعت اور ملنسار پیرِ طریقت تھے گو وہ آج ہم میں موجود نہیں مگر مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ وہ ہمارے علاقہ وزیرستان میں نہایت مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔

حکیم غلام رسول سروری، ص ب ۱۴۹، مدینۃ المنورہ

محترم حضرت صاحب مرحوم ایک زندہ دل ولیٔ ولب الصالحین کی مثال اور اہل اللہ تھے۔ یقیناً ان کی جگہ ایک طویل وقت تک کوئی نہیں پوری کر سکتا۔

خلیفہ غلام مصطفیٰ مظفر آباد (آزاد کشمیر)

حضرت صاحب قبلہؒ کے بارے میں کیا عرض کیا جائے اپنے ایسے نوری نژاد بندوں کے مرتبے اور شان کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اور یہ نوری ہستیاں ہر جگہ مثلِ آفتاب

Marfat.com

درخشاں و تاباں ہیں۔

خلیفہ حاجی خواج محمّد۔ ایبٹ آباد، ہزارہ ڈویژن

میں نے جناب حضرت غلام دستگیر صاحبؒ کو کیسا پایا؟ "مرشدوں کے مرشد، دوستوں کے دوست، بھائیوں کے بھائی نہایت مخلص، ہم مجلسوں میں گھل مل جانے والے":

ملک میر افضل اعوان مکتبہ سلطانیہ کچہری چوک ایبٹ آباد

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر ، ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

حضرت صاحبؒ، عالم، مفکر، با اخلاق، راہِ تصوف کے شناسا، شریعت و طریقت کے پابند اور دلوں کو موہ لینے والے صاحبِ کردار بزرگ تھے۔

سعید عالم خان محسودؔ الفاخیل کویت

حضرت صاحبؒ سب کے تھے۔ اندرون و بیرون ملک ہر جگہ ہمارے لئے سکون و راحت اور رحمت کا باعث تھے۔ ہم اب یتیم اور بے سہارا ہو گئے ہیں۔

میر کمال خان گنشکوری تحصیلدار زکوٰۃ و عشر ڈھاڈر ضلع کچھی

آپؒ اس زمانہ کی کامل ترین ہستی تھے آپ کے فیضانِ کرم سے لاکھوں لوگ فیضیاب ہوئے

محمّد انور قریشی، چھپّڑ سرائے عالمگیر ضلع گجرات

حضرت صاحبؒ کی پاک اور پیار بھری نظر کا اثر تھا کہ باتوں باتوں میں ہی تربیت کر دیتے تھے، جیسا کہ ان کا اپنا شعر ہے۔

ؔ نگاہِ پاک و دل بیقرار حاصل ہے ، سکونِ قلب میسّر ہُوا ہُوا نہ ہُوا

جب سے ملاقات ہوئی تب سے لے کر آخر تک اپنے بچوں کی طرح سمجھا اور اس مُوقف

Marfat.com

میں کبھی تبدیلی نہ آئی۔ یہ وفا کی انتہا نہیں تو کیا ہے ہمیشہ مکتوبات وغیرہ کے ذریعہ اپنے پروگرام اور حال خیریت سے اطلاع فرمایا کرتے یہ ان کا کرم نہیں تو اور کیا ہے؟

اورنگذیب خان جدون (ایم اے بی ایڈ) ایبٹ آباد

؎ موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے۔ خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

جناب ایک عالم بے بدل، پاکیزگی عقل و خرد کا نمونہ، عفتِ قلب و نگاہ کی مثال جذباتِ بلند کے مالک، جہادِ کشمیر کے سرخیل، حلقہ مریداں میں بریشم کی طرح نرم تھے۔ سادگی آپکا طرۂ امتیاز اور شریعتِ مطہرہ اوڑھنا بچھونا تھی۔

حاجی عطا محی الدین قادری۔ القادریہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

قبلہ پیر و مرشد خانوادہ سلطان العارفینؒ میں قابلِ رشک اور بے مثال تھے۔ احکاماتِ الہٰی اور سنتِ نبویؐ کے پابند تھے اور اس کی تلقین فرماتے تھے۔ کبھی کوئی آپ کی محفل سے مایوس نہ لوٹا ادنیٰ و اعلیٰ سب آپ کی نظر میں یکساں تھے ہر دینی و دنیاوی مسئلہ کا حل بطریق احسن دلائل کے ساتھ عطا فرماتے۔ میں نے آپ کی کئی کرامات دیکھی ہیں۔

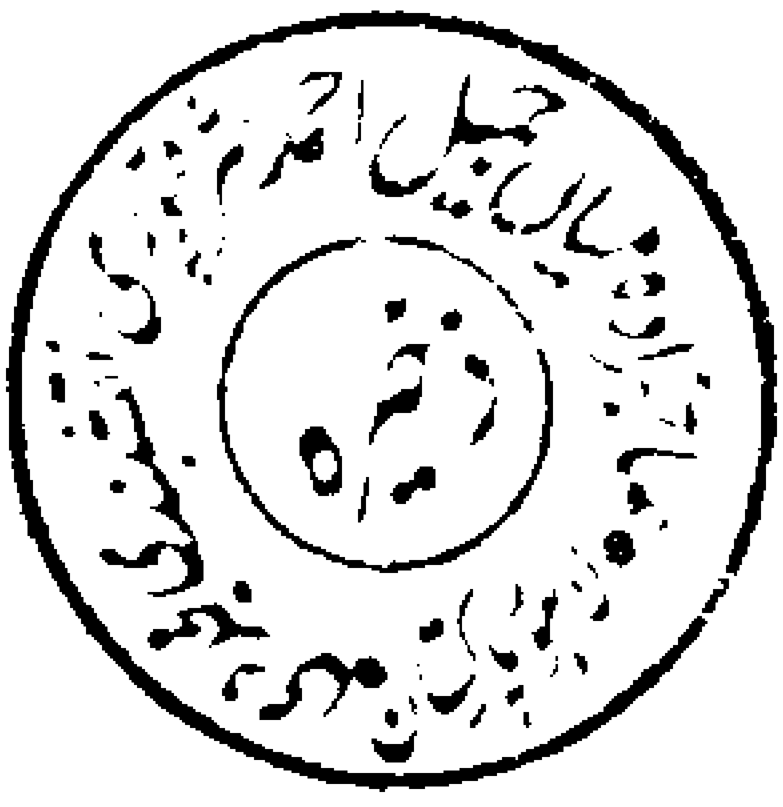

زیست بے ابتلا یہ ناممکن
زندگی اور بقا یہ ناممکن
آزمایا ہے بارہا میں نے
دوستوں سے وفا یہ ناممکن

حضرت ناشاد القادری
(سیال شریف تا جھنگ، ۲۰ نومبر ۱۹۶۴ء)

Marfat.com

شہزاد احمد قادری اکیڈمی آف اسلامک سٹڈیز خیابان سرسید راولپنڈی

آپؒ کی شخصیت سے قرآن وحدیث کا نور نکھرتا تھا پرکشش آنکھیں جاذب چہرہ، معصومانہ باوقار انداز تکلّم، فراخدل، پُراز حکمت ومعرفت ذہن، روشن قلب، سادہ طبیعت، منکسر المزاج، ملنسار، خود آگاہ وخدا آشنا۔

ڈاکٹر گل محمد۔ سول ہسپتال سبی

حضرت صاحب ایک برگزیدہ، معتبر اور پر از جلال و جمال ہستی تھے جہاں جلوہ فرما ہوتے نورانی برسات ہوتی گفتگو فرماتے تو منہ سے پھول جھڑتے

محبوب حسین محکمہ زراعت کوئٹہ

انہیں دیکھتے ہی سارے غم اور پریشانیاں دور ہو جاتیں اور بے طرح سکون نصیب ہوتا تھا امید واثق ہے اسی طرح دستگیری فرماتے رہیں گے

خواجہ غلام شیرانی۔ لیبر انسپکٹر پشین

حضرت صاحبؒ جیسی عالم وعارف ہستیٔ کامل کا ظہور صدیوں میں ہوتا بھی مشکل نظر آتا ہے۔

نوید عالم خان محسود۔ دوحہ قطر

حضرت صاحبؒ قابل احترام مرشد تھے ان کی وفات سے گہرا دلی صدمہ ہوا یہاں قطر میں ان کے ایصال ثواب کے لئے میں نے قرآن خوانی کا اہتمام کیا ہے۔

جناب اکرام اللہ بٹ دی پاکستان میوچل انشورنس کمپنی کوئٹہ

دراصل اللہ والوں کو ربّ کی ذات جلد از جلد اپنے پاس بلانا چاہتی ہے حضرت صاحب جیسی بزرگ ہستیاں ہمارے لئے ذریعہ مغفرت اور

Marfat.com

مشعل راہ ہیں۔

قاضی محمد محسن۔ محلہ قاضیاں لیہ (پنجاب)

جناب پیر طریقت، مجاہد ملک و ملت فخر کشمیر خلد آشیانی و جنت مکانی کی وفات حسرت آیات ایک قومی ابتلا ہے جس سے جملہ برادران روحانی کا متاثر ہونا لازمی ہے۔

عبدالوحید کلاچی۔ سندھ زرعی یونیورسٹی ٹنڈوجام

مجھے تو یقین نہیں آرہا کہ یہ سب کچھ ہوگیا ہے حضرت صاحب رح کی سحر انگیز شخصیت کا تصور کرتا ہوں تو آنکھیں شدت غم سے اشکبار ہوجاتی ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت صاحب رح پاس ہی کہیں موجود ہیں ان کے فیوضات کے دریا کی روانی میں تو اب مزید تیزی ہوگی۔

عطاء اللہ خیاط۔ صناف۔ الکویت

جناب کا سایہ ہمارے دین و دنیا کے لئے باعث رحمت تھا اگرچہ ان کا وجود ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا ہے تاہم مجھے یقین ہے کہ روحانی رشتہ ہمیشہ قائم رہے گا۔

اورنگ زیب قریشی۔ پیٹر برو۔ برطانیہ (یوکے)

یہ افسوسناک خبر سن کر بہت ہی صدمہ ہوا کیونکہ ہماری تو دنیا ہی اجڑ گئی۔

شاہ نواز خان محمد بشیر خان پسران ٹھیکہ دار غلام یٰسین۔ ٹانک

قبلہ رح ہمارے پیر و مرشد بھی تھے اور سرپرست بھی۔ آپ سے مل کر دماغ

Marfat.com

کا بوجھ ہلکا ہو جاتا تھا اور دل کو سکون مل جاتا تھا۔

ڈاکٹر محمد اسلم قادری۔ باغبانپورہ لاہور

حضرت جیسی انمول ہستیاں کہاں پیدا ہوتی ہیں ان کی نوازشیں اور دستگیریاں ہم پر ہمیشہ رہی ہیں اور میرا عقیدہ ہے کہ ہمیشہ رہیں گی۔

حافظ سید امان اللہ شاہ غرشین ڈپٹی ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کوئٹہ

حضرت صاحب رح کی شخصیت ایسے حسن و محامد کا مجموعہ تھی جنہیں تحریر میں لانا ممکن نہیں آپ نہ صرف ایک مجاہد اور عالم با عمل تھے بلکہ نہایت سادگی پسند، درویش منش، پیکر حسن اخلاق، مونس غمخوار، شہباز طریقت، راز دان شریعت اعلیٰ مدبر اور بے مثل بصیرت کے مالک تھے۔

سید عبدالمجید (ایم اے اسلامیات) نوید آباد ضلع مظفر گڑھ

آپ یکتائے زمانہ، پیر کامل، رہبر و مجاہد اور سلطان العارفین رح کے خاندان کے فرشتہ سیرت بزرگ تھے۔ علامہ اقبال رح کے مرد کامل کے ان صفات کا صحیح آئینہ تھے۔

؎ ستاری و غفاری و قدوسی و جبروت ۔ یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

ان کی محبت میں گزرے ہوئے لمحات میری زندگی کا زریں باب ہیں ان کی نظر شفقت نے میری تقدیر بدلی اور ان کی مجاہدانہ و حوصلہ مندانہ شخصیت نے میرے اندر وہ جذبہ پیدا کیا جو تادم زلیست میرے لئے مشعل راہ رہیگا۔

Marfat.com

حضرت صاحب کے فارسی مجموعہ کلام "پیر مغاں" سے

رباعی

حضرت ناشاد القادری رحمۃ اللہ علیہ

از دیر و حرم کار نیامد حاصل
وز دل نرود، ہیچ خیال باطل
ہوسی و انا از نفسم پاک نگشتہ
جز پیرِ مغاں قلب نگردد مائل

قطعہ

دلِ خود را بتارِ زلف بستم
ببوی زلف او پیوستہ مستم
مرا در مے کشی معذور گردان
خرابِ بادۂ روزِ الستم!

Marfat.com

سلطان العصر حضرت صاحب غلام دستگیر ناشاد القادری کے فارسی مجموعہ کلام

پیرِ مغاں

پر چند اہلِ علم حضرات کی آراء

ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید عرفانی، ستارۂ امتیاز (پاکستان) نشانِ سپاس (ایران) سیالکوٹ

"پیر مغاں" کے ارشادات ایک پیشہ ور شاعر کی خوبصورت عبارت سے سوائے چند الفاظ کے کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ یہ شعر نہیں" واردات" ہیں اور صنائع و بدائع نہیں" نوائے سروش" ہے۔ حضرت ناشاد القادری دور حاضر کے" لسان الغیب" ہیں"

آغا صادق حسین نقوی مرحوم (کوئٹہ)

"ناشاد صاحب قبلہ کے کلام کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے حال و قال اور کردار و گفتار میں کوئی تضاد نہیں۔ ان کے وارداتِ قلبی عرفان و ایقان میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان کی شاعری معرفت کی شاعری ہے۔ ناشاد صاحب نے جہاں اولیائے عظام اور بزرگان کرام کی خدمت میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے وہاں اپنا دل نکال کر رکھ دیا ہے۔ ناشاد صاحب کے کلام میں گل و بلبل کے رسمی فسانے نہیں بلکہ تصوف و حکمت اور معرفت و حقیقت کے جواہر پارے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر (کوئٹہ)

حضرت پیر غلام دستگیر ناشاد القادری ملک کے معروف پیر طریقت اور صاحب

Marfat.com

دل اہل قلم ہیں۔ ان کا کلام عشق و عرفان میں ڈوبا ہوا فارسی ادب کا ایک ایسا نمونہ ہے جس کی خوشبو حافظ شیرازیؒ کے مکتب عشق و صفا سے معمور ہے۔

جناب استاد شیدا نجم (کوئٹہ)

عرب و عجم کے شعرا نے فارسی کلام میں جو ندرتِ خیال پیدا کی ہیں۔ حضرت ناشاد صاحب کا کلام ان کے معیار سے بہت بلند نظر آتا ہے۔ حضرت کے اشعار میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ جیسے زبان بندۂ خاص کی لہجہ خلاقِ دو عالم کا۔ آپ کے اشعار صحیفہ کائنات بھی ہیں۔ معرفت ذات بھی، اسرار حیات بھی۔ اگر اس دور میں رومیؔ، جامیؔ، حافظؔ اور سعدیؔ جیسے بلند فکر شعرا موجود ہوتے تو وہ بھی حضرت کے کلام کی صحیح داد دیتے۔

شاعر اہلسنت علامہ صائم چشتی فیصل آباد

کلام الامام امام الکلام کے مطابق سلطان کا کلام، کلام کا سلطان ہے۔ حضرت ناشادؒ کے کلام میں حسن و جمال بھی ہے۔ اور کیف و مستی بھی، سوز و گداز بھی ہے اور رنگ و نور بھی، شعر کی پختگی بھی ہے اور فنی مہارت بھی۔ ندرتِ خیال بھی ہے اور زرخیزیٔ فکر بھی، تصوف کی رنگینیاں بھی ہیں اور درد کی لذت بھی۔ یوں معلوم ہوتا ہے حضرت ولی نے اپنے کشفِ واحوال کے سربستہ راز کھولنے کے لئے شعر کا سہارا لیا ہے۔ اس صحیفہ نور کا خالی الذہن ہو کر خلوت و تنہائی میں مطالعہ کیا جائے تو دل ایک ایسی انجانی کیفیت سے روشناس ہو جاتا ہے جسے عارفوں کی اصطلاح میں کیفیتِ وجدان کا نام دیا جاتا ہے

جناب راجا رسالو (لاہور)

حضرت صاحب نے اپنے کلام میں نہایت آسان زبان استعمال کی ہے تاکہ پڑھنے والا آسانی سے سمجھ سکے۔ پورے کلام میں آپ کی زندگی کے تجربوں کا نچوڑ ہے۔ وہ جو محسوس کرتے ہیں اسے خوبصورت شعروں کا روپ دے دیتے ہیں۔

Marfat.com

آقائی محمد رضا میرزائی (ایران)

آقائی غلام دستگیر ناشاد انقادری طبعی روان وفکری در جولان دارد، آقائی ناشاد عارفی است، خوش زبان وشیریں بیان، شکستہ نفس ومہربان کہ اندیشہ ہائی صوفیانہ و عرفانی را بہ بہترین طرزی لباس نظم پوشانیدہ وبا احساسات رقیق دعالی لطایف افکار خود رابزیبا ترین وجہ در زبان فارسی اظہار کردہ است۔

ایم عباس اثر مرحوم (سیالکوٹ)

حضرت صاحبؒ کی شاعری میں بہترین آہنگ نرالے خیالات اور خوبصورت بندشیں ہیں۔ آپ کا کلام استادانہ کمال کا حامل مرصّع اور بہت بلند ہے اور بلند کیوں نہ ہو۔ آپؒ جہاں پہنچے ہوئے ہیں اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ سارے کلام میں عشقِ حقیقی جھلک رہا ہے۔ ان اشعار کی صحیح داد تو کوئی عاشقِ رسولﷺ ہی دے سکتا ہے۔

پروفیسر شاہ برات خان محسود (لکی مروت ضلع بنوں)

حضرت ناشادؔ صاحب کا کلام در شہسوار، منفرد اور ولولہ انگیز ہے۔ اس میں ادیبوں کے لئے علمی و ادبی خزانہ، عارفوں کے لئے لاہوتی سیر، مقاماتِ رضا، فنا اور بقا کے پر کیف اور سرور خمار سے لبریز احوال اور مریدوں کے لئے روحانی غذا مہیا ہے۔ جلال و جمال کا یہ انمول عارفانہ تحفہ خاص و عام کو دعوتِ حق، دعوتِ انقلاب اندرون دیتا ہے۔ ان اشعار میں علامہ اقبالؒ کا سوز و ساز بھی ہے اور حافظؔ شیرازی کے عشق بلا خیز کی اچھلتی ہوئی موجیں بھی۔ ساغر و مینا اور شاہد و ساقی کی لے بھی مولانا رومؒ کے تصوف گران کے کوہِ گراں بھی ہیں اور حضرت سلطان باہوؒ کے تصور اسم اللہ ذات کے انوار بھی۔

Marfat.com

ناگی عبدالرزاق خاور (کوئٹہ)

"پیرِ مغاں" تصوف پر ایک بلند پایہ شعری مجموعہ ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ یہ آج کے اس مادی دور (میں کسی غیر فارسی زبان) کا کلام ہے۔ جو چاشنی، حلاوت اور گہرائی و گیرائی رومی، حافظ، سنائی اور دیگر صوفی شعرا کے ہاں ملتی ہے۔ بعینہٖ آپ اسے "پیرِ مغاں" میں بھی پائیں گے۔ بلکہ آپ اسے اسی سلسلہ کی ایک کڑی تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے۔ حضرت ناشاد صاحب کے کلام میں جذب و مستی، وارفتگی، عرفان و آگہی اور خرد بے زاری پر بے شمار اشعار ملتے ہیں۔ ناشاد صاحب کا ہر شعر اپنے اندر اتنا گنجِ معانی رکھتا ہے کہ اس کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔

حضرت صاحب ناشاد القادری کے فارسی مجموعۂ کلام

پیرِ مغاں

کے پہلے ایڈیشن کی صرف چند کاپیاں موجود ہیں

اہلِ ذوق حضرات آج ہی حاصل کریں۔ ہدیہ گیارہ روپے

حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی

دستگیر منزل، دربار حضرت سلطان باھوؒ، ضلع جھنگ (پاکستان)

Marfat.com

حضرت غلام دستگیر صاحبؒ کے لئے ایک نظم

ڈاکٹر منیرؔ ریتسانی
سول ہسپتال کوئٹہ

ہماری فکر پریشاں ضرور رہتی ہے
کبھی جہاں پہ کبھی اپنی تیرہ بختی پر
سکون۔ دور سرابوں کی طرح رہتا ہے
مگر زمانے کے دھندوں سے جب بھی فرصت ہو
تو دل سے، روح سے، آ آکے کوئی کہتا ہے
کہ روشنی کے لئے اور سکون کی خاطر
کھلا ہے آپ کا دروازہ اب بھی سب کیلئے

Marfat.com

عاشقی سوز و گریہ زاری ہے　　عاشقی عین بے قراری ہے

ان کے آنے پہ اشک جاری تھے　　اُن کے جانے سے اشک باری ہے

حضرت ناشاد القادری — بورک نکا۔ وزیرستان ۳۰ جولائی ۱۹۶۵ء

حضرت صاحبؒ قبلہ کی یاد میں آپؒ کے جہلم کے موقعہ پر
شائع ہونے والی کتاب

سلطان المشائخؒ

مرتبہ: سلطان ارشد القادری

کے متعلق چند آراء

سُلطان المشائخ حضرت صاحبؒ کی زندگی اور کارناموں پر مبنی ایک مفید کتاب ہے

★ ———— (پیر صاحب السید فیض اللہ شجاع الگیلانی)

یہ ہر اعتبار سے ایک دل کش اور دقیع دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے اور مستقل افادیت کی حامل ہے

★ ———— (سید فصیح اقبال سینیٹر)

"سُلطان المشائخ" کے مرتب نے دریا کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے

★ ———— (پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر)

جب بھی حضرت صاحبؒ کی یاد ستاتی ہے "سلطان المشائخ" کھول لیتا ہوں

★ ———— (پروفیسر الحاج سلطان الطاف علی)

"سلطان المشائخ" ایک دیدہ زیب اور بصیرت افروز دستاویز ہے

★ ———— (جناب امداد نظامی)

ملنے کا پتہ

حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی، دستگیر منزل دربار حضرت سلطان باھوؒ ضلع جھنگ (ہدیہ ۱۱ روپے)

Marfat.com

دریچۂ سخن

سلطان ارشد القادری

هجر کی راکھ اور وصال کے پھول

حضرت صاحب قبلہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی یاد میں شائع ہونیوالی اس دوسری کتاب کی کتابت مکمل ہو چکی، ٹائیٹل بن چکا، کاپیاں پریس جانے کو تیار ہیں اور میں کہ اس کی جلد از جلد اشاعت کے لیے بے قرار ہوں خود ہی اس کی تاخیر کا سبب ہوں۔ اس طرح کہ ابھی مجھے یہ ابتدائیہ لکھنا ہے۔ اور اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں پچھلے چند ماہ اتنی زیادہ مصروفیت رہی کہ یہ سوچ بھی نہ سکا کہ مجھے خود کیا لکھنا ہے؛ خیال تھا کہ یہ کتاب تقریباً ایک سو صفحات کی ہوگی۔ مگر پھر بڑے اچھے اچھے مضامین، مقالہ جات، تاثرات اور منظومات آتے گئے۔ کئی بار سوچا کچھ چیزیں رہنے دوں (اور آخر کار کچھ دیر سے آنے والی تحریریں آئندہ کیلئے روکنی پڑیں) چاہتا تھا مختلف مضامین میں اختصار کروں۔ مگر مسئلہ بقول احمد فراز یہ تھا کہ

ابتدا کی ترے قصیدے کی — اب یہ مشکل کروں کہاں سے گریز

اور ابتدا سے اب تک روز و شب لمحہ لمحہ جنون اور شوق نے اسی کتاب کے سلسلہ میں مصروفِ کار رکھا۔ گو کئی نئے اور اہم لوگوں سے تعلقات پیدا ہوئے، مسلسل رابطہ نہ رکھ سکنے کے باعث کئی پیارے ناراض بھی ہو گئے۔ کسی نے "خبطی" کا خطاب دیا تو کسی نے "کتابی کیڑا" کا۔ کسی نے "مغرور" کہا اور کسی نے "دیوانہ"۔ کسی نے "شوریدہ سری" کا مرض بتایا تو کسی نے "سودائی" قرار دیا۔ میں ان سب القاب کو اپنے لیے اعزاز سمجھتا ہوں کہ یہ "سلطان العصرؒ" کی وجہ سے نصیب ہوئے اور دعا کیجیے یہ دیوانگی اور شوریدہ سری قائم دائم رہے۔

میں ان تمام حضرات کا دلی طور پر مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے حضرت صاحب کی شخصیت اور فن پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور ان کے تعاون سے یہ کتاب مرتب ہو سکی۔ جی چاہتا ہے کہ فرداً فرداً سب کے اسمائے گرامی لکھوں لیکن کتاب کی ضخامت اور تاخیر کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ البتہ ایک شخص کا ذکر نہ کرنا بے انصافی ہوگی کہ انہوں نے مواد کی فراہمی میں میری بھرپور معاونت کی اور وہ ہیں ڈاکٹر حافظ بشیر احمد

Marfat.com

فیصل آبادی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم سے نوازے آمین اسی طرح لائق تحسین ہیں خوشنویس غلام مرتضیٰ کہ انہوں نے دن رات بلاناغہ مسلسل اتنا زیادہ کام تھوڑے عرصہ میں خوبصورتی سے مکمل کیا اور رعالی سیدی بھی جو ملک کے بہترین آرٹسٹوں اور ڈیزائنروں میں شمار ہوتے ہیں انہوں نے بہت خوبصورت ٹائیٹل بنایا۔ اور عظیم المرتبت بزرگ خوشنویس صوفی خورشید عالم صاحب بھی جنہوں نے اپنی کہی ہوئی منقبت کے علاوہ حضرت صاحب کے قطعات تحریر فرما دیئے۔ ان سب کا میں انتہائی شکر گزار ہوں۔

حضرت صاحبؒ کے چہلم کے موقعہ پر ۲۰۱ اکتوبر ۸۶ء کو اُن کی یاد میں ایک کتاب "سلطان المشائخ" مرتب کی گئی اور اسی موقعہ پر آپ کے اسم گرامی سے منسوب اکادمی کے قیام کا اعلان بھی کیا گیا۔ اکادمی کے زیرِ اہتمام صوفیائے کرام کی مختصر سوانح حیات کی اشاعت کے پروگرام میں سب سے پہلے مارچ ۱۹۸۷ء میں پیر صاحب السید یوسف الگیلانی بغدادی پیرآنٹ وانارحؒ کی مختصر سوانح "یوسف بغداد" شائع کی گئی اور صوفیا لٹریچر میں یہ دوسری کتاب "سلطان العصرؒ" حضرت صاحبؒ کے پہلے عرس کے موقعہ پر شائع کی جا رہی ہے۔ اکادمی کے قلم نے اپنا سفر شروع کر دیا ہے تو دعا کیجیے یہ سفر مزید تیزی اور بہتری سے منزلیں طے کرتا جائے اور کہیں بھی کوئی کوہ گراں اس کا راستہ نہ روک سکے۔ اگلے سال انشاء اللہ لٹریچر میں حضرت صاحب کے اردو کلام سے ایک مجموعہ شائع کرنے کا پروگرام ہے اور ساتھ ساتھ صوفیا لٹریچر کا کام بھی جاری رہے گا (انشاءاللہ) آپ سے التماس ہے کہ حضرت صاحبؒ سے متعلقہ واقعات۔ حالات، کرامات، تصاویر، کیسٹس اور اُن کے تحریر فرمودہ مکتوبات (خطوط) کے علاوہ، دیگر صوفیائے کرام اور خصوصاً خانوادہ سلطان العارفین کے حضرات کے بارے بھی اسی قسم کی اشیاء مجھے ارسال فرما کر تعاون فرمائیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو جو روحانی سکون یا فیض ملے اسے حضرت صاحب قبلہؒ کی نظرِ کرم جانیئے جہاں اچھے الفاظ اور خیالات ہوں اُسے لکھنے والے کا کمال سمجھیے اور جہاں کوئی غلطی ہو اُس مجھ سے منسوب فرما دیجیے۔ اور براہِ کرم اس کی مجھے نشاندہی بھی فرما دیجئے تاکہ آئندہ اصلاح کر سکوں اور آپ کا مشکور ہو سکوں۔

اِس کتاب کے توسط سے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں فیض احمد فیض کی یہ

انتہائی خوبصورت نظم بھی پیش کرنا چاہتا ہوں جو حسبِ حال ہے۔

ہجر کی راکھ اور وصال کے پھول

آج پھر درد و غم کے دھاگے ہیں
ہم پرو کر ترے خیال کے پھول
ترکِ الفت کے دشت سے چن کر
آشنائی کے ماہ و سال کے پھول
پھر تری یاد پہ چڑھا آئے
تیری دہلیز پہ سجا آئے
باندھ کر آرزو کے پلّے ہیں
ہجر کی راکھ اور وصال کے پھول

حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی کی مطبوعات

- دستگیرؒ منزل، دربار حضرت سلطان باھُوؒ، ضلع جھنگ
- پوسٹ بکس ۱۹۷، کوئٹہ بلوچستان
- القادریہ ۱۱۲ بی کریم پارک راوی روڈ، لاہور
- یوسف سن ۷ سراج کورڈ مارکیٹ اسلام آباد
- آستانہ حق باھُوؒ سعید آباد، مہاجر کیمپ کراچی
- مکتبہ سلطانیہ کچہری چوک ایبٹ آباد

ملنے کا پتہ

Marfat.com

اغراض و مقاصد

حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی

۱۔ مقاماتِ مقدسہ اور حضرت صاحب قبلہؒ کے تبرکات منظرِ عام پر لانا۔
۲۔ حضرت صاحبؒ اور دیگر صوفیائے کرام کی سوانح حیات کی اشاعت۔
۳۔ سلطان العارفینؒ و حضرت سلطان العصرؒ کے تمام منظوم و منثور کلام کی اعلیٰ پیمانے پر اشاعت اور دیگر زبانوں میں تراجم۔
۴۔ حضرت صاحبؒ کے اسمِ گرامی سے منسوب تعلیمی درسگاہوں کا قیام۔
۵۔ حضرت صاحبؒ کے اسمِ گرامی سے منسوب کتب خانوں کا قیام
۶۔ حضرت صاحبؒ کے اسمِ گرامی سے منسوب ہسپتالوں کا قیام
۷۔ حضرت صاحب کے اسمِ گرامی سے منسوب اشاعت مرکز کا قیام
۸۔ حضرت صاحبؒ کے اسمِ گرامی سے منسوب ہال کی تعمیر
۹۔ مذہبی، روحانی و علمی ادبی تقریبات کا انعقاد اور مساجد و مزارات کا تحفظ۔
۱۰۔ خوفِ خدا، عشقِ رسولؐ، قرآن و سنت کی متابعت، پابندیٔ صوم و صلوٰۃ، بدعقائد سے دین کی حفاظت، سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج و اشاعت اور سلوک کی نگرانی، اتحاد بین المسلمین، پاکستان سے محبت اور جہاد کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش۔
۱۱۔ حضرت صاحبؒ کی یاد میں ایک "ماہنامہ" کی اشاعت۔

حضرت غلام دستگیرؒ اکادمی

ذیلی دفتر	مرکزی دفتر:
پتہ آستانہ دستگیر رحق باھُوؒ ایجی بیگ سریاب روڈ، کوئٹہ بلوچستان	دستگیر منزل نزد پرانا دربار حضرت سلطان باھُوؒ ضلع جھنگ، پنجاب

Marfat.com

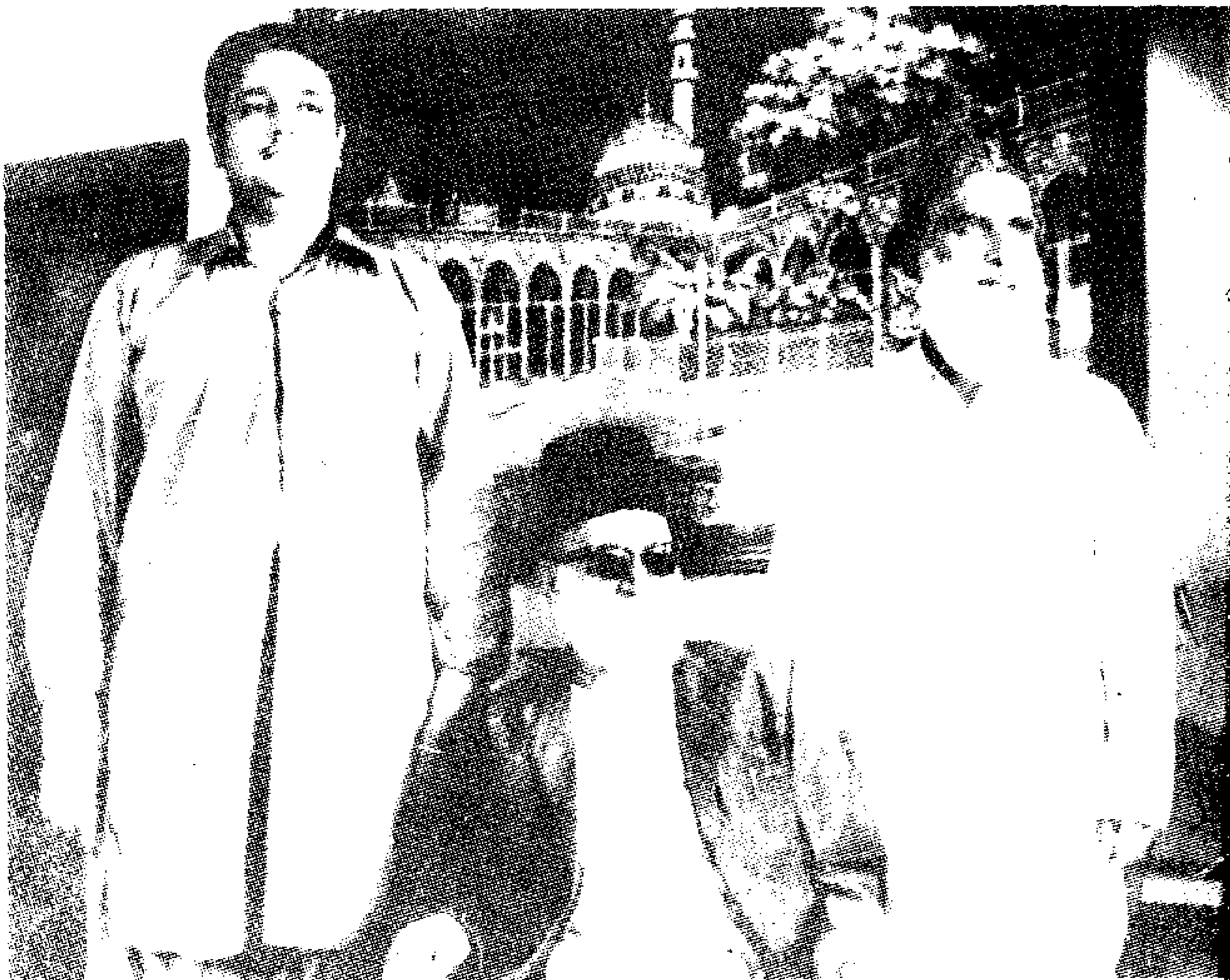

پیر آف وانا السید یوسف الگیلانیؒ اور السید احمد عادل گیلانی کے ہمراہ
(لاہور، ۳ جون ۱۹۷۳ء)

پیر صاحب آف واناؒ اور سائیں محمد مشتاق کے ساتھ (برہان شریف ۴ اپریل ۱۹۵۴ء)

Marfat.com

حضرت صاحبؒ
اور
جہادِ کشمیر

۱۹۴۸ء کی ایک یادگار تصویر
حکومتِ آزاد کشمیر کی طرف سے اعترافِ خدمات

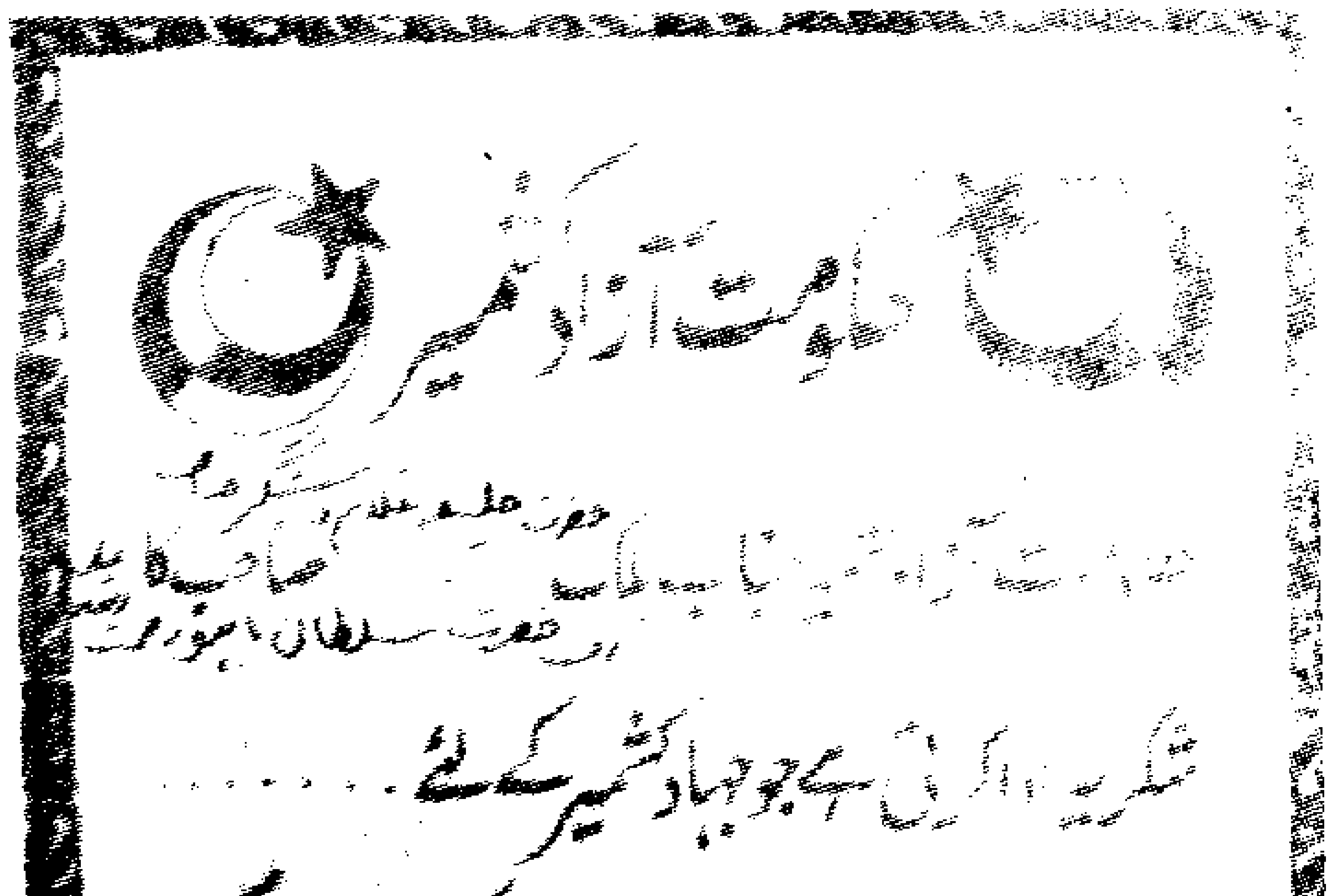

حکومت آزاد کشمیر

شکریہ ادا کرتی ہے جو جہاد کشمیر کے لئے......

مجاہد اپنے ساتھ لائے یہ سند ان کو بطور شکریہ دوستی کی

یادگار اور آئندہ کے دوستانہ تعلقات کیلئے دیجاتی ہے

کمانڈر آزاد کشمیر فوج

Marfat.com

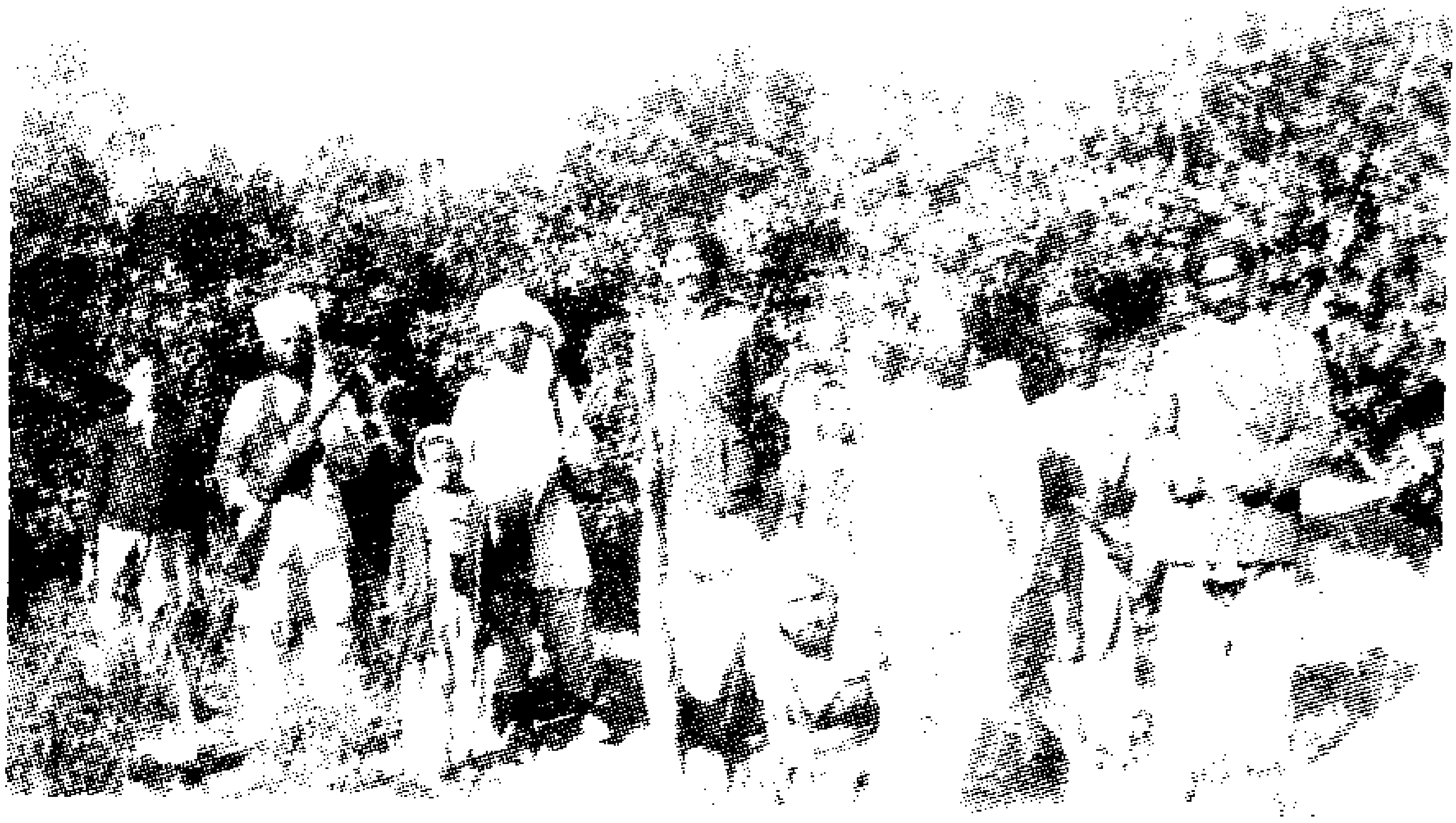

جہاد کشمیر کے دنوں میں اپنے بھائی سلطان نور حسین (بیٹھے ہوئے) اور مجاہدین کے ہمراہ (۱۹۴۹ء)

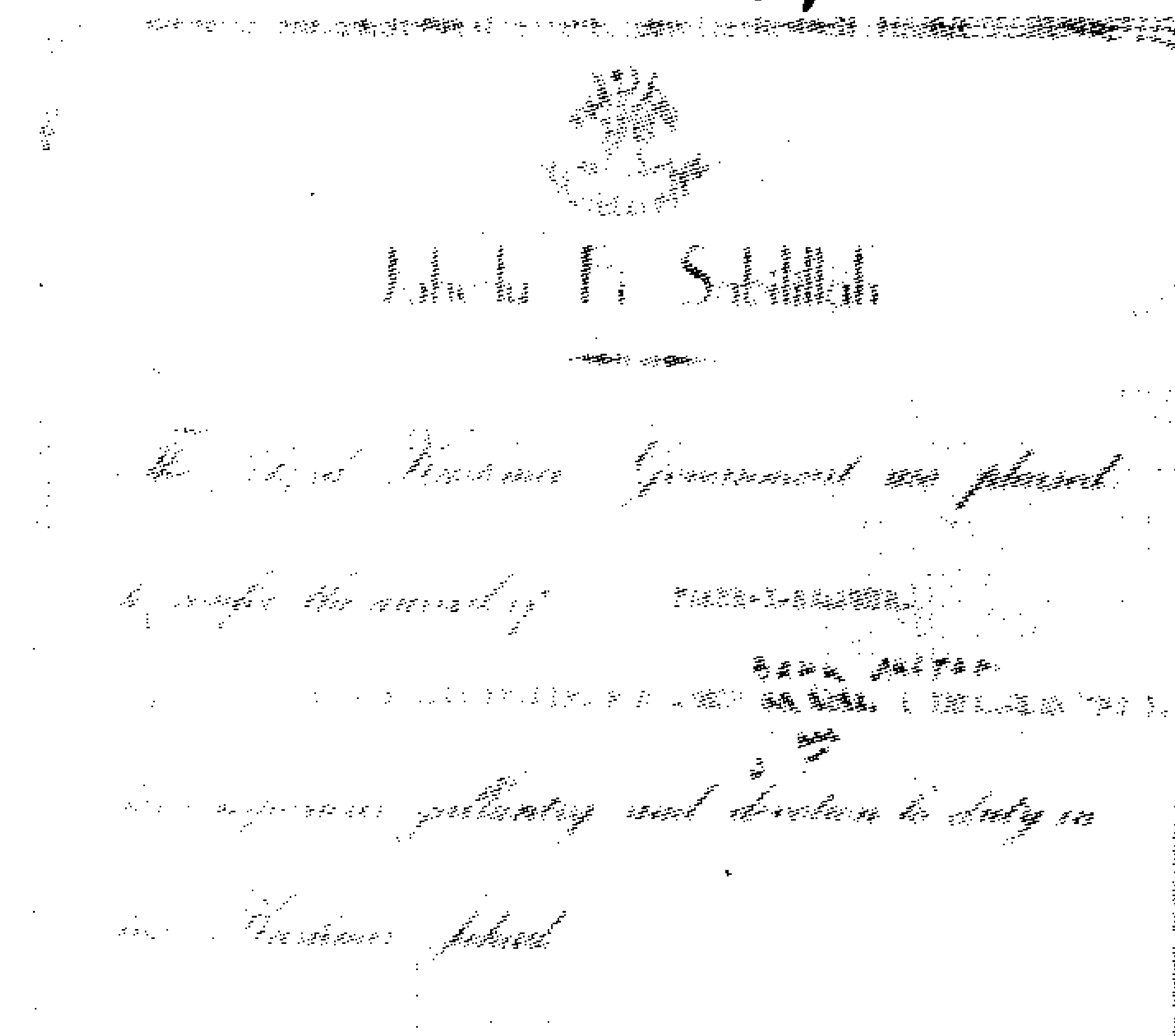

Jehad Fi Sabilillah

The Azad Kashmir Government are pleased

to confer the award of FAKHR-I-KASHMIR

for conspicuous gallantry and devotion to duty in

the Kashmir Jehad

President

Azad Kashmir Government

صدر آزاد کشمیر کی جانب سے "فخر کشمیر" اعزاز

پیکرِ حسن و وفا

دستگیر منزل پر فاتحہ خوانی کا ایک منظر

Marfat.com

پہلے حج کے موقعہ پر (۱۹۶۳ء) سلطان عمر دراز، سلطان محمد مشتاق ؒ اور سلطان الطاف علی کے ہمراہ

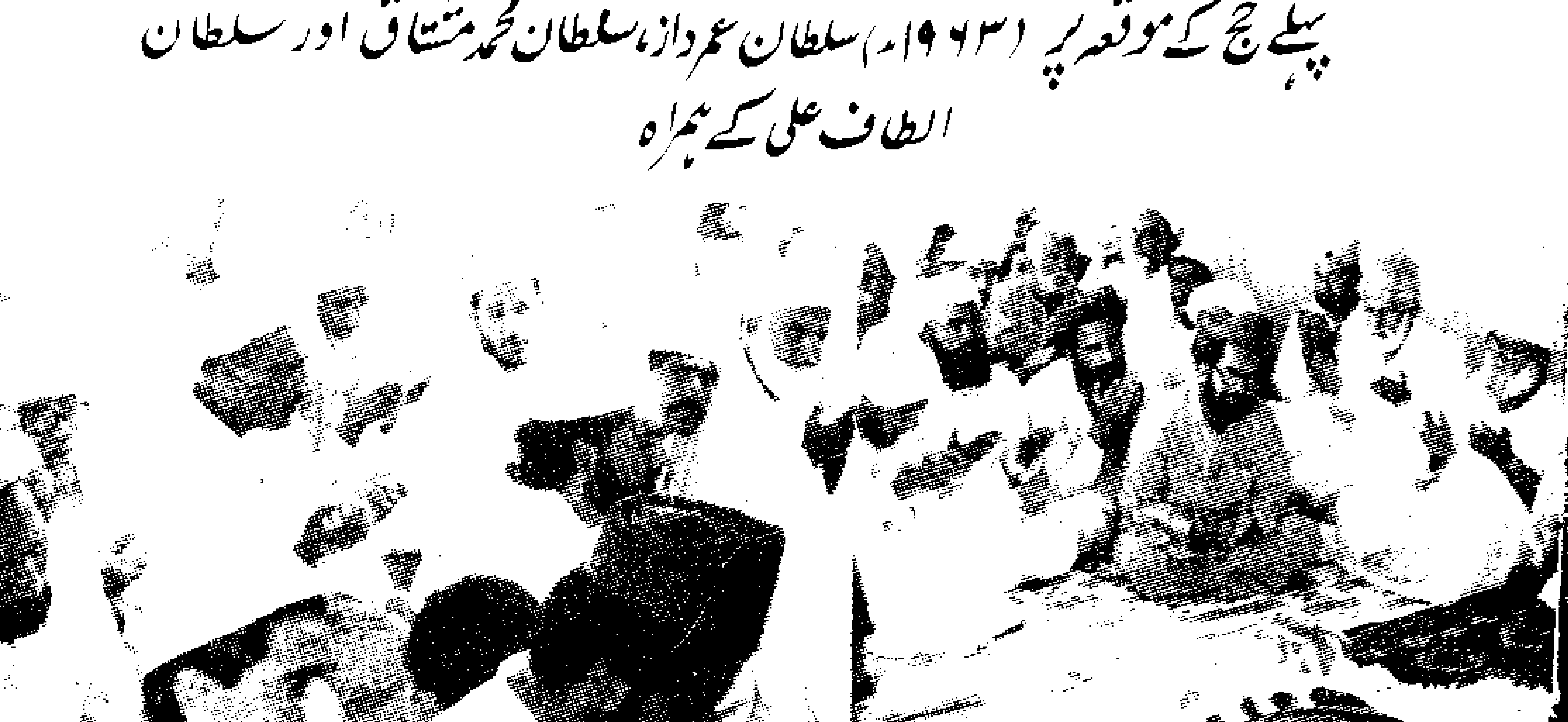

لطیف سلطان، سلطان صفدر علی ؒ، سلطان نور محمد، سلطان غلام میراں، سلطان غلام قادر، سلطان عبدالرحمن
سلطان محمد، سلطان فیض محمد رفعت سلطان، نذیر سلطان، سلطان الطاف علی، سلطان غلام باہو
سلطان غلام سرور، سلطان عمر دراز، سلطان اصغر علی، ظہور سلطان، سلطان محمد اقبال، سلطان حامد
سلطان ارشد، کریم اللہ خان، قمر سلطان، حنیف سلطان اور امیر سلطان نمایاں ہیں۔

Marfat.com

حضرت صاحبؒ حق باھوؒ کانفرنس میں

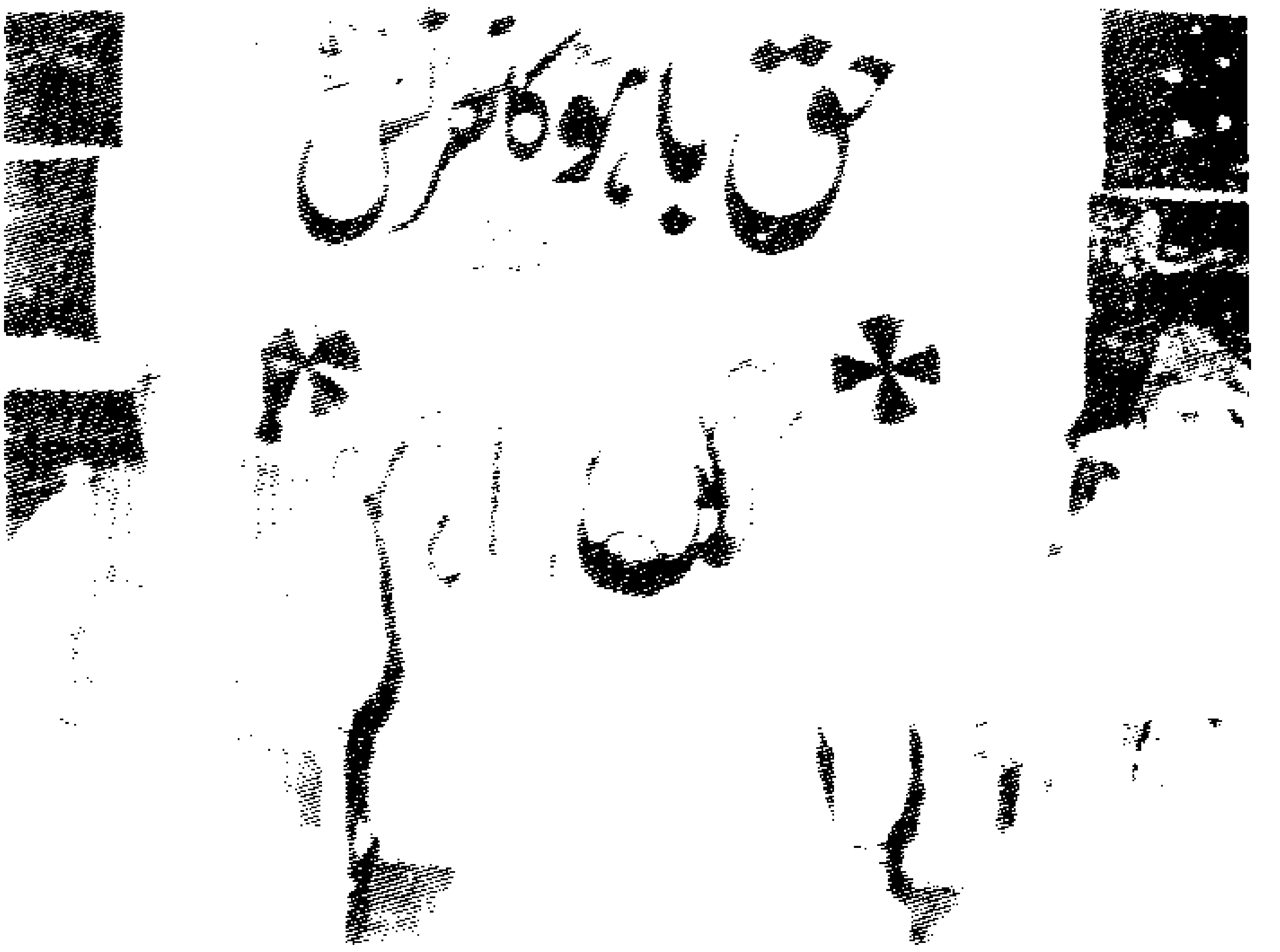

حق باہو کانفرنس سبی کی ۱۵ مارچ ۸۶ء کو صدارت فرماتے
ہوئے وفاقی وزیر حاجی حنیف طیب اور صوبائی وزیر سردار
بہادر خان بنگلزئی کے ہمراہ

حق باہو کانفرنس کوئٹہ میں
۲۹ جولائی ۱۹۸۶ء کو آخری صدارتی خطبہ ۔

Marfat.com

مخلصین کے ساتھ

ملنگ حاجی ہفتہ خان اور ٹھیکہ دار غلام یٰسین کے ہمراہ ڈیرہ اسماعیل خان ۱۹۵۲ء

خلیفہ شہبازی اور سعید گل عرف کاکو ملنگ کے ساتھ (کمالیہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

Marfat.com

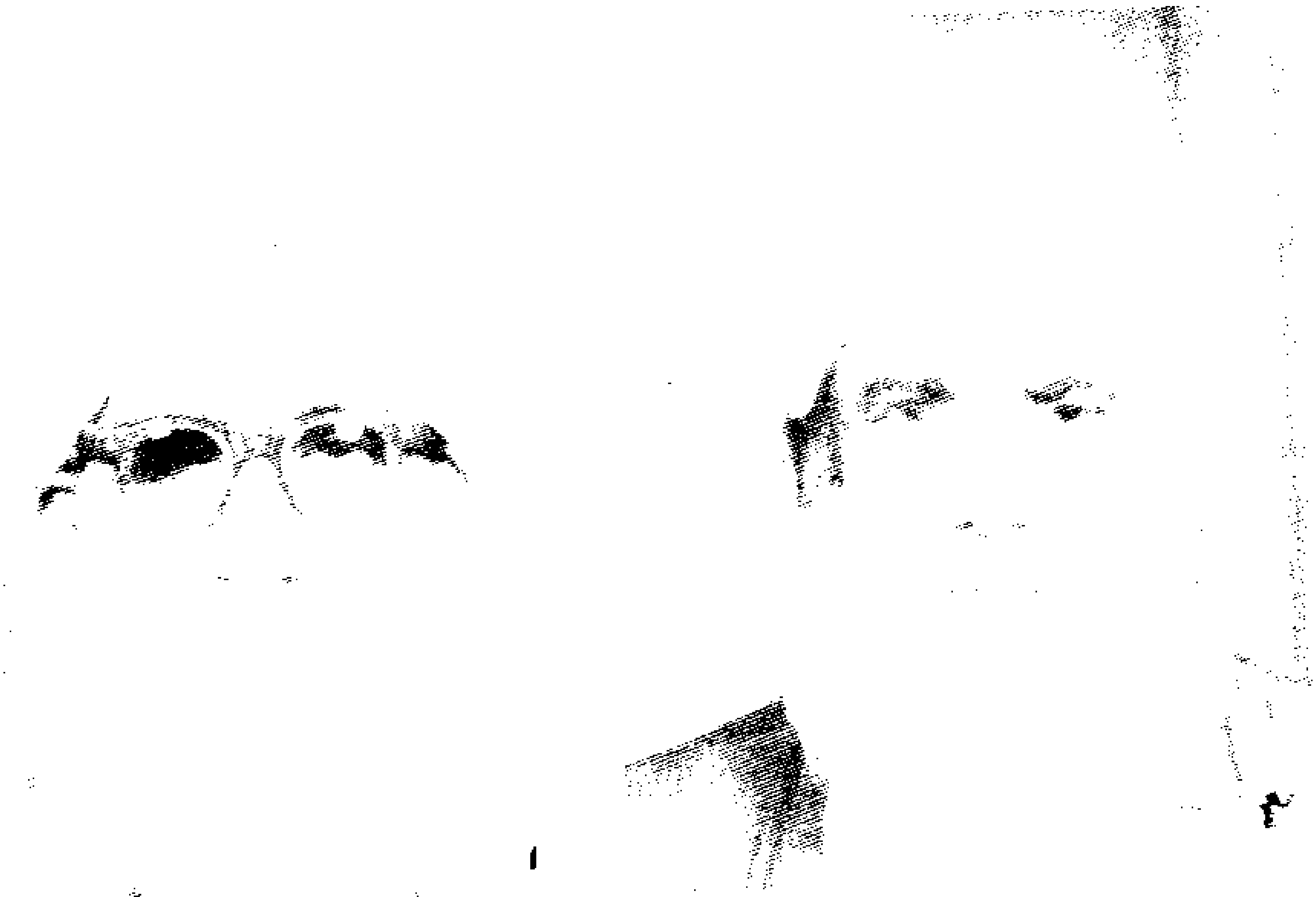

برادرانِ حضرت صاحبؒ

۱۔ الحاج سلطان غلام باہوؒ
۲۔ الحاج سلطان نور حسینؒ
۳۔ الحاج سلطان عمر دراز
۴۔ سلطان محمد اشرفؒ
۵۔ الحاج سلطان الطاف علی

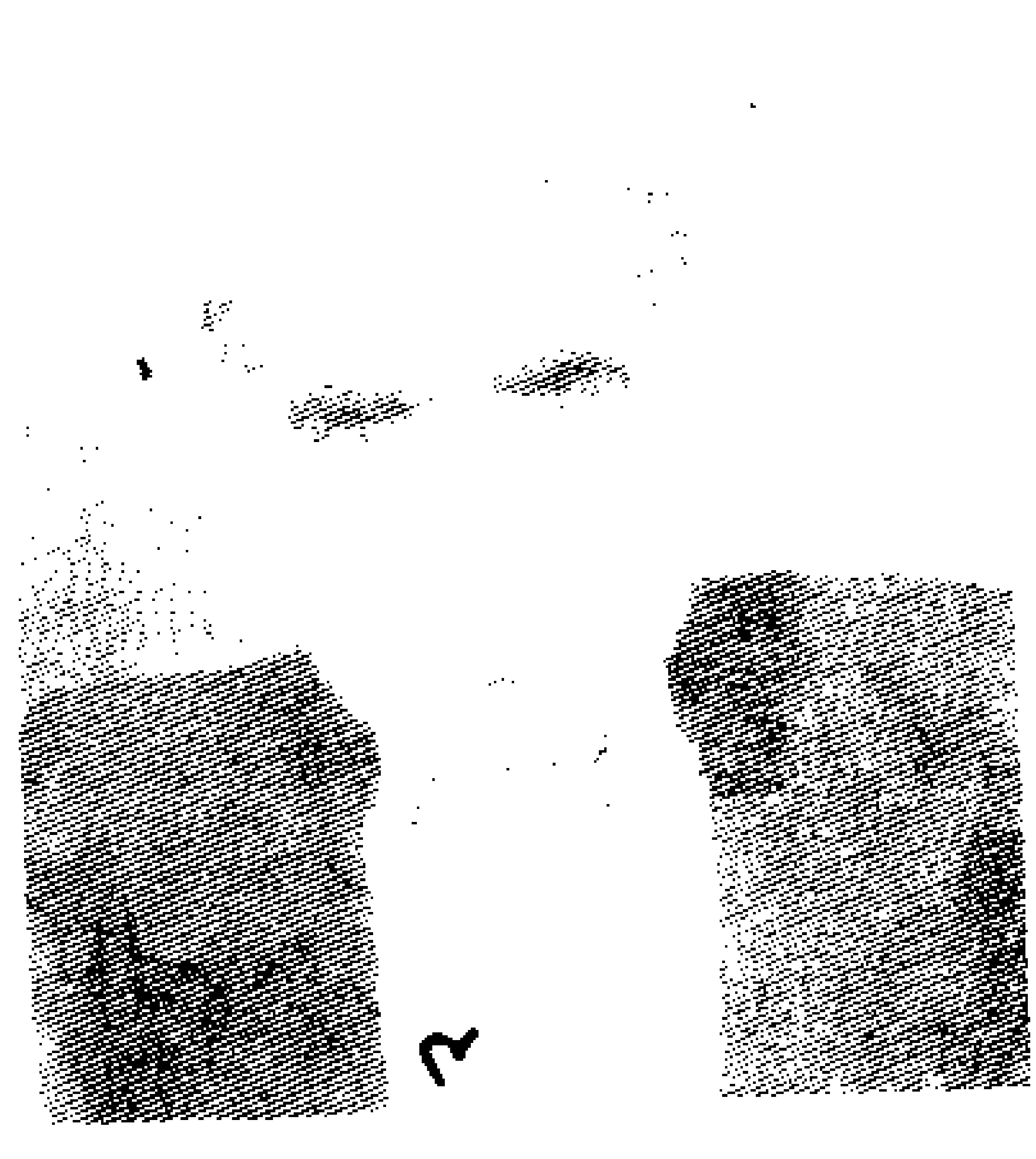

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com